لو کان الایمان (وفی روایۃ العلم) معلقا عند الثریا لتناولہ رجل من ابناء فارس

صحیح بخاری و صحیح مسلم، ابو نعیم، سعید بن منصور، ابن مردویہ تفسیر در منثور

اگر ایمان اور علم ثریا پر پہنچ جائے مردانِ فارس میں سے ایک مرد ضرور اس کو حاصل کرلے گا

فضائل حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصنف

حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

مترجم

حضرت مولانا عبد القیوم قادری رضوی

ترتیب، مقدمہ و تحشیہ

محمد عباس رضوی

ناشر

المجدد احمد رضا اکیڈمی ☆ گوجرانوالہ

اَلنَّاس عیالٌ علیٰ اَبِی حَنِیفَۃ فِی الفِقہ (امام شافعی)

تمام لوگ فقہ میں حضرت ابوحنیفہ کی اولاد ہیں!

فضائل حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مع

تقریباً اڑھائی سو علمائے احناف کا تذکرہ

تصنیفِ لطیف : ———

(حضرت سعید احمد ابن) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم : ———

حضرت مولانا عبد القیوم قادری رضوی مدظلہ العالی

مقدمہ و تحشیہ ———

محمد عباس رضوی

ناشر

المجدد امام احمد رضا اکیڈمی چوک دارالسلام گوجرانوالہ

نام کتاب :- فضائل امام اعظمؒ

مصنف :- حضرت سعید احمد نقشبندی ابن حضرت مجدد الف ثانی

مترجم :- حضرت مولانا عبدالقیوم قادری رضوی

مقدمہ و تحشیہ :- محمد عباس رضوی

کاتب :- محمد مسعود احمد حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

تعداد :- ایک ہزار

ناشر :- المجدد احمد رضا اکیڈمی

قیمت :- 18

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱-	عرض ناشر	۱۳
۲-	حضرت مصنف کے حالات زندگی۔	۱۵
۳-	حضرت امام اعظمؒ کے حالات زندگی	۱۸
۴-	آپؒ کی ولادت۔	″
۵-	آپ کا نام اور اُس کی لطافت۔	″
۶-	حضرت امام اعظمؒ کا نسب مبارک اور اس میں اختلاف۔	۱۹
۷-	حضرت امام اعظمؒ کی کنیت اور اس کی وجہ تسمیہ۔	″
۸-	نسب مبارک میں قول صحیح۔	۲۰
۹-	آپ کی وفات اور آپ کا مزار مبارک۔	″
۱۰-	حضرت امام شافعیؒ کا آپ کے وسیلے سے دعا مانگنا۔	″
۱۱-	حضرت امام اعظمؒ کی وفات کا سبب۔	۲۱
۱۲-	آپ شہید ہوئے۔	″
۱۳-	حضرت امام اعظمؒ پر اعتراضات اور ان کے جوابات۔	″
۱۴-	(پہلا اعتراض) یہ کہ آپ قیاس کو حدیث مقدم رکھتے تھے۔	۲۲
۱۵-	اس اعتراض کا جواب امام عبدالوہاب شعرانیؒ شافعیؒ سے۔	″
۱۶-	اس اعتراض کا جواب امام شمس الدین ذہبی شافعیؒ سے۔	۲۳
۱۷-	اس اعتراض کا جواب علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ سے۔	″
۱۸-	اس اعتراض کا جواب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے	۲۳
۱۹-	(دوسرا اعتراض) یہ کہ امام صاحب مرجیہ عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے	۲۴
		۲۵

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۲۰-	اس اعتراض کا جواب مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد کی زبان سے	۲۴ ۲۵
۲۱-	اعتراض کا جواب ابن تیمیہ سے	۲۶
۲۲-	اعتراض کا جواب علامہ شہرستانی سے۔	۲۷
۲۳-	مرجیہ خالصہ اور مرجیہ السنہ میں فرق۔	۲۷
۲۴-	تذکرۃ الحفاظ للذہبی میں آپ کا ترجمہ۔	″
۲۵-	علامہ ابن حجر اور حضرت امام اعظمؒ	۲۹
۲۶-	اس اعتراض کا جواب علامہ ابن حجر مکی سے۔	۳۰
۲۷-	تیسرا اعتراض یہ کہ حضرت امام اعظم سے صرف سترہ احادیث مروی ہیں۔	″ ″
۲۸-	اس اعتراض کا جواب مولانا فقیر محمد جہلمی سے۔	″
۲۹-	حضرت امام اعظمؒ کی مرویات کن کن کتب میں موجود ہیں۔	۳۲
۳۰-	حضرت امام اعظمؒ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار احادیث بیان کی ہیں۔	″
۳۱-	اور کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار سے کیا ہے۔	″
۳۲-	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کل بلا تکرار کتنی احادیث مروی ہیں۔	۳۳
۳۳-	حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام اعظمؒ کی مرویات میں تعداد کا فرق۔	″
۳۴-	حضرت امام اعظمؒ شاہنشاہ حدیث ہیں۔	۳۴
۳۵-	دیگر اعتراضات وجرحیں۔	″
۳۶-	امام دارقطنی کی جرح۔	″
۳۷-	امام دارقطنی کی جرح کا جواب علامہ عینیؒ سے	۳۵

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۳۸-	امام دارقطنی کی جرح کا جواب مولانا مولوی نجم الغنی رامپوری رح سے	۳۶
۳۹-	امام دارقطنی کی جرح کا جواب مولانا عبدالحی لکھنوی رح سے۔	"
۴۰-	" " علامہ معین الدین سندھی رح سے۔	"
۴۱-	" " علامہ عبدالہادی المقدسی حنبلی سے۔	۳۷
۴۲-	امام ابن عدی کی جرح حضرت امام اعظم پر	"
۴۳-	ابن عدی کی جرح کا جواب علامہ عینی سے	۳۸
۴۴	" " علامہ زاہد الکوثری مصری رح سے	"
۴۵-	حضرت سفیان کی جرح بحوالہ تاریخ صغیر۔	"
۴۶-	اس کی سند میں نعیم بن حماد ضعیف ہے۔	۳۹
۴۷-	اعلیٰ حضرت کا حوالہ۔	"
۴۸-	اس جرح کا دوسرا جواب مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی وہابی سے۔	"
۴۹-	حافظ ابن کثیر اور حضرت امام اعظم رح۔	۴۱
۵۰-	حضرت امام اعظم پر بدزبانی کرنے کا وبال۔ مولوی ابراہیم پر اور اس سے توبہ۔	۴۲ "
۵۱-	غیر مقلدین کو مولوی میر سیالکوٹی کی وصیت کہ وہ بے ادبی اور گستاخی سے توبہ کریں۔	۴۳
۵۲-	حضرت امام اعظم کے گستاخ کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ بقول مولوی عبدالمنان غیر مقلد۔	۴۳ ۴۴
۵۳-	تاریخ صغیر کا دوسرا اعتراض	"
۵۴-	اس کا جواب کہ اس کی سند بھی صحیح نہیں۔	۴۵
۵۵-	تیسرا اعتراض	"
۵۶-	اس کا جواب	"

صفحہ نمبر	نام مضمون	نمبر شمار
۴۶	امام نسائی کی جرح اور اس کا جواب	۵۷۔
"	پہلا جواب امام نسائی نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا تھا۔	۵۸۔
"	دوسرا جواب یہ جرح مبہم ہے	۵۹۔
۴۷	میزان الاعتدال کا حوالہ اور اس کا جواب۔	۶۰۔
۴۸	میزان الاعتدال کا حوالہ علامہ عبدالحی لکھنوی کے۔	۶۱۔
۵۰	خطبۃ الکتاب۔	۶۲۔
"	امام اعظم کا قول اے اللہ تو پاک ہے جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے۔	۶۳۔
۵۳	حنفی اولیاء و علماء۔	۶۴۔
"	آپ کا مقولہ اے اللہ تو پاک ہے.... کا جواب علامہ	۶۵۔
"	ابن حجر مکی رح سے۔	
۵۷	حضرت امام اعظم کا فقہی مقام۔	۶۶۔
۵۸	امام اعظم کے پیروکار	۶۷۔
"	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا کہ اے امام المسلمین تجھ پر سلام ہو۔	۶۸۔
	اللہ کا علم حضور نبی اکرم کے ذریعے پہنچا آپ سے اصحاب کو اور	۶۹۔
"	اُن سے تابعین کو اور اُن سے امام اعظم کے ذریعے پہنچا۔	۷۰۔
	حضرت امام شافعی آپ کے مزار پہ جا کر آپ کے وسیلے سے	۷۱۔
۵۹۔۶۰	دعا مانگتے تھے۔	
	اس واقعہ کی سند پر بحث (حاشیہ) ص ۵۹۔۶۰	۷۲۔
"	امام مالک کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت	۷۳۔
"	امام اعظم رح کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت	۷۴۔
۶۱	امام اعظم رح کی وفات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی	۷۵۔

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۷۶۔	پیشین گوئی (غیبی خبر) امام اعظم تابعی تھے۔	۶۱
۷۷۔	امام اعظمؒ کے بارے میں حضرت امام مالکؒ کی رائے۔	۶۲
۷۸۔	امام اعظمؒ کے بارے میں امام شافعیؒ کی رائے	"
۷۹۔	تمام لوگ فقہ میں امام اعظم کی عیال (اولاد) ہیں امام شافعیؒ۔	"
۸۰۔	حضرت امام اعظم پوری رات عبادت کرتے تھے۔	"
۸۱۔	عظیم بشارت۔	۶۳
۸۲۔	امام اعظمؒ کی پیروی کرنے والوں کو بخشش کی بشارت	"
۸۳۔	حنفی محدثین۔	"
۸۴۔	خواب میں دیدار حبیب و حکم حبیب	۶۴
۸۵۔	آپ کے حق میں دعائے مرتضیٰ	"
۸۶۔	آپ کا تقویٰ۔	۶۵
۸۷۔	حضرت امام اعظمؒ کی عبادت۔	"
۸۷۔	آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔	"
	اس کی سند حاشیہ میں۔	"
۸۸۔	حضرت امام اعظمؒ رمضان میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔	۶۶
۸۹۔	جو امام صاحب کو دوست رکھے وہ سنی ہے اور جو آپ سے	"
	بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔	"
۹۰۔	تمام لوگ فقہ حنفی پر ہی ہیں (یحییٰ بن معین)	"
۹۱۔	ہر رات امام اعظمؒ کو ایک صدیق کا ثواب عطا ہوگا (عاصم بن نبیل)	"
۹۲۔	محدث حسن بن عمارہ امام صاحبؒ کے گھوڑے کی رکاب پکڑتے تھے	"
۹۳۔	حضرت امام اعظمؒ فقہ میں چکی کے کیل کی مانند ہیں جن پر فقہ کا	"
	دارومدار ہے۔	۶۷

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۹۴-	حضرت امام اعظمؒ علماء میں اس طرح ہیں جس طرح امراء میں خلیفہ۔	۶۷
۹۵-	حضرت امام اعظمؒ ایسا نور ہیں جس سے راہ حاصل کی جاتی ہے۔ (ابو [illegible])	〃
۹۶-	حضرت امام اعظمؒ عظیم امانت ہیں (وکیع)	〃
۹۷-	لوگوں کو امام اعظمؒ نے بیدار کیا حالانکہ لوگ سو رہے تھے۔	۶۸
۹۸-	امام اعظمؒ جیسا کوئی نہیں۔ (ابن عیینہ)	〃
۹۹-	حضرت امام اعظمؒ کے بارے میں شعماد بن سلمہ کی رائے	〃
۱۰۰-	امام اعظمؒ کے بارے میں محدث امام اوزاعی کی رائے	〃
۱۰۱-	امام اعظمؒ کی عقل نصف اہل زمین سے زیادہ ہے۔ (علی بن عاصم)	〃
۱۰۲-	عہدہ قضاء اور آپ کی مشکلات	۶۹
۱۰۳-	امام اعظم کا حدیث پر عمل۔	〃
۱۰۴-	آپ کا حلیہ و وصال	۷۰
۱۰۵-	آپ کی مدح بزبان عبداللہ بن مبارک	〃
۱۰۶-	آپ کی مدح بزبان ابوالقاسم شرقی	〃
۱۰۷-	علم شریعت کی تدوین اور امام اعظمؒ	۷۱
۱۰۸-	جو یہ کہے کہ امام اعظمؒ نے غلطی کی ہے وہ حیوانوں کی طرح ہے۔	〃
۱۰۹-	ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ نماز میں امام اعظم کے لیے دعا کریں۔	۷۲
۱۱۰-	امام اعظم کا وسیلہ (مسعر بن کدام)	〃
۱۱۱-	امام اعظم کے بارے میں۔ معمر۔ سفیان ثوری کی رائے۔	۷۳
۱۱۲-	امام اعظم کی عبادت	〃
۱۱۲-	ایک رکعت میں قرآن ختم کرنا۔	〃
۱۱۳-	امام اعظمؒ کے بارے میں امام ابو یوسف۔ ابن مبارک۔ ہارون الرشید	〃
	حسن بن عمارہ۔ فضل بن خالد کی رائے۔	۷۴

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۴۔	آپ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک۔	۷۵
۱۱۵۔	کیا امام اعظمؒ مرجی تھے۔	″
۱۱۶۔	آپ پر جرم اور اس کا جواب۔	۷۶
۱۱۷۔	آپ سب سے زیادہ حلیم تھے۔	″
۱۱۸۔	وصال کے وقت آپ کی کرامات۔	۷۷
۱۱۹۔	آپ نے خدا تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ خواب میں دیکھا۔	۷۸
۱۲۰۔	قیامت کے روز امام اعظم مصنف ہوں گے۔	۷۹
۱۲۱۔	آپ کا تابعی ہونا۔	″
۱۲۲۔	آپ کے اساتذہ حدیث وفقہ	۸۰
۱۲۳۔	آپ کے تلامذہ حدیث وفقہ	۸۳
۱۲۴۔	امام ابو یوسفؒ	″
۱۲۵۔	امام محمدؒ	۸۴
۱۲۶۔	امام زفرؒ	۸۵
۱۲۷۔	امام حسن بن زیاد	۸۶
۱۲۸۔	ابراہیم الطہمان وابیض بن اغر	″
۱۲۹۔	اسحاق بن یوسف۔ اسد بن عمر۔ اسماعیل بن یحییٰ۔	۸۷
۱۳۰۔	ایوب بن ہانی۔ جارود بن یزید۔ حبان بن علی۔ حسن بن زیاد۔	۸۸
	حسین بن حسن۔	۸۹
۱۳۱۔	حکام بن مسلم۔ ابو مطیع بلخی۔	″
۱۳۲۔	حماد بن ابو حنیفہ۔ حمزہ بن حبیب۔ عاصم قاری۔ خارجہ بن مصعب۔ داؤد بن نصیر۔	۹۰
۱۳۳۔	زید بن حباب۔ اسرقی۔ سعد بن ابی الصلت۔ شیرازی۔	۹۱

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۴-	مباح بن محارب - عامر بن فرات - عباد بن عوام - عبداللہ بن مبارک عبداللہ بن یزید -	۹۲ ۹۳
۱۳۵-		
۱۳۶-	عبدالکریم بن محمد - عبدالمجید بن عبدالعزیز - عبدالوارث بن سعید - عبداللہ بن زبیر - عبداللہ بن موسیٰ وغیرہم -	۹۴
۱۳۷-	علی بن عاصم - علی میر - قاسم بن حکم - قاسم بن معین - قیس بن ربیع -	۹۵
۱۳۸-	محمد بن عبان - محمد بشیر - محمد بن فضل - محمد بن مسروق - مراد بن سالم مصعب بن مقدام -	۹۶
۱۳۹-	سہل بن نصر - نصر بن عبدالملک - النظر بن محمد - نعمان بن عبدالسلام - نوح بن دراج - نوح بن ابی حریمہ وغیرہم -	۹۷
۱۴۰-	وکیع بن جراح - یحییٰ بن ابو ایوب -	۹۸
۱۴۱-	یزید بن ہارون - یونس بن بکیر - ابو حمزہ یشکری - ابو صغیر الصنعانی کے حالات -	۹۹
۱۴۲-	ابو مقاتل سمرقندی - قاضی ابو یوسف - امام احمد بن حنبل - یحییٰ بن معین - احمد بن منصور -	۱۰۰
۱۴۳-	ابو یحییٰ حمانی - ابو داؤد طیالسی -	۱۰۱
۱۴۴-	امام یحییٰ بن سعید قطان -	۱۰۲
۱۴۵-	حضرت سفیان ثوری - امام مالک -	۱۰۳
۱۴۶-	ابن ایوب عامری -	۱۰۴
۱۴۷-	حماد بن زید -	۱۰۵
[illegible]	حضرت ابراہیم - حضرت فضیل بن عیاض - اور حضرت شفیق بلخی -	۱۰۶
[illegible]	حنفی مذہب کے آئمہ فقہا - محدثین - علماء کی ایک جماعت کے بیان میں -	۱۰۷
۱۵۰-	معلی بن منصور قاضی -	۱۰۸

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱-	محمد بن سماعہ عبداللہ بن ہول۔ محمد بن شجاع اور امام طحاوی۔	۱۱۰
۱۵۲-	ابو حازم عبدالحمید بن عبدالعزیز۔ ابو عصمہ عصام بن یوسف بلخی۔	۱۱۱
۱۵۳-	امام ابو حفص کبیر۔ قاضی بکا بن قتیبہ احمد بن محمد بن عیسیٰ۔ حکم بن سعید علی بن موسیٰ	۱۱۲
۱۵۴-	اسماعیل بن حماد۔ عبدالکریم بن عبدالحمید بصری۔ محمد بن مبشر۔ ایوب بن نجار۔ محمد بن مقاتل	۱۱۳
۱۵۵-	محمد بن حسین۔ محمد بن عبداللہ۔ بشر مریسی۔ یحییٰ بن معاذ رازی۔ حافظ مصری	۱۱۴
۱۵۶-	یحییٰ بن نصر۔ عبداللہ بن محمد۔	۱۱۵
۱۵۷-	عبداللہ بن حسین کرخی۔ ابوبکر محمد فضل بخاری۔ ابو منصور ماتریدی۔	۱۱۶
۱۵۸-	ابو عمرو بصری۔ علی بن محمد۔ عیسیٰ بن سلیمان۔ ابن سنان سرج۔	۱۱۷
۱۵۹-	محمد بن احمد۔ علی بن محمد۔	۱۱۸
۱۶۰-	محمد بن احمد قاری محمد بن حسن۔ محمد بن عبداللہ بن حسین کرخی۔	۱۱۹
۱۶۱-	محمد بن ہارون۔ نصر بن قاسم	۱۲۰
۱۶۲-	امام ابوالحسن کرخی۔ عبدالرحمن بن محمد بن فتی۔	۱۲۱
۱۶۳-	ابوالقاسم بن یونس سمرقندی۔ ابوالقاسم نصر آبادی۔	۱۲۲
۱۶۴-	ابوالحسین احمد بن محمد۔ صالح بن محمد۔ قاضی ابوالہیثم تیمی	۱۲۳
۱۶۵-	ابو سعید سمان اسماعیل۔ ابوالقاسم بن قاسم۔ ابو زید دبوسی۔ ابوالحسن علی بن محمد طالقانی	۱۲۴
۱۶۶-	ابو محمد عبدالعزیز۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری۔	۱۲۵
۱۶۷-	ابوبکر بن محمد۔ ابوالحسن بن یحییٰ بن علی۔ علامہ محمد بن یوسف۔ نصر اللہ بن علی عمر بن نسفی	۱۲۶
۱۶۸-	یوسف بن ایوب ہمدانی۔ شیخ برہان الدین علی بن ابی بکر حنفی صدیقی۔	۱۲۷
۱۶۹-	احمد بن مسعود۔ ناصر بن ابی المکارم۔	۱۲۸
۱۷۰-	فقیہ جمال الدین بخاری۔ عیسیٰ بن ایوب امام محمد بن حسن۔ محمود بن احمد	۱۲۹
	محمد بن عبدالستار کردری	۱۳۰
۱۷۱	محمد بن محمد۔ عیسیٰ بن علی بن کجا۔ محمد بن حسن۔	۱۳۱

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۲-	محمد بن ایوب بن عبدالستار۔ مولانا جمال الدین ساغجی۔ حسن بن محمد۔ بدر الدین کرداری۔	۱۳۲
۱۷۳-	ابوالمظفر یوسف ترکی۔ ابن المستوفی اربلی۔	
۱۷۴-	حافظ الدین بخاری۔ برہان الدین محمد نسفی۔ داؤد بن معظم۔ عمر ابوبکر بن ہلال	
۱۷۵-	شمس الدین محمد۔ علامہ زیلعی۔ اشرف الدین احمد۔ عبید اللہ صدر الشریعت۔ محمد بن علی۔ بدر الدین حنفی۔ مولانا حمید الدین شاشی۔ زین الدین ابوبکر۔	۱۳۲
۱۷۶-	عبدالرحمٰن حنفی۔ محمد بن ابراہیم ابو عبداللہ۔ شمس الدین انصاری۔	۱۳۳
۱۷۷-	ابویزید تورانی۔	۱۳۴
۱۷۸-	امیر قوام الدین خانی احمد بن شاذلی۔ علامہ حسن چلپی۔ عبدالرزاق سمرقندی حسین الخطب۔ احمد بن جندی۔ علامہ کرکی ابراہیم حنفی۔ علامہ ابراہیم طرابلسی مولانا عبدالعلی برجندی۔	۱۳۶ ۱۳۷
۱۷۹-	مولانا احمد جندی۔ عبدالخالق غجدوانی۔ یوسف ہمدانی۔ خواجہ احمد صدیق۔ خواجہ محمود نجیر۔ خواجہ علی رامیتنی۔ المعروف بہ عزیزاں۔ خواجہ محمود باباسماسی حضرت بہاء الحق نقشبند۔	۱۳۷
۱۸۰-	محمد بن محمود حسین بن علاء الدین۔ مولانا یعقوب چرخی۔	۱۳۸
۱۸۱-	مولانا نظام الدین خاموش۔ مولانا سعد الدین کاشغری رحمہم اللہ علیہم	۱۳۹
	خاتمہ الکتاب	
	طبع وزیر طبع کتب کے اشتہارات۔	

عرض ناشر

اس فتنہ پروری اور فرقہ پروری کے دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے عقائد کو پہچانیں اور اُن پر کاربند ہو کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ اس مادی دور میں ہر شخص بالخصوص غیر مقلدین اپنے آپ کو محقق اور محدث سمجھتے ہوئے علمائے مجتہدین پر اعتراضات کر رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اُن کے اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں اور سادہ لوح عوام کو اصل صورت حال سے آگاہ کیا جائے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب یوں تو فضائل امام اعظم کے نام سے موسوم ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ پوری تاریخ حنفیہ ہے۔ امام اعظم کے تذکرے کے علاوہ اس میں تقریباً اڑھائی سو علماء کے احناف کا مختصر اور جامع تذکرہ موجود ہے اور ہر ایک کی تاریخ پیدائش تصانیف کا تعارف۔ تاریخ وفات اور اسماء الرجال کی بحث درج ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب بہت معلومات افزا اور علمی کتاب ہے اور مقدمے میں علمائے غیر مقلدین کے تقریباً تمام مشہور اعتراضات کے دندان شکن جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ یہ کتاب حضرت شیخ سعید احمد بن حضرت شیخ مجدد الف ثانی جیسی یگانہ روزگار جیسی شخصیت کی تصنیف ہے اور حضرت مولانا عبدالقیوم قادری کا میں بہت مشکور ہوں جنہوں نے مصروفیات کے دنوں میں وقت نکال کر اس کتاب کا آسان اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے ان کے ساتھ ساتھ میں چوہدری عبدالرحمٰن گورایہ (سکنہ کھوتڑے) اور چوہدری محمد نواز گھمن (فاضل پور) کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے یہ کتاب

شائع کرنے میں میرے ساتھ مالی تعاون کیا۔ المجدد احمد رضا خاں اکیڈمی کو قائم کرنے میں میرے ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب محمد عبداللہ بریلوی۔ شیخ محمد افضل صوفی باغ علی۔ صوفی عبدالخالق اور جناب محمد رفیق صاحب مجددی کا بھی ممنون ہوں۔ جنہوں نے اپنے قیمتی مشورے اور آراء سے نوازا۔

آخر میں قارئین کرام سے التماس کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کتابت کی کافی حد تک کوشش کے ساتھ تصیح کی گئی پھر بھی غلطیوں کا احتمال ہے جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی تصیح کر لی جائے!۔

والسلام

محمد عباس رضوی

حضرت مصنف کے حالاتِ زندگی

آپ کا نام شیخ محمد سعید اور لقب خازن الرحمہ تھا آپ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کی ولادت با سعادت ماہ شوال سنہ ۱۰۰۵ھ میں ہوئی چھوٹی عمر ہی سے آثار ہدایت و کرامت آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے اور بچپن ہی سے اطوار شرافت وولایت آپ کے چہرہ مبارک سے ہویدا تھے، چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ خود فرماتے ہیں"

کہ محمد سعید چہار پنج سالہ بود کہ دے را بیماری روئے نمود دراں مرض روزے از وے پرسیدم کہ چہ می خواہی، بے اختیار از زبانش برآمد کہ حضرت خواجہ رامی خواہم من ایں سخن وے را بخدمت حضرت خواجہ عرض نمودم فرمودند محمد سعید شما رندی و حریفی نمودہ غائبانہ از ما نسبت ربود۔ (حضرات القدس ص۲۳۴)

یعنی محمد سعید چار پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہوئے اس بیماری کی حالت میں ایک روز میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا چاہتے ہو؟ بے اختیار اس کی زبان سے نکلا کہ میں حضرت خواجہ (باقی باللہ) کو چاہتا ہوں میں نے واقعہ حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے محمد سعید نے رندی اور حریفی سے غائبانہ طور پر ہم سے نسبت حاصل کرلی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو حضرت شیخ محمد سعید سے بہت محبت اور پیار تھا ایسے ہی حضرت خواجہ باقی باللہ بھی آپ پر بہت مہربان اور شفیق تھے چنانچہ اکثر اپنے مکتوبات شریف میں حضرت محمد سعیدؒ کے لئے دعا لکھتے تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنے ایک مخلص کو لکھا تھا کہ۔ فرزنداں ایشاں کہ اطفال اند، اسرار الہی اند، استعدادہائے عجیب دارند

بالجملہ شجرہ طیبہ است انبستہ اللہ نباتاً حسنا (حضرت القدس ص۲۳۴ کہ حضرت مجدد کے فرزند (محمد سعید) جو کہ ابھی بچے ہیں اسرار الٰہی میں عجیب قسم کی استعداد رکھتے ہیں مختصر یہ کہ شجرہ طیبہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اچھی طرح تروتازہ رکھے آپ نے اکثر علوم حضرت مجدد الف ثانی ؒ سے پڑھے اور کچھ حضرت مولانا محمد طاہر لاہوری ؒ سے اور کچھ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق ؒ سے اور آپ نے سترہ برس کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ مکمل کر لئے۔

آپ حضرت مجدد ؒ کی طرح کمال تشرع اور تقوی سے آراستہ تھے اور سنت نبوی پر چلنے کے بہت کاربند تھے آپ نے علوم ظاہری کی طرح علوم باطنی بھی حضرت مجدد ؒ سے حاصل کیئے آپ کی زندگی میں ہی آپ کی خلافت کے تحت آپ کے طریقے کی تعلیم بھی دی بلکہ حضرت مجدد نے اپنی آخری عمر میں تعلیم طریقہ بہت کم فرما دی تھی اور اپنے مریدین کو حضرت محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے سپرد کر دیا تھا ان دونوں مخدوم زادوں کے متعلق حضرت مجدد نے فرمایا۔ کہ ہر قطب را دو امام باید شما ہر دو امامید۔ یعنی ہر قطب کے دو امام ہوتے ہیں اور تم دونوں میرے امام ہو حضرت مجدد نے یہ بھی فرمایا تھا۔

"من بہ ہیچ مقامے نہ رسیدم از عروج و نزول مگر آنکہ محمد سعید ہمراہ من بودے ہیں عروج و نزول کے کسی مقام پہ محمد سعید کے بغیر نہیں گیا۔ نیز فرمایا۔ چوں نزول من در مقام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ واقع شد دیدم کہ محمد سعید ہمراہ من است یعنی جب میرا نزول حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے مقام میں واقع ہوا تو میں نے دیکھا کہ محمد سعید میرے ہمراہ ہیں۔

نیز فرمایا۔

کہ بر من عرصہ قیامت و عبور من با اصحاب بر صراط مکشوف و مشہود گردید، دیدم کہ محمد سعید پیش پیش ما می رود و در دست راست کتاب دارد تا آنکہ در بہشت رسیدیم"، مجھ پر قیامت اور مریدوں کے ساتھ پل صراط پر سے گزرنا مکشوف ہوا تو میں نے دیکھا کہ محمد سعید ہمارے آگے آگے ہے اور اپنے دست راست میں اعمالنامہ

رکھے ہوئے ہے حتیٰ کہ ہم سب بہشت میں داخل ہو گئے۔

یعنی ان باتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد سعید کی حضرت مجدد کے نزدیک بہت شان تھی آپ صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کے زیادہ حالات اور کرامات یا تذکرہ پڑھنے کے لئے حضرت القدس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

آپ نے ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

تصانیف:-

آپ کی تصانیف میں (۱) حاشیہ مشکوٰۃ۔ اس حاشیہ میں آپ نے مذہب حنفیہ کی تائید بہت لطافت اور متانت سے کی ہے۔

۲۔ حاشیہ خیالی۔ یہ حاشیہ بھی بہت متین ہے اور اس حاشیہ میں آپ نے اپنے خاص دقائق بھی درج کئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے علمائے وقت آپ کی علمیت کے بہت معتقد اور معترف ہوئے تھے۔

۳۔ رسالہ تحقیق اشارہ فی التشہد۔

۴۔ مکتوبات شریف۔ یہ جو رسالہ فضائل امام اعظمؒ ہے یہ آپ کے مکتوبات شریف میں سے ایک مکتوب ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مکتوبات شریف کتنے علمی ہیں۔

حضرت امام اعظمؒ کا سوانحی خاکہ

آپ کی ولادت کے بارے میں دو قول مشہور ہیں ایک یہ کہ آپ سنہ ۶۱ھ کو پیدا ہوئے جیسا کہ تاریخ بغداد میں باسند مذکور ہے ملاحظہ ہو (تاریخ بغداد ص ۳۳۰/۱۳) اور دوسرا قول جس پر اجماع ہے اور جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ آپ اسی سنہ ۸۰ھ کو پیدا ہوئے۔

(تاریخ بغداد ص ۳۳۰/۱۳)

نام و نسب:

آپ کا نام نعمان لقب امام اعظم اور کنیت ابوحنیفہ ہے آپ کے نام کی لطافت بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

اتفقوا علی انه النعمان وفیه لطیف
اذ اصل النعمان الدم الذی به قوام البدن
ومن ثمة ذهب بعضهم الی انه الروح
فابوحنیفة رحمه الله به قوام الفقه ومنه
منشا مدارکه وعویصاته، او نبت احمر
طیب الریح الشقیق او الارجوان
بضم الهمزة فابوحنیفة رحمه الله طابت
خلاله وبلغ الغایة کماله او فعلان

تمام تر علماء کا اتفاق ہے کہ آپ کا نام نعمان تھا
اور اس میں ایک لطیف نقطہ ہے وہ یہ کہ نعمان
کے معنی لغت میں خون کے ہیں جس سے بدن
کا قوام ہوتا ہے (یعنی سارا ڈھانچہ قائم ہوتا ہے)
اور اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا کہ اس لفظ
کے معنی روح کے ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ امام
ابوحنیفہؒ سے فقہ کا قوام ہے اور اس کی
معلومات و مشکلات کا سرچشمہ آپ ہیں۔ تو

من النعمة فابو حنیفة نعمة اللہ علی خلقہ۔ الخیرات الحسان ص۷۱۔

ابوحنیفہؒ کی خصلتیں عمدہ نفیس اور وہ کمال میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے (یا یہ لفظ نعمۃ سے نکلا ہے اور فعلان کے وزن پر ہے چنانچہ ابوحنیفہ مخلوق پر خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہیں۔

بنت احمر الخ کا ترجمہ اس طرح بھی کیا گیا ہے۔ یا سرخ گھاس ہے خوشبودار جسے گل لالہ یا ارغوان کہتے ہیں (حاشیہ الخیرات الحسان مترجم ص۷۱)

اور کنیت ابوحنیفہ اس کا مطلب ہے ملت حنیفیہ والا اور اس کا مفہوم ہے باطل دینوں اور مذہبوں سے اعراض کرکے دین حق کو اختیار کرنے والا بعض نے کہا ہے کہ آپ کی بیٹی کا نام حنیفہ تھا اس لئے آپ کی کنیت ابوحنیفہ مشہور ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں ہے، چنانچہ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

وقیل کانت لہ بنت تسمی بذالک ورد بانہ لا یعلم لہ ولا ذکروا نثی غیرہ حماد الخیرات الحسان ص۷۱

اور بعض نے کہا ہے کہ حنیفہ نامی آپ کی ایک لڑکی تھی لیکن اس قول کو رد کیا گیا ہے کیونکہ آپ کے ہاں کسی لڑکے یا لڑکی کا پتہ نہیں چلتا سوائے حماد کے۔

آپ کے نسب میں مورخین کا کافی اختلاف ہے لیکن جس روایت پر اعتماد اور اتفاق کیا گیا وہ یہ ہے جس کو خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں آپ کے پوتے اسمٰعیل سے نقل کیا ہے خطیب بغدادی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پوتے نے فرمایا۔

انا اسماعیل ابن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من ابناء فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط۔

تاریخ بغداد ص۳۲۶ ج۱۳

یعنی انہوں نے کہا کہ میں اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن نعمان بن المرزبان اہل فارس سے ہوں ہم ہمیشہ سے آزاد ہیں اور اللہ کی قسم ہمارے خاندان میں کبھی غلامی نہیں آئی۔

اور یہ روایت صحیح ہے اور دیگر محدثین اور مورخین و محققین نے بھی اسی روایت

کو قبول کر کے اس پر اعتماد کیا ہے ملاحظہ ہو۔ تہذیب التہذیب از علامہ ابن حجر عسقلانی جہ ۲۴۹/۱۰۔ وذیل الجواہر المضیہ از ملا علی قاری جہ ۲۵۲/۲۔

لیکن بعض لوگوں نے آپ کے دادا جان کا نام زوطی بیان فرمایا ہے ہو سکتا ہے کہ قبل از اسلام ان کا نام زوطی ہی ہو اور بعد از قبول اسلام ان کا نام نعمان ہو جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی ؒ نے الخیرات الحسان میں بیان فرمایا ہے۔

اسماعیل بن حماد سے روایت ہے کہ حضرت امام اعظم ؓ کے دادا جان نعمان بن مرزبان کے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بڑے گہرے مراسم تھے ایک مرتبہ نعمان بن مرزبان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فالودہ لے کر گئے جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بے حد پسند فرمایا جب امام اعظم کے والد ماجد حضرت ثابت پیدا ہوئے تو نعمان اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں لے گئے تو حضرت علی ؓ نے ثابت اور ان کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی تھی حضرت اسمٰعیل بن حماد کہتے ہیں۔

ونحن نرجوا من اللہ ان یکون قد استجاب اللہ ذلک لعلی بن ابی طالب فینا۔ تاریخ بغداد ص ۳۲۶۔

ہم اللہ کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول فرمائی ہے۔

آپ کی وفات :-

آپ کی وفات کے بارے میں بھی علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپ نے رجب ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا آپ کا روضہ مبارکہ خیزراں بغداد شریف میں واقع مرجع خلائق ہے اور امام شافعی ؒ جیسے امام مجتہد بھی آپ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر آپ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور ان کی مشکلات حل ہو جاتی تھیں (کذا فی تاریخ بغداد۔ الخیرات الحسان

اشعۃ اللمعات ودیگر کتب) آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ حاکم وقت (منصور) نے آپ کو عہدۂ قضاء کی پیشکش کی اور آپ نے اس کو ٹھکرا دیا جس کی وجہ سے حاکم وقت نے ناراض ہو کر آپ کو قید میں ڈال دیا اور ہر روز دس کوڑے مارے جاتے اور آخر میں آپؓ کو زہر دے دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کی موت واقع ہوئی۔

حضرت علامہ ذہبی فرماتے ہیں ومات شہیداً رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ (مناقب ابی حنیفہ للذہبی صنہ۳۰)

یعنی حضرت امام اعظمؒ شہید فوت ہوئے آپ پر بعض لوگوں نے بے مقصد اور بے تکے الزامات لگائے ہیں ان کے مختصر جوابات دئے جاتے ہیں تفصیل کے لئے "تانیب الخطیب" ملاحظہ فرمائیں۔

امام اعظمؓ پر جرح اور اس کا جواب:

شامی میں لکھا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے فضائل مشہور آفاق ہوئے اور چاروں طرف مشرق ومغرب میں آپ کے کمالات کا چرچا شروع ہوا تو عادت قدیم کے موجب حسادنے آپ کے حق میں طرح طرح کے طعن کرنے شروع کر دئے اور آپ کے اجتہاد واعتقاد کی نسبت ایسی ایسی باتیں بنانے لگے کہ جن سے آپ بالکل منزہ تھے اور اس سے ان کی غرض حسب محوائے۔

آیت: یریدون ان یطفئوا نور اللہ ویابی اللہ الا ان یتم نورہ کے محض اطفائے نور شریعت تھی اور اس قسم کے طعن صرف امام ابو حنیفہ کے حق میں ہی نہیں کئے گئے بلکہ بعض نے امام مالک اور بعض نے امام شافعی اور بعض نے امام احمد کے حق میں بھی کئے ہیں۔ حدائق الحنفیہ صنہ۱۱۔

جیسا کہ بیان ہوا آپ پر جتنے بھی اعتراضات کئے گئے ہیں وہ سب کے سب آپ کے حاسدین نے آپ پر کئے ہیں صرف حسد اور دشمنی کی وجہ سے وگرنہ ان تمام اعتراضات میں سے ایک بھی مبنی بر حقیقت نہیں ہے اب ہم ہر ایک اعتراض علیحدہ

علیحدہ نقل کر کے اس کا مختصراً جواب دیتے ہیں ۔

پہلا اعتراض :

کہ آپ حدیث پر قیاس کو مقدم رکھتے تھے یہ اعتراض بھی بالکل غلط ہے جیسا کہ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رح نے فرمایا ہے آپ فرماتے تھے ۔

فی بیان ضعف قول من نسب الامام ابی حنیفۃ الی انہ یقدم القیاس علی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم ان ھذا الکلام صدر من متعصب علی الامام متھور فی دینہ غیر متورع فی مقالہ غافلا عن قولہ تعالیٰ ان السمع والبصر و الفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا وعن قولہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید وعن قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لمعاذ و ھل یکتب الناس فی النار و علی وجوھھم الا حصائد السنتھم ۔

میزان الشریعۃ الکبریٰ ص ۔

یعنی یہ کلام جس کی نسبت حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف کی گئی ہے کہ وہ قیاس کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرتے ہیں اس شخص سے صادر ہوا ہے جو کہ امام صاحب سے تعصب رکھتا ہے اور ان کے دن میں متہور اور ان کی بات میں غیر متورع ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس قول ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا یعنی بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے ، اور اس قول پر کہ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک ھل یکتب الناس فی النار و علی وجوھھم الا حصائد السنتھم " سے غافل ہے ۔

اور پھر آگے فرماتے ہیں ۔

وقد روی الامام ابو جعفر الشیرازی نسبۃ الی قریۃ من قری بلخ بسندہ المتصل الی الامام ابو حنیفۃ

اور تحقیق روایت کی ہے امام ابو جعفر شیرازی نے متصل سند کے ساتھ امام ابو حنیفہ سے وہ فرماتے تھے کہ جس نے یہ کہا ہے

رضی اللہ عنہ انہ کان یقول یکذب واللہ وافتری علینا من یقول عنا أننا نقدم القیاس علی النص وھل یحتاج بعد ذلک النص الی قیاس۔

کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم رکھتے ہیں اس شخص نے ہم پر جھوٹ اور افتری باندھا ہے حالانکہ نص کے بعد قیاس کی حاجت نہیں رہتی۔

اور حضرت علامہ ذہبی "باب ومن قولہ فی الرأی" کے تحت فرماتے ہیں۔

نعیم بن حماد سمعت ابا العصمة وھو نوح الجامع قال سمعت ابا حنیفة یقول: ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الرأس والعین، وماجاء عن الصحابة اخترنا وکان من غیر ذلک فھم رجال ونحن رجال۔

مناقب امام ابی حنیفہ للامام ذہبی صـ۲

یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جو کچھ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آئے وہ ہمارے سر آنکھوں پر اور صحابہ کا حکم ہوا سے ہم اختیار اور قبول کرتے ہیں اور جو دوسروں سے (یعنی تابعین سے آئے) تو وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں

اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی اس طرح روایت کرتے ہیں۔

عن نعیم بن حماد قال سمعت عبد اللہ بن المبارک یقول: قال ابو حنیفة: اذا جاء الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الرأس والعین واذا کان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخترنا ولم نخرج من قولھم واذا کان من التابعین زاحمناھم۔

تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنفیہ صـ۲ ومترجم صـ۳۴۔

نعیم بن حماد سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پہنچتی ہے تو میرے سر آنکھوں پر اور جب کسی صحابی کا قول ہے تو اسے ہم اختیار کر لیتے ہیں اور ان کے قول سے باہر نہیں نکلتے اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے تو ہم مزاحمت کرتے ہیں اور یہ روایت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر سعادۃ صـ۲۴ اور علامہ ابن حجر مکی

نے الخیرات الحسان ص۹۳ تا ص۹۵ اور علامہ شعرانی شافعی نے میزان الکبری ص۶۱ اور دیگر علماء نے اپنی اپنی تصانیف میں نقل کی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

واتباع امام ابوحنیفہ باحادیث واقوال صحابہ است دیگری رانیست امام حافظ ابومحمد بن حزم گفتہ کہ اصحاب ابوحنیفہ ہمہ متفق اندکہ حدیث ہرچند اسنادا وضیف بود مقدم نزد اولی تر از قیاس واجتہاد است ووی رضی اللہ عنہ تابحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند وعمل بحدیث باقسامہ ازدست ندہد۔

(مقدمہ شرح سفر سعادۃ ص۲۴)

حضرت امام ابوحنیفہ کو جس قدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی کسی دوسرے کو نہ تھی اور ابن حزم (غیر مقلد) نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے سب کے سب اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو قیاس اور اجتہاد پر مقدم ہے اور امام صاحبؓ کا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان حدیث کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور سخت ضرورت کے وقت جب کوئی حدیث کسی قسم کی نہ ملتی تو ناچار قیاس پر عمل کرتے تھے۔

نیز فرماتے ہیں۔

ونقل است کہ امام ابوحنیفہؒ فرمودہ کہ عجب از مردم کہ مرا میگویند وی فتوی برائے خود میدہد وحال آنکہ من ہرگز فتوی ندہم بکر ماثور ومرویست

(مقدمہ سفر سعادۃ ص۲۴)

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مجھ کو ان لوگوں پر بڑا تعجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں بجز اس بات کے جو کہ ماثور و مروی ہے ہرگز فتوی نہیں دیتا۔

ان تمام عبارات سے معلوم ہوا یہ کہنا کہ آپ قیاس کو احادیث پر ترجیح دیتے تھے آپ پر بہتان ہے اور جن حاسدین نے یہ بہتان باندھا ہے ان کے بارے میں حضرت امام شعرانی شافعی فرماتے ہیں" ترجمہ، یہ جو بعض متعصبین نے امام اعظم

کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے جب قیامت کو سامنا کرنا پڑے گا تو ان کو امام صاحب کی طرف سے بڑی فضیحت حاصل ہو گی پس جس شخص کے دل میں کچھ نور ہے وہ کسی امام کو برائی کے ساتھ ذکر نہیں کر سکتا کیونکہ ائمہ مجتہدین آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔

حضرت امام شعرانی نے اس اعتراض کا بہت مفصل اور مدلل جواب دیا ہے۔ دیکھئے:۔ (میزان الکبریٰ ص۱۷ تا ص۲۴)

اعتراض نمبر ۲۔ امام اعظم مرجی تھے

یہ بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ پر بہت گھناونا قسم کا الزام ہے اور بہت سے علمائے کرام نے اس کے مفصل جوابات بھی لکھے ہیں چونکہ آج کل اس قسم کے اعتراضات غیر مقلدین ہی کرتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض کا جواب ایک غیر مقلد سے ہی نقل کیا جائے تو یہ ہیں مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مشہور اہل حدیث اور غیر مقلد اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں لکھتے ہیں کہ اس موقعہ پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہ رح کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ اور تورع پر گزری جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

ارجا اور امام ابو حنیفہ رح:

بے شک بعض مصنفین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف امام محمد امام زفر اور امام حسن بن زیاد (رحمہم اللہ) کو رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔

اوّل - یہ کہ آپ پر یہ بہتان ہے آپ مخصوص فرقہ مرجیہ میں سے نہیں ہوسکتے ورنہ آپ اتنے تقویٰ و طہارت پر زندگی نہ گزارتے حوالہ جات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ا - شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں۔

کما ابا حنیفۃ وان کان الناس خالفوہ فی اشیاء انکروھا علیہ فلا یستریب احد فی فقھہ وفھمہ وعلمہ وقد نقلوا عنہ اشیاء یقصدون الشناعۃ علیہ وھی کذب علیہ قطعا مثل مسئلۃ الخنزیر البری ونحوھا

منہاج السنۃ جلد اول ص ۲۵۹ مطبوعہ مصر

جس طرح کہ اگرچہ بہت لوگوں نے کئی مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت کی ہے اور آپ پر ان امروں کا انکار کیا ہے لیکن کوئی شخص بھی ان کی فقاہت فہم اور علم میں شک نہیں کر سکتا اور لوگوں نے آپ سے بہت سی ایسی چیزیں نقل کی ہیں جن سے ان کا مقصد آپ پر برائی تھوپنا تھا حالانکہ وہ باتیں آپ پر قطعی طور پر جھوٹ ہیں مثلاً خنزیر بری اور مثل اس کے دیگر مسائل۔

(ب) اسی طرح دوسرے موقع پر امام مالک امام شافعی امام احمدؒ امام بخاری امام ابو داؤد۔ امام دارمی وغیرہم آئمہ اہل سنت کے ساتھ امام ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد لولوی کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم و فضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ بعض مصنفین نے ان کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے (منہاج السنۃ ص ۲۳۱، ص ۲۳۲ جلد ۱۔

ج :- نیز فرماتے ہیں۔

امام مالک، امام احمد اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہم آئمہ سلف میں سے ہیں۔ (منہاج السنۃ ص ۲۳۳ ج ۲ و ص ۲۴۱-۲ ج ۱) کہاں تک گنتے جائیں منہاج السنۃ ایسے حوالجات سے بھری پڑی ہے اور امام ابن تیمیہؒ امام ابو حنیفہؒ کے حق میں دیگر آئمہ سنت کی طرح نہایت حسن ظن رکھتے ہیں۔

(۲) اسی طرح علامہ شہرستانیؒ فرماتے ہیں۔

اور تعجب ہے کہ غسّان (مرجیوں میں سے فرقہ غسانیہ کا پیشوا) امام ابو حنیفہ رح سے بھی شل اپنے مذہب کے نقل کیا کرتا تھا اور آپ کو مرجیوں میں شمار کیا کرتا تھا اور غالباً یہ جھوٹ ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ امام ابو حنیفہ رح اور آپ کے اصحاب کو مرجئۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور بہت سے اصحاب مقالات نے آپ کو منجملہ مرجیہ کے شمار کیا ہے۔

(الملل والنحل للشہرستانی ص ۱۸۹/۱ ۔)

تنبیہ :۔ گو اس حوالے میں مرجیہ کہا جانا مذکور ہے لیکن مرجئۃ السنۃ کہنے میں مدافعت بھی ہے کیونکہ مرجیہ خالصہ اور مرجئۃ السنۃ میں فرق ہے کہ مرجیہ خالصہ تو وہ ہیں جو بحیثیت فرقہ کے جمیع خصوصیات مرجیہ کے قائل ہیں جن کو علامہ شہرستانی (جلد اول ص ۱۸۶ میں) مرجیہ خالصہ کہتے ہیں اور امام ابن تیمیہ منہاج السنۃ ص ۲/۳۷۳ میں اور حضرت نواب صاحب بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دلیل الطالب میں ان کا مذہب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت ضرر نہیں دیتی اور یہ مذہب خلاف صحابہ رض اور ائمہ سنت ہے اور مرجیہ السنتہ سے ایسے لوگ مراد ہیں جو ہوں تو اہل سنت لیکن بحسب لغت ان مسائل کی وجہ سے جو اہل سنت کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ان پر ارجا کا لفظ بولا گیا ہو جیسا کہ سابقاً حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ رح کے ذکر میں حافظ ابن حجر کے کلام سے گذر چکا دیکھو کتاب ہذا ص ۳۴-۳۵ ۔

۳۔ اسی طرح حافظ ذہبی آپ کی جلالت شان کے بدل قائل ہیں چنانچہ آپ اپنی مایہ ناز کتاب میزان الاعتدال کے شروع میں فرماتے ہیں۔

اور اسی طرح میں اس کتاب میں ان آئمہ کا ذکر نہیں کروں گا جن کی احکام شریعت (فروع) میں پیروی کی جاتی ہے کیونکہ ان کی شان اسلام میں بہت بڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عظمت بہت ہے مثلاً امام ابو حنیفہ رح اور امام شافعی اور امام بخاری

(میزان جلد اول ص ۳ مطبوعہ لکھنؤ)

اسی طرح حافظ ذہبی اپنی دوسری کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں آپ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب امام اعظم سے مزین کر کے آپ کا جامع اوصاف حسنہ اللہ

الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں

کان اماماً ورعاً عالماً عاملاً متعبداً کبیر الشان لایقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتب

آپ دین کے پیشوا صاحب ورع نہایت پرہیزگار عالم باعمل تھے (ریاضت کش) عبادت گزار تھے بڑی شان والے تھے بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ تجارت کر کے اپنی روزی کما کر کھاتے تھے۔

تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۱ ج ۱

سبحان اللہ کیسے مختصر الفاظ میں کس خوبی سے ساری حیات طیبہ کا نقشہ سامنے رکھ دیا ہے اور آپ کی زندگی کے ہر علمی اور عملی شعبہ قبولیت عامہ اور غنائے قلبی اور حکام وسلاطین سے بے تعلقی وغیرہ وغیرہ فضائل میں سے کسی بھی ضروری امر کو چھوڑ نہیں رکھا اسی طرح اسی کتاب میں امام یحیٰی بن معین رح سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ امام ابو حنیفہ رح میں کوئی عیب نہیں اور آپ کسی برائی سے متہم نہ تھے۔ (حاشیہ میں لکھا ہے امام یحیٰی بن معین جرح میں متشددین میں سے تھے باوجود اس کے وہ امام ابو حنیفہ رح پر کوئی جرح نہیں کرتے)

تنبیہ :۔ شائد آپ کے دل میں ان حوالجات کے بعد بھی یہ وسوسہ گزرے کہ ہو سکتا ہے کہ امام ذہبی رح کو امام صاحب کے مرجیہ ہونے کا علم نہ ہو سو اس کا مختصر اور مسکت جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبی رح میزان الاعتدال میں امام مسعر کے ترجمہ کے ضمن میں امام ابو حنیفہ اور آپ کے بزرگ استاد حماد بن ابی سلیمان رح کا بالخصوص ذکر کر کے سب مذکورین سے الزام ارجاء کو اس طرح دفع کرتے ہیں۔

مسعر بن کدام حجت ہیں امام ہیں اور سلیمان کا یہ قول مسعر رح اور حماد بن ابی سلیمان اور نعمان یعنی ابو حنیفہ اور عمرو بن مرہ اور عبدالعزیز بن ابی رواد اور ابو معاویہ عمر بن ذر اور اس قسم کے دیگر بہت سے بزرگ جن کا ذکر اس نے کیا ہے مرجیہ میں سے ہیں قابل اعتبار نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال جلد دوم ص ۴۷ مطبوعہ لکھنو)

اس کے بعد حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ارجاء بہت سے بڑے بڑے علماء کا مذہب ہے پس مناسب نہیں کہ اس کے قائل پر حملہ کیا جائے (ص۴۷)

اس فہرست میں دیگر بزرگوں کے ساتھ امام ابو حنیفہ رح اور آپ کے استاد حماد کا بھی ذکر ہے جن کے مناسب حال پر شعر ہے ؎

نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

الامام سعید بن جبیر تابعی:

اسی طرح علامہ شہرستانی حضرت سعید بن جبیر رح کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کرتے ہیں لیکن حجاج بن یوسف مشہور ظالم نے جوان کو قتل کیا تو حافظ ذہبی رح اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں قتلہ الحجاج قاتلہ اللہ۔ حضرت سعید بن جبیر تابعی ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رض کے شاگرد ہیں جب کوفہ کے لوگ حج کو آتے اور حضرت عبداللہ بن عباس رض سے کوئی مسئلہ دریافت کرتے تو آپ جواب میں فرماتے کیا تم میں سعید بن جبیر نہیں ہے؟ اگر حضرت سعید بن جبیر واجب التعظیم بزرگ نہ ہوتے تو حافظ ذہبی جیسا ناقد الرجال امام ان کے قتل پر حجاج کے حق میں بد دعا نہ کرتا۔ حاصل کلام یہ کہ لوگوں کے لکھنے سے آپ کس کس کو آئمہ اہل سنت کی فہرست سے خارج کریں گے۔

خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر اور امام ابو حنیفہ رح

حافظ ذہبی کے بعد خاتمۃ الحفاظ، حافظ ابن حجر رح کو بھی دیکھئے علوم حدیثیہ و تاریخیہ فضل و کمال اور احوال رجال سے پوری آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں آپ تہذیب التہذیب میں جو اصل میں امام ذہبی کی کتاب تہذیب کی تہذیب ہے امام ابو حنیفہ رح کے ترجمہ میں آپ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیت عمل میں کوئی بھی خرابی اور کسر بیان نہیں کرتے بلکہ بزرگان دین سے ان کی از حد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں الناس فی ابی حنیفۃ حاسدٌ وجاھلٌ۔ سبحان اللہ کیسے

اختصار سے دو حرفوں میں معاملہ صاف کر دیا ہے۔

نیز حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ قاضی احمد بن عبدہ قاضی نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اس نے امام ابو حنیفہ کی ایک حدیث بیان کر کے کہا کہ تم لوگ اگر آپ کو دیکھ پاتے تو ضرور آپ کو چاہنے لگتے پس تمہاری اور ان کی مثال ویسی جیسے یہ شعر کہا گیا ہے۔ ؎

اَقِلُّوا علیھم وَیْلَکُمْ لَا اَبَا لَکُمْ ۔۔۔ مِنَ اللَّوْمِ اَوْسُدُّوا الْمَکَانَ الَّذِیْ سَدُّوا

یعنی لوگو تمہارا برا ہو تمہارے باپ مرجائیں ان پر ملامت کی زبان کوتاہ کرو ورنہ اس مکان کو پُر کرو جس کو انہوں نے پُر کیا تھا یعنی ویسے بن کر دکھاؤ سبحان اللہ کیسے عجیب پیرائے میں اعلیٰ درجہ کی تعریف کی ہے۔

تاریخ اہل حدیث صفحہ ۵۷ تا صفحہ ۶۰

(مولوی عبد الحکیم بر سیالکوٹی کی عبارت تمام ہوئی۔)

اور حضرت علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

قد عد الامام ابا حنیفۃ رحمہ اللہ من المرجیہ ولیس ھذا الکلام علی حقیقتہ اما اولا فقال شارح مواقف کان غسان المرجئی یحکی مذھب الیہ من الارجاء عن ابی حنیفۃ ویعدہ من المرجئۃ وھو افتراء علیہ قصد بہ غسان ترویج مذھبہ بنسبتہ الی ھذا الامام الجلیل الشھیر واما ثانیا فقد قال الآمدی لعل عزر من عدہ من مرجئۃ اھل السنۃ

ایک جماعت نے امام ابو حنیفہؒ کو مرجیہ میں سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی نہیں ہے اولاً اس لئے کہ شارح مواقف کہتا ہے کہ غسان مرجئی اپنے ارجا کے عقائد کی امام ابو حنیفہؒ سے حکایت کرتا تھا اور امام صاحب کو مرجیہ میں سے شمار کرتا تھا یہ محض افتراء تھا اور اس کی اس سے مراد یہ تھی کہ اس جلیل القدر امام کی طرف سے اس کے مذہب کی ترویج ہو سکے اور ثانیاً اس لئے کہ آمدی نے کہا کہ شاید ابو حنیفہ کو مرجیہ اہل سنت میں شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

ان المعتزلۃ کانوا فی الصدر الاول یلقبون من خالفھم فی القدر مرجئا او لانہ قال الایمان لا یزید و لا ینقص ظن بہ الارجاء بتاخیر العمل عن الایمان ولیس کذالک اذ عرف منہ المبالغۃ فی العمل والاجتھاد فیہ واما ثالثا فقد قال ابن عبد البر کان ابو حنیفۃ یحسد وینسب علیہ ما لیس فیہ ویختلق علیہ ما لا یلیق بہ۔

الخیرات الحسان ص۲۳۶ ص۲۳۷۔

ابتدائی زمانہ میں معتزلہ ان لوگوں کو جو مسئلہ قدر میں ان کی مخالفت کرتے تھے مرجیۂ کہتے تھے یا اس لئے کہ جب انہوں نے فرمایا کہ ایمان نہ زائد ہوتا ہے اور نہ کم تو انکے متعلق گمان کیا گیا کہ وہ عمل کو ایمان سے موخر رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں کیونکہ عملی طور پر آپ سے عمل میں کوشش اور اجتہاد منقول ہے اور ثالثاً اس لئے کہ ابن عبد البر نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ سے حسد کیا جاتا ہے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جاتیں جو ان میں نہ تھیں اور آپ کے بارے میں ایسی باتیں گھڑی جاتیں جو آپ کے لائق نہ تھیں۔

ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ پر یہ بھی دوسرے اعتراضوں کی طرح ایسا اعتراض ہے کہ جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے آپ مرجیہ کے سخت مخالف ہیں نا کہ خود مرجیہ ہیں۔

اعتراض نمبر ۳ قلت روایت:

بعض لوگ حضرت امام اعظمؒ کے بارے میں یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ آپ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں اور یہی آپ سے مروی ہیں یہ اعتراض بھی دوسرے اعتراضوں کی طرح بے بنیاد ہے اور یہ اعتراض بھی آپ کے حاسدین کا ہی کارنامہ ہے اس کے جواب میں حضرت مولانا مولوی فقیر محمد جہلمی فرماتے ہیں اور وہ جو تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ (امام ابو حنیفہ سے سترہ حدیثیں مروی ہوئی ہیں) اور اس قول کو نواب صدیق الحسن خاں (غیر مقلد) نے ابجد العلوم میں بڑے فخر سے نقل کیا ہے اور ان

کے مقلد محض محی الدین تاجر کتب (غیر مقلد) نے تو ایک اعلیٰ دستاویز سمجھ کر ظفر المبین میں یہی دعوی کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو کل سترہ حدیثیں پہنچی ہیں سو وہ نقلاً اور عقلاً مردود ہے اور بجز متعصب شخص کے جس کو دیانت و امانت سے کچھ سروکار نہ ہو کوئی اس پر اعتماد نہیں کر سکتا کیونکہ اول اگر اس قول کو ابن خلدون یا کاتب کی غلطی یا زلہ قرار دیا جائے تو یہ قول ان تحریرات کے سراسر مخالف ٹھہر کر شاذ و مردود ثابت ہوتا ہے جو علمائے ثقات سے پیچھے مذکور ہوئی ہیں۔ (حدائق الحنفیہ ص ۵۹) آگے فرماتے ہیں۔

کل سترہ حدیثیں امام ابو حنیفہ کو پہنچنا سراسر خلافِ نقل ہے کیونکہ اگر پندرہ مسانید متذکرہ بالا (بلکہ بعض علماء نے مسانید کی تعداد ۲۱ لکھی ہے۔ رضوی) سے قطع نظر کیا جائے اور صرف دیگر تصانیف تلامذہ امام دیکھی جائیں جن میں بذریعہ سند مسلسل اخبار و آثار مروی ہیں مثل امام محمد کی موطا و کتاب الآثار و کتاب الحج اور سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و امالی وغیرہ تو بھی صدہا روایات امام کی نکلیں گی علاوہ ان کے مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبد الرزاق و تصانیف دار قطنی و تصانیف بیہقی اور تصانیف طحاوی مثل شرح معانی الآثار و مشکل الآثار وغیرہ کو دیکھو کہ ان میں کس قدر امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے بسند متصل روایات موجود ہیں (حدائق الحنفیہ ص ۶۲)۔

اور پھر حضرت ملا علی قاری امام محمد بن سماعہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ان الامام ذکر فی تصانیفہ بضع وسبعین حدیث وانتخب الآثار من اربعین الف حدیث۔	امام ابو حنیفہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے

(مناقب علی قاری بذیل الجواہر ص ۴۷۴ / ۲۷ بحوالہ تذکرۃ المحدثین ص ۸)

اور صدر الائمہ امام موفق بن احمد تحریر فرماتے۔

وانتخب ابو حنیفہ الآثار من اربعین الف حدیث۔	امام ابو حنیفہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔

(مناقب موفق ص ۹۵ / ۱۷ بحوالہ تذکرۃ المحدثین ص ۸)

توان حوالجات سے معلوم ہوا کہ امام اعظم کا جو علم حدیث میں تبحر ظاہر ہو رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں، ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ ستر ہزار کو بیان کرنا اور چالیس ہزار سے کتاب الآثار کا انتخاب کرنا کوئی کمال کی بات نہیں ہے کیونکہ امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد تھیں اور صحیح بخاری کا انہوں نے چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کیا تو کہاں ستر ہزار اور کہاں چھ لاکھ لہٰذا معلوم ہوا کہ علم حدیث کے بارے میں امام اعظمؒ امام بخاری کے رتبے کو نہیں پا سکتے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ احادیث کی کثرت و قلت درحقیقت طرق اور اسانید کی قلت اور کثرت سے ہے ایک ہی متن حدیث اگر سو مختلف طرق اور مختلف سندوں سے روایت کیا جائے تو محدثین کی اصطلاح میں ان کو سو احادیث قرار دیا جائے گا حالانکہ ان تمام حدیثوں کا متن ایک ہی ہوگا احادیث کی یہ اتنی بڑی تعداد جو کہ لاکھوں اور کروڑوں تک جاتی ہے یہ صرف مختلف سندوں کی وجہ سے ہے حالانکہ بلا تکرار احادیث کی تعداد صرف چار ہزار چار سو سے زیادہ نہیں ہے

جیسا کہ علامہ امیر یمانی تحریر فرماتے ہیں۔

ان جملۃ الاحادیث المسندۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الصحیحۃ بلا تکرار اربعۃ الاف واربع مائۃ۔	بلاشبہ وہ سند احادیث صحیحہ جو بلا تکرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

(توضیح الافکار ص۶۳ بحوالہ تذکرۃ المحدثین ص۸)

اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت پاک ۸۰ھ ہے اور امام بخاری کی ولادت پاک ۱۹۴ھ ہے اور ان کے درمیان ایک سو چودہ سال کا طویل عرصہ ہے اور یہ بات صاف ظاہر کہ اس طویل عرصہ میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھیں اور ایک ایک حدیث کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا امام اعظمؒ کے زمانہ میں راویوں کا اتنا شیوع اور عموم نہیں تھا اس لئے امام اعظم اور امام بخاریؒ کے درمیان جو احادیث کی تعداد کا فرق ہے وہ دراصل سندوں کی تعداد کا فرق ہے۔

نفس روایت کا فرق نہیں ورنہ اگر نفس روایت کا لحاظ کیا جائے تو امام اعظم کی مرویات امام بخاری سے کہیں زیادہ ہیں۔

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت امام اعظمؒ کو صرف سترہ نہیں ستر ہزار احادیث یاد تھیں اور پھر امام حسن بن زیاد کی تصریح کے مطابق تو حضرت امام اعظم نے جو بلا تکرار احادیث روایت کی ہیں ان کی تعداد چار ہزار ہے اور کل احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد صحیحہ چار ہزار اور چار سو ہے تو معلوم ہوا امام اعظم واقعی حاکم حدیث اور شاہنشاہ حدیث تھے جیسا کہ محدث ابو عبدالرحمٰن مقری نے کہا۔

وکان اذا حدث عن ابی حنیفۃ قال حدثنا شاھینشاہ

امام مقری جب امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے تو کہتے کہ ہم سے شاہنشاہ حدیث نے حدیث بیان کی۔

تاریخ بغداد ص۳۴۸ ج۱۳، الخیرات الحسان ص

تبییض الصحیفہ ص۳۰

یہ میں نے اختصار کی خاطر بہت ہی مختصر طور پر عرض کیا ہے جس کو زیادہ تفصیل چاہئے وہ حدائق الحنفیہ اور تذکرۃ المحدثین تصنیف علامہ غلام رسول سعیدی کی طرف رجوع کرے انشاء اللہ تحقیق انیق پائے گا۔

دیگر اعتراضات

کہ امام نسائی، امام دار قطنی، امام ابن عدی، امام ابن عیینہ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو ضعیف اور ناقابل حجت قرار دیا ہے۔

امام دار قطنی کی جرح کا جواب:

امام دار قطنی باب ذکر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ کے تحت حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں لم یسندہ عن موسیٰ بن ابی عائشۃ غیر ابی حنیفۃ والحسین (حسن) بن عمارہ وھما ضعیفان سنن دار قطنی ص۳۲۳ ج۱

امام دار قطنی کا حضرت امام اعظم رح کو ضعیف کہنا بہت عجیب ہے حالانکہ امام دار قطنی اور آپ کے اساتذہ میں سے کوئی بھی نہ تو امام اعظم رح جیسا فقیہ ہوا ہے اور نہ ہی محدث امام دار قطنی کی جرح کا بہت سے محدثین اور علمائے کرام نے رد کیا ہے۔

حضرت علامہ بدر الدین عینی رح فرماتے ہیں۔

(قلت) لو تادب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ بھذہ اللفظۃ فی حق ابی حنیفۃ فانہ امام طبق علمہ الشرق والغرب (الی) وقد ظھر لک من ھذا تحامل الدارقطنی علیہ وتعصبہ فاسد ولیس لہ مقدار بالنسبۃ الی ھؤلاء حتی یتکلم فی امام متقدم علی ھؤلاء فی الدین والتقوی والعلم وبتضعیفہ ایاہ یستحق ھو التضعیف افلا یرضی بسکوت اصحابہ عنہ وقد روی فی سننہ احادیث سقیمۃ ومعلولۃ ومنکرۃ وغریبۃ وموضوعۃ ولقد روی احادیث ضعیفۃ فی کتابہ الجھر بالبسملۃ واحتج بھا مع علمہ بذلک حتی ان بعضھم استحلفہ علی ذلک فقال لیس فیہ حدیث صحیح ولقد صدق القائل ؎

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ فالقوم اعداء لہ وخصوم

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۱۲ جز سادس)

میں کہتا ہوں (علامہ عینی) کہ اگر دار قطنی ادب کرتے اور حیا کرتے اس لفظ کے تلفظ سے جو کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رح پر بولا ہے (تو بہتر تھا) کیونکہ وہ ایسے امام ہیں کہ جن کا علم مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے (الی) اور تیرے لئے ظاہر ہو گیا ہے کہ امام دار قطنی کا امام صاحب کے حق میں یہ رویہ تعصب فاسد ہے حالانکہ ان کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے اور انہوں نے ایسے امام پر کلام کیا ہے جو کہ ان سے دین اور تقوے اور علم میں مقدم وافضل ہیں اور اس (دار قطنی) کو تضعیف کا حق کس نے دیا ہے حالانکہ وہ (دار قطنی) خود ضعیف ہے کیونکہ اس نے روایات سقیم معلول منکر اور غریب حتی کہ موضوع اپنی سنن میں درج کی ہیں اور اس نے کتاب جہر بسملہ میں ضعیف احادیث روایت کی ہیں اور ان سے احتجاج کیا ہے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ ضعیف ہیں اور بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جہر بسملہ کی کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے اور کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

یہ لوگ نوجوانوں سے اس لئے دشمنی کرنے لگے کہ وہ ان کے سے کام نہ کر سکے اب وہ ان کے دشمن ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوریؒ فرماتے ہیں۔

دار قطنی نے امام ابو حنیفہ پر نہایت نامنصفی سے جرح کی ہے اور کہا کہ وہ حدیث میں نہایت ضعیف تھے اور یہ شناعت ہے جو ایسے امام متقی عابد و زاہد کی طرف منسوب کی گئی ہے یہ لوگ ان کا ضعیف الحدیث ہونا کسی دلیل سے ثابت نہ کر سکے کبھی کہہ دیتے کہ ان کو فقہ میں نہایت اشتغال تھا اس لئے حدیث میں ضعیف رہے مگر یہ کتنی کمزور دلیل ہے اس لئے کہ جو اعلیٰ درجے کا فقیہ ہوگا وہ اخذ حدیث میں بھی دوسروں سے کامل ہوگا وغیرہ) (مذاہب الاسلام ص۲۹)

اور حضرت مولانا عبد الحیٔ لکھنویؒ فرماتے ہیں۔

وبعض الجروح صدر من المتاخرین المتعصبین کالدارقطنی وابن عدی وغیرھما ممن یشھد القرائن الجلیۃ بانہ فی ھذا الجرح من المتعصبین والتعصب امر لایخلو منہ البشر الا من حفظہ خالق القوۃ والقدر۔ وقد تقرر ان مثل ذلک غیر مقبول عن قائلہ بل ھو موجب جرح نفسہ۔

(مقدمہ التعلیق الممجد علی موطا امام محمد ص۳۳)

اور امام صاحبؒ کے حق میں بعض متعصبین متاخرین سے بھی جرح صادر ہوئی ہے جیسے دار قطنیؒ وابن عدیؒ وغیرہ اور اس پر بہت بھاری دلائل شاہد ہیں کہ یہ جرح حسد اور تعصب کی وجہ سے کی گئی ہے اور اس تعصب سے کوئی بشر بھی محفوظ نہیں رہ سکتا مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور یہ پیچھے گزر چکا ہے کہ اس جیسی جرح مقبول نہیں ہوتی بلکہ وہ جرح کرنے والے پر بھی پڑتی ہے۔

اور علامہ معین الدین سندھیؒ فرماتے ہیں۔

وھذا الدارقطنی قد طعن فی امام الائمۃ ابی حنیفۃ وضعف ما دار علیہ من الاحادیث بسببہ وکذلک الخطیب البغدادی قد افرط فی ذلک ولو یعبا بھما وبمن حذی حذوھما مع اتفاق

علی توثیقہ وجلالۃ قدرہ وعظیم منقبہ الذی نال بہا العلم فی الثریا علی مایشیر الیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم فی الثریا لنالہ رجال من فارس (دراسات اللبیب ص۲۸۹ طبع لاہور بحوالہ ما تمس الیہ الحاجہ ص۳۲)

یہ وہی دارقطنیؒ ہے جس نے امام الائمہ ابوحنیفہ رض کے حق میں طعن کیا ہے اور ان کی ہر حدیث جس کو اس نے پایا ہے بسبب ان کے ضعیف کہا ہے اور ایسے ہی خطیب بغدادیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے حق میں طعن کی افراط کی ہے حالانکہ ان دونوں اور مثل ان کے (جس نے بھی امام صاحب کی تضعیف کی ہے) کا کچھ اعتبار نہیں باوجود اس اتفاق کے جو امام ابوحنیفہ کی توثیق اور ان کی جلالت قدر پر ہے اور ان کی منقبت عظیم کی جس کے سبب سے انہوں نے علم کو ثریا کے پاس سے حاصل کیا جیساکہ ان کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

"لو کان العلم عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس" مشیر ہے انتہی۔

یعنی اگر علم ثریا ستارہ کے پاس بھی ہو تو ابنائے فارس میں سے آدمی اس کو حاصل کریں گے۔ اور حضرت علامہ جمال الدین یوسف حسن بن عبدالہادی المقدسی حنبلی تنویر الصحیفہ میں فرماتے ہیں

من المتعصبین علی ابی حنیفۃ الدارقطنی وابو نعیم فانہ لم یذکرہ فی "الحلیۃ"، وذکر دانہ فی العلم والزھد۔ (بحوالہ ما تمس الیہ الحاجہ ص۳۲)

اور امام ابوحنیفہؒ کے متعصبوں میں سے دارقطنی اور ابونعیم ہیں کیونکہ اس نے اپنی کتاب حلیۃ (الاولیاء) میں آپ کا ذکر نہیں کیا اور ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو امام صاحب سے علم اور زہد میں بہت کم تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام دارقطنیؒ نے حضرت امام اعظم پر تعصب یا حسد کی وجہ سے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے حالانکہ اس میں کچھ بھی سچائی نہیں ہے۔ (اور یہ جرح

امام ابن عدی کی جرح کا جواب :-

حضرت علامہ بدرالدین محمود عینیؒ بنایہ شرح ہدایہ میں امام ابن عدی کے بارے

بیان فرماتے ہیں۔

واما قول ابن قطان وعلته ضعف ابی حنیفة فاساء الادب وقلة حیار منه فان مثل الامام الثوری وابن المبارک واضرابهما وثقوه واثنوا علیه خیرا فما مقدار من یغصفه عنه للولاء الاعلام (انتہی) (بحوالہ التعلیق المجد ص۳۳)

اور امام ابن قطان (ابن عدی) کا امام اعظم کو ضعیف کہنا اس کی طرف سے بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہے کیونکہ جہاں امام سفیان توری اور ابن مبارک اور ان کے ہم عصر اعلام نے امام صاحب کی توثیق و تعریف کی ہے تو وہاں اس شخص کی جو امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہے کیا حیثیت ہے (انتہی)

اور علامہ زاہد الکوثری مصری فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) ابن عدی کو امام اعظم اور آپ کے اصحاب سے بڑی سخت کدورت و نفرت ہے کہ اپنی کتاب "کامل" میں کسی ایک کے متعلق بھی کوئی تعریف کا کلمہ نہیں لکھا اور جرح ونقد تشنیع و بہتان طرازی میں کمی نہیں کی الخ الامتاع فی سیرۃ حسن بن زیاد و محمد بن شجاع (ص۵۹ طبع کراچی۔

امام سفیان کی جرح کا جواب:

امام بخاری "تاریخ صغیر" میں نقل فرماتے ہیں۔

حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال کنت عند سفیان، متصی النعمان، فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ۔

(تاریخ صغیر امام بخاری ص۱۷۱ مطبوعہ لاہور)

امام فزاری نے کہا کہ میں امام سفیان کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس حضرت امام نعمان (ابو حنیفہ) کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا (الحمد للہ) وہ اسلام کو گھنڈی گھنڈی کر کے توڑتا تھا اسلام میں اس سے بڑا بدبخت کوئی پیدا نہیں ہوا۔ (معاذ اللہ)

(جواب) پہلے نمبر تو اس میں سفیان کی تعین نہیں کہ یہ سفیان بن عیینہ ہیں یا پھر سفیان توری اور پھر یہ تو دونوں ہی امام صاحب کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

بہر حال قرین قیاس یہی ہے کہ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔

دوسرے اس روایت کی سند میں ایک راوی نعیم بن حماد ہے جو کہ قابل حجت نہیں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

نعیم بن حماد یہ اگرچہ فقہ و فرائض داں تھا مگر حدیثی حالت میں یحییٰ سے بھی بدتر ہے (یحییٰ بن محمد جاری مراد ہے) تقریب میں کہا صدوق یخطے کثیرا یہاں تک کہ ابوالفتح ازدی نے کہا حدیثیں اپنے جی سے گڑھتا اور امام ابوحنیفہ کے مطاعن میں جھوٹی حکایتیں وضع کرتا تھا یہ اگرچہ مجازفات ازدی سے ہو مگر ذہبی نے طبقات الحفاظ (تذکرۃ الحفاظ ص۳۱۵ رضوی) و میزان الاعتدال دونوں میں اس کے حق میں قول اخیر یہ قرار دیا ہے کہ وہ باوصف امامت کے منکر الحدیث ہے قابلِ احتجاج نہیں جامع صحیح میں اس کی روایت مقرونہ ہے نہ بطور حجیت امام جلال الدین سیوطی لآلی میں اس کی حدیث اذا اراد اللہ ان ینزل الی السماء الدنیا نزل عن عرشہ براتہ ذکر کرکے فرماتے ہیں اتعبنا نعیم بن حماد من کثرۃ مایاتی بھذا الطامات وکم ندورعنہ وعن الطرطوسی الراوی عنہ فلا ادری البلاء فی الحدیث منہ او من شیخہ نعیم اھ ملخصا۔

یعنی نعیم بن حماد اس کثرت سے یہ طامات روائتیں لاتا ہے کہ ہم تھک گئے کہاں تک اس کا اور اس کے شاگرد طرطوسی کا بچاؤ کریں مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں بلا اس کی طرف سے اٹھی ہے یا اس کے استاد نعیم بن حماد سے۔

(فتاوی رضویہ ص۲۷۱/۲۲ لائل پور)

اور اس اعتراض کا جواب مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی دیا ہے جو ہم نقل کرتے ہیں تاکہ آجکل کے غیر مقلدین کی تشفی و تسلی ہو جائے آپ لکھتے ہیں۔

نعیم بن حماد کے متعلق نقاد آئمہ حدیث میں سخت اختلاف ہے بعض کی رائے اچھی ہیں اور بعض کی بہت سخت ہیں۔

حافظ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں۔

(۱) احد الایمة الاعلام علی لین فی حدیثہ یعنی ائمہ اعلام میں سے ایک ہے باوجود اس کے روایت حدیث میں نرم ہے۔

(۲) خرج لہ بخاری مقرونا بغیرہ۔ امام بخاری نے اس کی حدیث روایت کی ہے لیکن دوسرے (ثقہ راوی) کے ساتھ ملاکر۔

(۳) قال العباس بن مصعب فی تاریخہ نعیم بن حماد وضع کتبا فی الرد علی الحنفیة۔ یعنی عباس بن مصعب نے اپنی تاریخ میں کہا کہ نعیم بن حماد نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔

(۴) امام یحیی بن معین کہتے ہیں انا اعرف الناس (میزان) یعنی میں نعیم کے حال سے سب سے زیادہ واقف ہوں اس کے بعد امام ذہبی افتراق امت کی حدیث جو نعیم کی روایت سے ہے ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تفترق امتی علی بضع وسبعین فرقة اعظمها فتنة علی امتی قوم یقیسون الامور برایهم فیحلون الحرام ویحرمون الحلال (میزان ص ۲)

یعنی آنحضرت نے فرمایا میری امت ستر سے کچھ اوپر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی میری امت پر سب سے بڑا فتنہ والا وہ فرقہ ہو گا جو امور دین کو اپنی رائے سے قیاس کر کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائیں گے (معاذ اللہ)

بے شک نعیم کی یہ حدیث حنفیوں کے رد کے لئے متشددین کے ہاتھ میں سیف مقول کا کام دیتی ہے لیکن اس کے آگے ملاحظہ فرمائیں کہ نعیم کی اس روایت کی بابت امام ذہبی اپنی اور امام یحیی بن معین کی کیا رائے نقل کرتے ہیں۔ محمد بن علی بن حمزہ مروزی رح کہتے ہیں میں نے حضرت یحییٰ بن معین سے اس روایت کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ لیس لہ اصل۔ یعنی اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔

(میزان الاعتدال ص ۵۳۵/۲ج)

اس روایت کو نعیم کی کتب دربارہ تردید حنفیہ کے ساتھ ملا کر غور کیا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ نعیم کی مخالفت بر تحقیقات نہیں بلکہ بے اصل روایات

کی بنا پر ہے (اس کے تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں)

اس کے علاوہ ہم ایک نادر حوالہ کا ذکر کرتے ہیں جو اکثر علما کی نظر سے مخفی ہے

(حوالہ کتاب نہایۃ السول)

اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ ریاست رام پور میں موجود ہے یہ نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے مصنف نے اس کتاب کی تالیف ربیع الاول یا ربیع الآخر ۸۲۸ھ میں شروع کی اور ۱۶ ربیع الاول ۸۲۹ھ میں اس سے فراغت پائی گویا تالیف وکتابت ہر دو میں ایک سال لگا..... مصنف کا نام ابراہیم ہے والد کا نام خلیل ہے حلب کے رہنے والے ہیں سبط ابن العجمی کے نام سے مشہور تھے ۸۴۱ھ میں ہوئے۔ کتاب کی عبارت یوں ہے (کان نعیم) ممن یضع الاحادیث فی تقویۃ السنۃ وحکایات مزورۃ فی ثلب نعمان کلھا کذب.....

۴۔ امام نسائی کہتے ہیں۔

نعیم ضعیف لیس بثقۃ۔ یعنی نعیم ضعیف ہے ثقہ نہیں ہے۔

لیس بحجۃ (اکیلا روایت کرے تو) حجت نہیں ہے۔

۵۔ ذکر ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطأ ووھم۔

یعنی ابن حبان نے اس کو ثقات میں لکھا ہے اور باوجود اس کے کہا کہ وہ خطا بھی کرتا ہے اور وہم بھی۔

۶۔ اسی طرح امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ نعیم کی بیس احادیث ہیں جن کا کوئی اصل نہیں۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت ابوحنیفہؒ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ شمس الدین ذہبیؒ جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ البدایہ میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں۔

احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام واحد ارکان العلماء واحد الائمۃ

اصحاب المذاہب المتبوعۃ الخ نیز امام یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا آپ (امام ابوحنیفہ) ثقہ تھے اہل صدق سے تھے۔ کذب سے متہم نہ تھے نیز عبداللہ بن داؤد حریبی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں ابوحنیفہ رح کے لئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا

تاریخ اہل حدیث ص۶۱ تا ۶۲ - (البدایہ والنہایہ ص۱۰۷ ج ۱۰)

یہ تھی اس جرح کے متعلق بحث جو کہ سفیان کی طرف منسوب ہے۔ اس سے ثابت ہو کہ حضرت سفیان ثوری کی طرف اس جرح کی نسبت درست نہیں کیونکہ اس سند میں ایک راوی وضاع ہے حیرت ہے امام بخاری پر جنہوں نے ایسے راوی سے روایت لے کر حضرت سفیان ثوری پہ اتنا زبردست الزام لگایا ہے اور اب حضرت امام اعظم رض کے متعلق مشہور غیر مقلد مولوی ابراہیم میر کی ذاتی رائے جو کہ آج کل کے غیر مقلدین کے لئے ایک تازیانے کی حیثیت رکھتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں -

فیض ربانی :

ہر چند کہ میں گنہگار ہوں لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبداللہ عبیداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین رح سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے اس لئے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بمقدار پہ نازل کر دیتا ہے اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لئے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت امام صاحب رح کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آگیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج

پوری طرح روشن تھا، یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کا نظارہ ہو گیا معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا اس وقت سے میری حضرت امام صاحبؒ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں ہے (جیسے اکثر غیر مقلدین فی زمانہ (رضوی) کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ نے منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے،

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی۔ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ ہذا واللہ ولی الہدایۃ۔

خاتمۃ الکلام:۔

اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے (غیر مقلدین) ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین ؒ سے حسن ظن رکھیں، اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہان میں موجب خسران ونقصان ہے۔

نسئل اللہ الکریم حسن الظن والتادب مع الصالحین ونعوذ باللہ من سوء الظن بھم والوقیعۃ فیھم فانہ عرق الرفض والخروج وعلامۃ المارقین ولنعم ما قیل ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ✿ بے ادب محروم شد از لطف رب

خاک پائے علماء متقدمین ومتاخرین حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۲۷۱)

غیر مقلدین اس اقتباس کو بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ وہ کس راستہ پر چل رہے ہیں

جس راستہ پر چلنے والے کے لئے بقول مولوی سیالکوٹی صاحب کے دونو
جہانوں میں نقصان ہی نقصان ہے اور ذلالت ہی ذلالت ہے اور اس عبا
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی سیالکوٹی صاحب یہ بات مانتے تھے کہ غیر مقلدین وا
حضرات بزرگان دین اور ائمہ متبوعین کے گستاخ اور بے ادب ہیں اس لئے تو
رہے کہ گستاخی شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں لیکن شائد حضرت صاحب
بھول گئے کہ جو لوگ انبیاء کرام اور بالخصوص حضور نبی اکرم تاجدار انبیا ختم الر
مختار کل کے ساتھ حسن ظن نہیں رکھ سکتے ان سے اولیاء کرام اور ائمہ مجتہدین
ساتھ حسن ظن رکھنے کی توقع کرنا عبث اور بے کار ہے۔

اور پھر یہی حضرت صاحب غیر مقلدین کے لئے ایک اور آخرت کی خوشخ
چھوڑ گئے ہیں آپ اپنے استاد مولانا عبدالمنان وزیر آبادی کے تذکرہ میں فرما
ہیں کہ :۔

آپ آئمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو
شخص آئمہ دین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ رح کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں
ہوتا۔ تاریخ اہل حدیث ص۴۳۷ طبع لاہور)

اور بے ادب گستاخوں کو یہ خوشخبری دینے والا کوئی اور آدمی نہیں بلکہ بقو
مولوی ابراہیم میر کے پورے پنجاب کا استاد الحدیث ہے اور بقول مولوی ثناء ا
امرتسری کے اس دور کا امام بخاری ہے اس لئے غیر مقلدین کو خاتمہ ..... ہونے
خوشخبری ان کے استاد پنجاب اور ان کے امام بخاری کی زبانی مبارک ہو!

تاریخ صغیر کا دوسرا اعتراض :۔

سمعت اسمعیل بن عرعرۃ یقول قال ابو حنیفۃ جاءت امرأۃ جہ
الینا ھھما فادبت نساءنا (تاریخ صغیر ص۱۵۶)

امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ میں اسمٰعیل بن عرعرۃ سے سنا انہوں نے کہا کہ ا
حنیفہ رح نے فرمایا کہ ہمارے پاس جہم کی ایک عورت آئی اور ہماری عورتوں کی

اتالیق بنی۔

اس روایت میں عرعرہ راوی ہے جو کہ مجہول الحال ہے حیرت ہے حضرت امام بخاریؒ نے اس مجہول راوی سے روایت بیان کر دی ہے اور پھر اس راوی اور حضرت امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ کے درمیان یقیناً کوئی ایک راوی اور ہے ۔جس کو بیان نہیں کیا گیا اس لئے یہ روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض :۔

سمعت الحمیدی یقول قال ابو حنیفۃ قدمت مکۃ فاخذت من الحجام ثلاث سنن لما قعدت بین یدیہ قال لی استقبل القبلۃ۔ فبدا بشق راسی الایمن وبلغ الی العظمین (تاریخ صغیر ص ۱۵۶ مطبوعہ لاہور)

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد حمیدی سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں مکہ شریف حاضر ہوا تو میں نے ایک حجام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سنتیں حاصل کیں جب میں اس کے سامنے بیٹھنے لگا تو اس نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو پھر اس نے میرے سر کے دائیں حصے سے حلق شروع کیا اور سر کی دونوں ہڈیوں تک پہنچایا۔ اس کے آگے امام حمیدی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

قال الحمیدی فرجل لیس عندہ سنن۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اصحابہ فی المناسک وغیرھا کیف یقلد احکام اللہ فی المواریث والفرائض، والزکوۃ والصلوۃ وامور الاسلام (ص ۱۵۶)

امام حمیدی نے کہا کہ ایسا شخص جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اصحاب کی مناسک کی سنتیں اور غیر مناسک کی سنتیں بھی معلوم نہیں کس طرح خدا کے احکام وراثت ، فرائض ، زکوۃ ، نماز اور دوسرے اسلامی امور میں لوگوں کا مقلَّد (مقتدا) و پیشوا بن گیا ہے۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ حضرت امام اعظم جیسی شخصیت کے متعلق ایسی بے بنیاد

بات نہ جانے امام حمیدی نے کیسے کہہ دی اور پھر امام بخاری نے اسے نقل بھی کر دیا کیونکہ امام حمیدی کی حضرت امام اعظمؒ سے ملاقات ثابت نہیں ہے تو امام صاحب سے یہ بات کس نے سن کر امام حمیدی کو بتائی اس شخص کا کچھ پتہ ہی نہیں تو اس منقطع روایت کو پیش کرنا اور پھر امام اعظمؒ پر اتنا سخت فتویٰ لگا دینا کہ آپ کو کسی چیز کا علم ہی نہیں انتہائی درجے کی زیادتی ہے بہرحال امام اعظمؒ پر جتنے بھی اعتراضات ہیں اسیطرح یا تو ان کی سندیں منقطع ہیں یا پھر ان سندوں میں راوی ضعیف وکذاب ہیں اور ایسی سندوں والی روایتوں کو سامنے رکھ کر حضرت امام اعظمؒ پر اعتراضات کرنے والوں کو شرم آنی چاہئے۔

امام نسائی:۔

حضرت امام نسائی کی طرف بھی یہ چیز منسوب کی جاتی ہے کہ آپ نے بھی حضرت امام اعظمؒ پر جرح کی ہے آپ اپنی کتاب کتاب الضعفاء و المتروکین میں فرماتے ہیں

نعمان بن ثابت ابوحنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث کوفی۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جرح غیر مفسر اور مبہم ہے اور جرح غیر مفسر قابل قبول نہیں ہوتی جیساکہ اصول کی کتابوں میں مرقوم ہے اور پھر حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی کی تصریح کے مطابق امام نسائی نے اپنی کتاب سنن نسائی میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے روایت لی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام نسائی اس جرح سے رجوع کر لیا ہے آپ تہذیب التہذیب میں حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔

وفی کتاب النسائی حدیثہ عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس قال لیس علی من اتی بھیمۃ حد قلت وفی روایۃ ابی علی الاسیوطی والمغاربۃ عن النسائی قال حدثنا علی بن حجر ثنا عیسی ھو ابن یونس عن النعمان

عن عاصم فذاکرہ ولم ینسب النعمان وفی روایۃ ابن الاحمر یعنی اباحنیفۃ اورادہ عقیب حدیث الاوزاعی عن عمرو عکرمہ عن ابن عباس مرفوعاً من وجدتموہ بعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ الحدیث ولیس ھذا الحدیث فی روایۃ حمزۃ بن السنی ولا ابن حیوۃ عن النسائی وقد تابعہ النعمان علیہ عن عاصم سفیان الثوری اھ

(بحوالہ ما تمس الیہ الحاجہ ص۲۸)

تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت امام نسائی نے اس جرح سے رجوع کر لیا تھا بعض لوگ اس جرح کو مفسر بنانے کے لئے میزان الاعتدال للذہبی کا حوالہ دیتے ہیں کہ اس میں لکھا ہے۔

النعمان بن ثابت بن زوطا ابو حنیفۃ الکوفی امام اھل الرای ضعفہ النسائی من جہۃ حفظہ الخ۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ میزان الاعتدال میں یہ عبارت الحاقی ہے بلکہ سارا ترجمہ امام اعظم ہی الحاقی ہے۔

کیونکہ حضرت امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں خود تحریر کیا ہے۔

وکذا لا اذکر فی کتابی من الائمۃ المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتھم فی الاسلام وعظمتھم فی النوس مثل ابی حنیفۃ والشافعی الخ (میزان الاعتدال ص۳ ج۱)

اور اسی طرح میں آئمہ متبوعین کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں نہیں کروں گا کیونکہ ان لوگوں کی جلالت قدر اسلام میں اور بڑائی و برتری لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ جیسے امام ابو حنیفہ رح اور امام شافعیؒ تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ میزان الاعتدال میں امام صاحب کا ذکر الحاقی ہے اور کسی مہربان نے میزان الاعتدال میں داخل کر دیا ہے کیونکہ مصنف کتاب خود مقدمہ میں کہہ رہا ہے کہ میں امام صاحب

کا ذکر اس کتاب میں نہیں کروں گا۔

اور حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں۔

وجوابہ من وجوہ احدھا ان ھذہ العبارۃ لیست لہا اثر فی بعض النسخ المعتبرۃ علی ما رایتہا بعینی ویؤیدہ قول العراقی فی شرح الفیۃ لکنہ ای ابن عدی ذکر فی کتاب الکامل کل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ وتبعہ علی ذلک الذہبی فی المیزان الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین انتہی۔

وقول السخاوی فی شرح الفیۃ مع انہ ای الذہبی تبع ابن عدی فی ایراد کل من تکلم فیہ ولو کان ثقۃ لکنہ التزم ان لا یذکر احدا من الصحابۃ ولا الائمۃ المتبوعین انتہی۔

وقول سیوطی فی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی الا انہ ای الذہبی لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین انتہی۔

(غیث الغمام علی ہامش امام الکلام ص۲۰۱ طبع گوجرانوالہ)

اور اس کا جواب کئی طریقوں سے دیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عبارت بعض ان معتبر نسخوں میں نہیں ہے جن کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہماری بات کی تائید علامہ عراقی کا وہ قول بھی کرتا ہے جو کہ انہوں نے شرح الفیہ میں درج کیا ہے کہ لیکن ابن عدی نے اپنی کتاب میں ہر ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس میں کلام کیا گیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو اور علامہ ذہبی نے میزان میں ابن عدی کی اتباع کی ہے لیکن علامہ ذہبی نے نہ تو صحابہ میں سے کسی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی آئمہ متبوعین سے کسی کا ذکر کیا ہے انتہی۔

اور امام سخاوی کا قول شرح فیہ میں ہے کہ علامہ ذہبیؒ نے علامہ ابن عدی کی اتباع کی ہے اور ہر اس شخص کا ذکر کیا ہے جس پر جرح کی گئی ہے اگرچہ وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو لیکن انہوں نے اس چیز کا التزام کیا ہے کہ صحابہ اور آئمہ متبوعین میں سے کسی کا بھی ذکر

نہیں کیا ہے (انتہی) اور حضرت علامہ امام سیوطی کا قول جو کہ تدریب الراوی شرح تقریب النواوی
میں ہے (بھی ہمارے قول کی تائید کرتا ہے) کہ مگر علامہ ذہبی نے صحابہ اور آئمہ متبوعین میں سے کسی کا
بھی ذکر نہیں کیا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ عبارت میزان الاعتدال میں عقلاً اور نقلاً کسی طرح
بھی صحیح نہیں اور یہ الحاقی عبارت ہے اور ویسے بھی غیر مقلدین وہابیہ و دیوبندیا کا یہ بیہودانہ طریقہ
بہت مشہور ہے کہ جس کتاب میں چاہتے ہیں کوئی چیز داخل کر دیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں کوئی
چیز حذف کر دیتے ہیں مثال کے طور پر غنیۃ الطالبین میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے لیکن وہابیہ
نے بیس کی بجائے آٹھ رکعت لکھ کر یہ کتاب کراچی سے طبع کرا دی ہے اس قسم کی اور بھی بہت
مثالیں ہیں جو انشاءاللہ پھر کبھی وقت ملنے پر پیش کی جائیں گی۔

میرا ارادہ تھا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر جتنے بھی اعتراضات ہیں ان کا مفصل
اور مدلل جواب لکھوں لیکن طبیعت کی اچانک ناسازگی اور وقت کی قلت کی وجہ سے مختصرا
طور پر لکھ سکا انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی (شائد اسی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں) تمام
اعتراضات کا مکمل اور مدلل جواب لکھوں گا۔

ش

خادم اہلسنت وجماعت محمد عباس رضوی سکنہ کھوتڑے
ڈاک خانہ واہنڈو تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی (رحمہ اللہ علیہ) کے مشہور کلمہ کی تشریح کے بارے جو کلمہ یہ ہے "کہ تیرے مناقب و کمالات کے ذکر کے ساتھ جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے ہم نے پہچانا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو"

میرے عزیز بھائی میاں شیخ محمد نے پوچھا کہ ایک جماعت امام المسلمین امام ابو حنیفہ کے قول" اے اللہ تو پاک ہے جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے ہم نے پہچانا" پر اعتراض کرتی ہے کہ وہ معرفت میں جتنا بھی بلند مرتبہ رکھتے ہوں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے اور آپ نے ارشاد فرمایا" تو پاک ہے جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے ہم نے نہیں پہچانا" اے بھائی تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ آیات ربانی جل وعلا کے ساتھ نصیحت حاصل کرنا بے شک دو قوتوں کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ یہ آیت کریمہ :-

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ ۝

بے شک اس میں البتہ نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کا دل ہے یا کان لگایا اور وہ حاضر ہے۔ سے یہی سمجھا جاتا ہے اور آثار سلف بھی اولی طریقہ سے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ شخص جو ان دونوں قوتوں سے خالی ہے مخاطب کے لائق نہیں ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ معترض بات کی کنہہ تک نہیں پہنچا صرف بحث ومباحثہ کیا اور مناظرہ کی حدود میں سے نکل کر جھگڑا کے ساتھ پیش آیا ہے جاننا چاہئے کہ اس حدیث" تو پاک ہے جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے ہم نے نہیں پہچانا" کے صحیح ہونے کی تقدیر اور منسوخ نہ ہونے پر کہ ان دونوں مقدمات کا ثبوت محالات سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام صاحب کی حصول معرفت سے مراد حیرت ہے اور مطلوب کے ادراک کو پانے سے عجز کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کمال معرفت اس میں غور وفکر ہے جیسا کہ اکابرین سے ایک نے کہا۔ کہ

بے شک اللہ کی ذات میں ان میں سے معرفت کے لحاظ سے کامل جو اس میں ان میں سے زیادہ متحیر ہے اور اسی کے بارے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ادراک کو پانے سے عجز ہی ادراک ہے تو پھر" ہم نے تجھے پہچانا جیسے پہچاننے کا حق ہے،، کا معنی یہ ہوا کہ ہم نے تجھے اس طریقہ سے پہچانا کہ تیری معرفت کا اور راستہ نہیں ہے اور اس معرفت کے مناسب ادراک بسیط ہے اور اہل کمال حضرات نے تحقیق کی اور فرمایا ہے۔ ؎

از حضرت ذات بہرہ استہلاک است کہ مجرد ادراک است

ادراک است بسیط کانچہ محل دانش ادراک است

اس ذات کی بارگاہ سے حصہ اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے ایسی ہلاکت جو کہ خالص ادراک ہے ادراک ایک بسیط ہے کہ وہاں عقل کے علم کا کیا مرتبہ ہے۔

اور ہو سکتا ہے کہ حدیث میں نفی حق معرفت سے مراد ذات کی کنہہ (حقیقت) معرفت کی نفی ہو اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں معرفت حق کے اثبات سے مراد اس کے علاوہ کمالات و آثار کی معرفت ہو لہذا یہاں کوئی اشکال (اعتراض) نہیں ہے اور نیز ممکن ہے کہ حدیث نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نفی متکلم کی طرف نسبت کے لحاظ سے ہو اصل معرفت کی نفی نہ ہو جیسا کہ (یہ آیت) تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں اس کی دلیل ہے۔ یعنی تیری معرفت کا حق تیرے نور کے ساتھ ادا پاتا ہے اور سالک کو سوائے فنا حاصل نہیں ہے۔ تو پھر یہی اس آیت کریمہ سے مشہور ہے۔

پس جس کے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے بھی اسی طرف اشارہ ہے اور یہ مقام اہل تحقیق کے نزدیک فنا سے تعبیر ہوتا ہے اور جمع اور جمع الجمع مشہور ہے اور اس فن کے لوگوں کی کتب میں بالتفصیل موجود ہے اور امام المسلمین سے حق معرفت کا اثبات حقانی وجود کے عطا ہونے کے اعتبار سے ہے نہ کہ فانی امکان وجود (کے اعتبار

اور اس تناقض کے دور کرنے کا خلاصہ معرفت کے مُوْرِدْ کا مختلف ہونا ہے اور نیز ممکن ہے کہ حق معرفت مختلف استعدادات کے اختلاف کے اعتبار سے ہو، اور دعاء (برتن) صدری کے وسعت کے اعتبار سے کئی قسم ہو ممکن ہے کہ امام المسلمین رضی اللہ عنہ اپنی استعداد کے انتہائی مقامات کو پہنچے ہوں اور جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ٥ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو آپ کے لئے نہیں کھولا ہے۔

کے خطاب کے ساتھ وسعت انشراح میں کمال مرتبہ کے ساتھ پہنچا ہوا ہے پھر بھی ہمیشہ

اَللّٰهُمَّ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ٥ اے اللہ میرے علم کو زیادہ کر۔

کی نداء کے ساتھ مناجات کرنے والے ہیں اور کیا ہے "آپ کے اعلیٰ اوقات کا وظیفہ اور استعدادی سیر کے پورا ہونے سے فیض کے دروازے کا بند ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ طبعی حرکت کے علاوہ قسری حرکت بھی اس راستہ میں ثابت ہے اور معیت کے راستہ سے جو محب کو محبوب کے ساتھ ہے اور یہ حدیث کہ :

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ، آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

اس کی دلیل ہے محب ہمیشہ اپنے محبوب کا شریک ہے کیونکہ خادم کو اپنے مخدوم کے خوشہ سے حصہ ہے اور تابع کو متبوع کے انعام سے بہت بڑا حصہ کیونکہ اس کا اصلی حصہ اس تبعی خط کے سامنے بہتے دریا کے ساتھ قطرہ کا حکم رکھتا ہے اور قرب الٰہی جل وعلا میں اولیاء کرام کے مراتب کا تفاوت اس محبوب رب العزت کے ساتھ محبت کے تفاوت کے اندازہ سے ہے اور اس کی علامت دین ودنیا کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی صحت کا خیال ہونا چاہئے اور آپ کی کمال متابعت اس سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ بیس سال کی نمازیں آداب وضو میں ترکِ اولیٰ کے ظاہر ہونے کے ساتھ اعادہ فرمائیں اور ایک لحظہ بھی متابعت سے پیچھے نہ رہے۔

حنفی اولیاء و علماء

اور اسی لئے امت کے سوادِ اعظم نے آپ کا مذہب اختیار کیا اور اکابر اولیاء کرام نے آپ کی شاگردی اور تقلید کو اختیار کیا اور ان تمام میں سے ابو یزید بسطامی، ابراہیم ادہم، فضیل عیاض، عبداللہ بن مبارک، بشر حافی، داؤد طائی، شفیق بلخی، حکیم ترمذی۔ حکیم ابو القاسم سمرقندی، ابو سلیمان دارانی اور یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور اہل سلاسل کی بہت بڑی جماعت جیسے ہمارے حضرات خواجگان اور حضرات چشت اور اکثر سہروردیہ، قادریہ، جمہور کبرویہ، عام کیسویہ اور شطاریہ نے آپ کی متابعت کو اختیار کیا ہے اور محققین اہل طریقت جیسے مولانا رومی، شیخ فریدالدین عطار، حکیم سنائی غزنوی، شیخ علی ہجویری اور شیخ زین الدین ابی نابادی رحمۃ اللہ علیہم اور سجستانی قوم کے امیر اور امیر حسینی اور ان کے ماسوا کہ جن کی گنتی دشوار ہے نے آپ کی تقلید کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور بہت بڑے بڑے محدثین جیسے وکیع بن الجراح، یحییٰ بن معین، طحاوی، برقی، معلی اور صغانی وغیرہ اور جمہور فقہاء اور متکلمین جو کہ ہدایت کے سورج ہیں اور عقل کے مرکز اور ان کی تعداد سوائے طوالت کے کچھ نہیں ہے اور قدیم اور جدید اہل فقہ میں سے معتمدین تمام آپ کے مذہب پر چلنے والے ہیں اور معتزلی شیوخ نے بھی اس قوت جدالیہ اور استدلالیہ کے باوجود دین کے فروعی مسائل میں آپ کی تقلید کو اختیار کیا ہے اور آپ کے افادات کے خاص خاکساروں سے ہوئے ہیں

جس طرح کہ حافظ وفا اللہ اور مطرزی کی تالیفات اس پر دلالت کرتی ہیں آپ کے تھوڑے سے مناقب شریفہ انشاء اللہ سبحانہ رسالہ کے شروع میں لائے جائیں گے اس مقام اشتغال میں اہم مہم سے مقصد کی تحقیق کے ساتھ بیان کی عنان اس کے ساتھ مصروف رکھتا ہے۔

معلوم ہو کہ علامہ ابن حجر شافعی جو کہ اکابر محدثین میں سے ہیں نے اَلْخَيْرَاتُ الْحِسَانُ فِي مَنَاقِبِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ میں کہا کہ آپ

سے جو قول اگر صحیح ہو نقل کیا گیا ہے "کہ جیسا تجھے پہچاننے کا حق ہے ہم نے پہچان لیا آپ کے غیر کے قول کہ "تو پاک ہے جیسا تیرے پہچاننے کا حق ہے ہم نے نہیں پہچانا" کے منافی نہیں ہے کیونکہ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ میں نے تجھے اپنے لائق پہچانا جیسا تیرے پہچاننے کا حق ہے اور اس کی طرف میرا علم منتہی ہوتا ہے پس اس میں اختصار ہے اور آپ کے غیر کی مراد یہ ہے کہ بے شک حقیقت معرفت جو اللہ کے لائق ہے کسی ایک کو لائق نہیں کہ اس کی طرف پہنچے اور یہی حقیقت ہے انتہی (الخیرات الحسان ص ۱۲۲، ۱۲۳)

اس عبارت شریفہ سے چند معانی حاصل ہوئے ایک یہ کہ جو امام اعظم سے نقل کیا گیا ہے یقینی نہیں ہے۔ دوسرا یہ قول کہ "تو پاک ہے جیسا تیرے پہچاننے کا حق ہے تجھے ہم نے نہیں پہچانا" سبحانك ما عرفناك حق معرفتك۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے، بلکہ دوسروں کا قول ہے اور اسی کے ساتھ مادۂ اشکال ختم ہو جاتا ہے۔ تیسرا یہ کہ معرفت حق کا اثبات امام اعظم کے قول میں عارف کے اعتبار سے ہے اور معرفت حق کی نفی اس قول میں معرفت حق کے اعتبار سے ہے پس اشکال رفع ہو گیا، کیونکہ معرفت حق بشریت کے لاحق ہونے کے اعتبار سے ممکن ہے بلکہ واقع ہے۔ اور حضرت قدس خداوندی جل وعلا کی نسبت کے لحاظ سے محال ہے۔

اور نیز ممکن ہے کہ معرفت حق کے اثبات سے مراد معرفت قطعیہ استدلالیہ ہے جو کہ کدورات و شکوک و اوہام سے مصفا ہے اور نور الٰہی جل وعلا سے تائید کیا گیا ہے۔ جو کہ آیت کریمہ :۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ — پس جسکا سینہ اللہ تعالیٰ اسلام کیلئے کھول دے

فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ — تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

یہ ایک اشارہ سمجھو۔ اور یہ معرفت ایمان کی اعلیٰ قسم ہے کیونکہ اہل تقلید ظن سے یقین میں نہیں پہنچے اور سلامتی کے کنارے پر نہیں آئے اور عام

لوگ اس خیال میں داخل ہیں اور اہل استدلال جو تائیدات الٰہی جل وعلا سے خالی
تہذیب اخلاق کا نتیجہ اور تصفیۂ باطن ہے معرّیٰ ہیں اور نفسانی خواہشات اور
شیطانی وسواس نے قوت عملیہ اور تربیت قوت شہودیہ اور غضبیہ کے مہمل
ہونے کی وجہ سے غلبہ پایا ہے پریشان ہیں، اور اکثر علماء ظواہر جو کہ اہل قیل و
قال ہیں اور خصومت وجدال والے ہیں جو اس گروہ میں داخل ہیں۔ اس معرفت سے
بے نصیب ہیں اور اس سعادت سے محروم۔ یعنی وہ معرفت جو ادراک کے معنی
میں ہے تمام اقسام سے یہ اعلیٰ قسم ہے اور ناقص قسم وہ اسم۔ اور نیز ممکن
ہے کہ معرفت حق مرتبہ حق الیقین سے عبارت ہو کیونکہ معرفت اور یقین دو
مساوی چیزیں ہیں بلکہ یقین اکمل ہے اور جب اہل تحقیق نے یقین کو تین
مرتبہ میں تقسیم کیا ہے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین، پہلا یعنی (
طالب علموں) مبتدیوں کا حصّہ ہے اور دوسرے کے لئے متوسط بلکہ کامل بھی
مقرہ ہیں اور تیسرے کو اکملین کا حصہ بنایا ہے ممکن ہے کہ امام المسلمین
نے اس تیسرے مرتبہ سے جو کہ اخص الخواص کا حصہ ہے خبر دی ہو اور اس
آیت کریمہ:۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ   اور بہر حال تو اپنے رب کی نعمت کا چرچا کر۔

کے بموجب اس نعمت کبریٰ کو ظاہر کیا ہو اور یہ کہتے ہیں عرفا سواد اعظم سے باہر
نہیں آئے تو اشکال نہ ہوا۔

اور نیز ممکن ہے کہ معرفت حق سے مراد معرفت حقّہ ہو یعنی اللہ تعالےٰ
نے عقیدۂ حقہ کے ساتھ اپنی معرفت کے بارے میں مکرّم بنایا اور باطل کی ملامت
نہ کی اور یہ بھی اللہ کے کریم بندوں کا حصہ ہے ورنہ باطل کے خلط ملط ہونے اور
خواہشات کے ملنے جلنے سے کامل خلاصی پانا کمال ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔
اور نیز ممکن ہے کہ معرفت حق کے اثبات سے مراد ایک مقررہ معرفت ہو اور

یہ با دلیل ایمان تفصیلی ہے اور اس کا حاصل کرنا خواص کا حصہ ہے کیونکہ شرعی فرائض کا سمجھنا اور ایمانی راستوں کو تفصیل کے ساتھ جاننا سوائے ماہر علم کے کسی کو میسر نہیں اور اسی لئے امام بیہقی نے شعب ایمان کو کئی جلدوں میں جمع کیا اور اس کے حصول اور تحقیق میں اچھی طرح کوشش کی اور نیز ممکن ہے کہ معرفت حق سے مراد استثناء کی قید کے بغیر ایمان کی تحقیق ہو اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میں سچا مؤمن ہوں جس طرح کہ کتب کلامیہ میں مفصل ہے اور بعض علماء کے قول " اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْشَاءَ اللّٰہُ "

اگر اللہ نے چاہا تو میں مؤمن ہوں " سے احتراز ہے کیونکہ دولت ایمان کے حاصل ہونے میں جو کہ کامل اتباع ہے اس میں وہم اور شک کو لانے والا ہے یہ آپ کے فضائل اور عظمت میں سے تھوڑا سا ذکر ہے جاننا چاہئے کہ حقائق کے پانے میں عمدہ نفسانی خواہشات اور شیطانی فریب سے باطن کا تخلیہ ہے کیونکہ ان کا نتیجہ عناد کے پردے اور فساد کی عصبیت کے ساتھ بصیرت کے راستوں کو بند کرتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عقل کے مراتب کا حصول جو کہ متعدی فعل ہے عقل ہیولانی کے ساتھ موقوف ہے جو کہ فیوض رحمانی کے ساتھ استعداد کی قابلیت بخشنے والا ہے جو شخص کہ عقل مستقیم اور قلب سلیم کے ساتھ موصوف ہے اگر تھوڑا اس مطلع انوار امام الابرار کے آثار و اطوار میں غور و فکر کرے اور جان لے کہ اس قسم کے علم و تورع والا اور کامل پرہیزگار اور مکمل فہم اور مکمل عقل والا اور ایسے شمائل نفیسہ اور فضائل شریفہ کا مالک اور زاہد اور تقوی اور صبر نور الہی کے ساتھ تائید کیا گیا ہے اور خداوندی عنایات کے ساتھ مکرم ہے تو ضرور آپ کے تمام احوال اور اقوال میں ادب کے بغیر راستہ نہیں پائے گا اور حسن ظن کے ساتھ پیش آئے گا کیونکہ معارض معارض کے مساوی کام میں ہے اور کس کو اس معرفت والایت کے پہاڑ کے ساتھ اور اسی نور اور ہدایت کے علم کے ساتھ برابری ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ کا فقہی مقام

مسند امام مذکور میں ہے[1] کہ پانچ لاکھ فقہی مسائل اور ایک روایت میں دس لاکھ مسائل استخراج کئے ہیں ۔ اور اس دقت اور غور و فکر کے ساتھ اور اس اصول کی رعایت کے ساتھ ان میں سے ایک مسئلہ کی حقیقت میں پہنچنا مشکلات میں سے ہے پھر جو شخص ان کے استخراج کئے ہوئے پانچ لاکھ مسائل کے درمیان سے ایک مسئلہ کی تحقیق میں عاجز ہو جائے اور آپ کے صوری اور معنوی آداب سے ایک ادب کی رعایت میں قاصر ہو تو اس سے معارضہ، مکابرہ اور رفعت کا دعویٰ نہایت برا اور بہت ناپسند ہے ۔

درست فکر سے کام کا حکم دینے والے کی اتباع عقل پر لازم ہے کیونکہ جو شخص عوام و خواص میں سے عموم مخلوق اور اکثر لوگوں کی سرکشی کے باوجود علماء و فضلاء کے دل میں ہے اور حکومت و مملکت کے باوجود تمام سلاطین و امراء میں ہے تو انہوں نے آپ کی تقلید کی رسی گلے میں ڈالنے سے سر نہیں پھیرا اور تسلیم کی گردن آپ کی قید میں رکھی ہوئی ہے تو اس قسم کا شخص کامل اولیاء اور اللہ کے خاص بندوں میں سے ہے اور کوتاہ ہمتوں کی تعبیر کی وجہ سے جو کہ نفسانی احکام کے محکوم اور شیطانی مکر و فریب میں مغلوب ہیں کوئی نقص اس مکرم بارگاہ میں راستہ نہیں پائے گا آیت کریمہ۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔	وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار ناپسند کریں ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔[2]

عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ ۔	کہ تم سواد اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس امت سے بڑی جماعت بلکہ صحابہ اور

---

[1] کشف المحجوب ص ۲۱۶ ۔ [2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۷۷ مشکوٰۃ عربی ص ۳۰

تابعین کے بعد نوع انسانی سے ابو حنیفہ کے پیروکار ہیں (رضی اللہ عنہ) روم میں اس کثرت اور شان وشوکت سے اور اس عظمت کے ساتھ ماوراء النہر میں اور اس وسعت کے ساتھ ہندوستان میں کہ اکثر جنود اللہ (اللہ کے لشکر) اور کا سفر خوارزم اور بلادِ ترک میں اس کثرت اور خالص اعتقاد کے ساتھ اور لطیف سیرت کے ساتھ چمکتے ہوئے اور خراسان اور عراق کے بہت سے شہروں میں اس شان اور عظیم دلیل سے ہیں اور دیار عرب میں بھی کچھ اس رفعت وعظمت کے ساتھ حنفی مذہب والے ہیں تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے اس مذہب کو اختیار کرنا ہے۔

تذکرہ اولیاء میں مذکور ہے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ قدس سرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا میں آپ کو کہاں طلب کروں؟ فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے پاس اور نیز فرمایا کہ آپ جس وقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امام المسلمین تجھ پر سلام ہو[1]۔

امام عدل ابو الفضل محمد بن خسرو بلخی نے مسند خلف بن ایوب میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچا اور آپ سے آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم کے ذریعہ اس کے تابعین پھر امام ابو حنیفہ[2] اور آپ کے شاگردوں کے ذریعہ، جو چاہے راضی رہے اور جو چاہے ناراض ہو۔

اور مسند امام علیہ الرضوان میں علی بن میمون سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں ضرور امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے برکت تلاش کرتا ہوں اور آپ کے مزار پر حاضر

۱۔ کشف المحجوب: ص ۱۷۳ و تذکرۃ الاولیاء مترجم ص ۱۱۸

۲۔ تاریخ بغداد۔ (ص ۳۳۶/۱۳)

ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں اور میری دعا اجابت کے شرف کے قریب ہو جاتی ہے[۱] اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تبییض الصحیفہ (دیکھے) بمناقب الامام ابو حنیفہ میں کہا تحقیق آئمہ نے ذکر کیا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ایک حدیث میں بشارت دی" قریب ہے لوگ علم کی تلاش میں اونٹوں کے جگر پگلا دیں تو وہ مدینہ کے عالم سے کسی کو زیادہ علم والا نہیں پائیں گے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ایک حدیث میں بشارت دی کہ تم قریش کو سب وشتم نہ کرو کیونکہ ان میں سے ایک زمین کو علم سے بھر دے گا میں کہتا ہوں اور تحقیق آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے اس حدیث میں بشارت دی جسے ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر علم ثریا کے پاس ہو

---

[۱] الخیرات الحسان ص۲۳۰ ۔ اس زمانہ کے غیر مقلدین نے اور بعض دیوبندیوں نے اس واقعہ کا انکار کیا ہے صرف از راہ تعصب ان لوگوں نے یہ قدم اٹھایا ہے ہم حق کو واضع کرنے کے لئے اس واقعہ کی پوری سند پیش کر کے اس کے راویوں کی ثقاہت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں اس روایت کی سند خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں جلد اول ص۱۲۳ میں یہ بیان کی کی ہے چنانچہ اس کے راویوں کے نام یہ ہیں پہلا راوی حسین صیمری ہے دوسرا عمر بن ابراہیم ابو حفص مقری تیسرا مکرم بن احمد۔ چوتھا علی بن میمون ۔ پہلے راوی حسین مقری کے متعلق خطیب بغدادی لکھتے ہیں وکان صدوقاً (وہ سچے تھے) تاریخ بغداد ص۷۹/۸ آپکی وفات ۴۳۶ھ میں ہوئی تذکرہ الحفاظ ص۱۴۱/۲ اردو مترجم آپ کو ذہبی نے شیخ الحنفیہ کے نام سے لکھا ہے (تذکرہ الحفاظ) آپ فقہائے کبار اور فضلائے نامدار میں سے عقیل جید النظر حسن العبارت محدث صدوق تھے ۲۱ شوال ۴۳۶ھ میں فوت ہوئے آپ سے ابوبکر احمد بن خطیب بغدادی نے حدیث کی روایت کی (حدائق الحنفیہ ص۲۱۹ وجواہر المضیہ) دوسرے راوی عمر بن ابراہیم ابو حفص مقری خطیب بغدادی لکھتے ہیں وکان ثقۃ (وہ ثقہ تھے) تاریخ بغداد ص۲۶۹/۱۱ تیسرے راوی مکرم بن احمد ان کے متعلق خطیب بغدادی لکھتے ہیں وکان ثقۃ (وہ ثقہ تھے) ص۲۲۱/۱۳ تاریخ

باقی صفحہ آئندہ پر

تو قوم فارس سے ایک آدمی اسے حاصل کرے گا اور شیرازی نے الالقاب میں قیس بن سعید وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر علم ثریا کے پاس ہو تو ابناء فارس سے ایک جماعت اسے حاصل کرے گی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جس کی اصل صحیح بخاری[1] اور مسلم میں ہے ,, اگر ایمان ثریا کے پاس معلق ہو تو ابناء فارس سے ایک جماعت اسے حاصل کرے گی۔

اور معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اور اس میں ہے اگر دین (الی آخرہ) یعنی بجائے علم و ایمان کے لفظ دین ہے) اور علامہ ابن حجر[2] نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تلامذہ سے نقل کرتے ہوئے کہا جس کی شیخین نے تخریج کی ہے کہ بے شک اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ رضؓ ہی[3] ہیں اس میں کوئی بھی شک نہیں ہے کیونکہ قوم فارس میں سے آپ کے زمانہ میں کوئی ایک بھی آپ کے علم کے مرتبہ کو نہیں پہنچا اور نہ ہی آپ کے شاگردوں کے مرتبہ علمی کو پہنچا ہے اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر معجزہ ہے کہ آپ نے رونما ہونے والے واقعہ کے بارے خبر دی، پھر فرمایا اور ان میں سے جن کے ساتھ امام ابوحنیفہ کی عظمت

بقیہ ص۔ یہ نہایت ہی ثقہ اور معتبر محدث ہیں اور محدث حاکم نیشاپوری صاحب المستدرک کے کبار شیوخ میں سے ہیں اور محدث حاکم نے ان سے اپنی مستدرک علی الصحیحین میں کافی روایتیں لی ہیں۔ اور ان کی توثیق بھی کی ہے اور حافظ ذہبی نے بھی تلخیص مستدرک میں ان کو قبول کیا ہے اس روایت کے چوتھے اور آخری راوی علی بن میمون ہیں یہ امام شافعی کے شاگرد ہیں۔ ان کا تذکرہ ابن حجر نے کیا اور ان کو ثقہ لکھا (تہذیب التہذیب ص ۳۷۹/۷ وتقریب التہذیب ص ۲۴۹ اور علامہ زاہد کوثری نے اس واقعہ کی سند کو صحیح کہا ہے، کما فی (محقق (التقول فی مسئلہ التوسل) (وتانیب الخطیب ص ۱۴)

[1] صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۷ [2] تبییض الصحیفہ (اردو) ص ۶-۷ طبع کراچی [3] الخیرات الحسان مترجم ص ۴۹-۴۸ نواب صدیق الحسن بھوپالی غیر مقلد بھی کہتا ہے کہ ہم امام دراں داخل است اتحاف النبلاء ص ۲۲۴ مولوی خرم علی بلہوری غیر مقلد نے بھی اس حدیث سے امام ابوحنیفہ کو ہی مراد لیا ہے نیل الاوطار شرح درمختار (اردو)

شان پر استدلال کی صلاحیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے بے شک آپ نے فرمایا کہ دنیا کی زینت ایک سو پچاس برس کو اٹھالی جائے گی امام شمس الائمہ الکروری نے کہا کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر محمول ہے کیونکہ آپ نے اسی سال میں وصال پایا[1]۔

آپ کا تابعی ہونا

اور راجح دلائل میں سے ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ تابعین کی جماعت میں سے ہیں کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے صدق و خیریت کی خبر دی ہے اور کسی ایک کو ان آئمہ متبوعین میں سے یہ میسر نہیں ہوا کیونکہ آپ نے حضرت انس بن مالک خادم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ایک روایت میں ہے پانچ صحابہ کرام کو دیکھا اور ان سے روایت کی جیسا کہ مسانید میں بالتفصیل مذکور ہے[2]۔

اور علامہ سیوطی اور ان کے علاوہ کئی محققین نے آپ کے تابعی ہونے کی تحقیق کی ہے اور راجح دلائل میں سے یہ ہے کہ علامہ ابن حجر نے کہا جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں داخل ہوئے تو نماز رفع یدین کے بغیر ادا کی حالانکہ یہ ان کے نزدیک سنن میں سے ہے اور نماز فجر میں قنوت کے مسنون ہونے کے باوجود ترک کی اور آپ نے فرمایا اس امام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے کہ میں آپ کے سامنے آپ کے خلاف ظاہر عمل کروں[3]

فضیل بن عیاض اور ناہیک نے کہا کہ یہ آپ کی جلالت کی وجہ سے ہے۔

---

[1] الخیرات الحسان [2] حضرت علامہ سیوطی نے امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سات صحابہ سے ملاقات کی ہے جن کے نام یہ ہیں سیدنا انس بن مالک، سیدنا عبداللہ بن جزء الزبیدی سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا معقل بن یسار، سیدنا واثلہ بن الاسقع، سیدنا عائشہ بنت عجرد سیدنا عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ اور پھر ان تمام سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کیں تبییض الصحیفہ ص ۸-۷ جامع المسانید ص ۲۲ تا ص ۲۵ [3] الخیرات الحسان ص ۲۳۱، ص ۱۷۰۔

اور نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے امام حنیفہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا وہ ایک ایسے شخص تھے کہ اگر کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ضرور بضرور اس کی دلیل قائم کرتے اور ثابت کر دیتے[1]۔ اور نیز امام شافعی نے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ جو شخص فقہ کو پڑھنا چاہے تو امام ابو حنیفہ کا ساتھی بن جائے[2]

خطیب بغدادی جو اکابر شوافع سے ہیں اور متقدمین اہل حدیث سے امام شافعی سے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ تمام کے تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں[3] اور علامہ ابن حجر مکی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ پوری رات عبادت کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے نصف رات عبادت کرتے اور کہا کہ مجھے اللہ سبحانہ سے شرم آتی ہے کہ عبادت کی وجہ سے میری ایسی تعریف ہو جو مجھ میں نہ ہو[4] اور بعض نے کہا کہ میں نے مکہ شریف میں امام ابو حنیفہ کے سوا کسی کو طواف، نماز اور قیام پر صبر کرنے والا نہیں دیکھا کیونکہ دن اور رات میں آخرت کی طلب میں رہتے۔

---

[1] اس کی سند جو کہ خطیب بغدادی رح نے پیش کی ہے "اخبرنا البرقانی حدثنا ابو العباس بن حمدان لفظا حدثنا محمد بن ایوب اخبرنا احمد بن الصباح قال سمعت الشافعی، محمد بن ادریس قال قیل لمالك بن انس تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ و الخیرات الحسان ص ۱۷۔ انتقاء لابن عبد البر ص ۱۳۶ و مناقب للذہبی ص ۱۹ [2] اس کی سند یہ ہے اخبرنا التنوخی حدثنی ابی حدثنا محمد بن حمدان حدثنا احمد بن الصلت الحمانی قال سمعت ابا عبید یقول سمعت الشافعی۔ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۶ و الخیرات الحسان ابن حجر ص ۱۷ [3] میزان الکبری جلد ۱ ص ۶۹ مناقب الامام ابو حنیفہ ص ۱۹ للذہبی تاریخ بغداد ص ۳۴۶/۱۳ تبییض الصحیفہ ص ۲۲ جامع المسانید ص ۳۶/۱ جن محدثین نے آپکو تابعی تسلیم کیا ہے ان کے کچھ نام یہ ہیں۔ حافظ ذہبی، ابن سعد دار قطنی، خطیب بغدادی، امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، ابن الجوزی، امام جلال الدین سیوطی حافظ ابن حجر مکی، حافظ زین الدین عراقی، حافظ سخاوی ابو نعیم اصفہانی، ابن مقری شافعی، امام یافعی، امام جذری، حافظ ابن عبد البر، علامہ سمانی، حافظ عبد الغنی مقدسی، سبط ابن جوزی اور نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد وحید الزماں غیر مقلد اور بہت سے دیگر محدثین اور مفسرین۔ باقی آئندہ

عظیم بشارت } آپ نے خواب میں ایک غیبی آواز کو سنا اور آپ اس وقت کعبہ شریف میں تھے وہ کہہ رہا ہے اے ابو حنیفہ تو نے میری عبادت اخلاص سے کی اور اچھی طرح میری معرفت حاصل کی تحقیق میں نے تجھے بخش دیا یعنی خدمت کے اس اخلاص کی وجہ سے جس پر تو تھا ہر رات کو عبادت کیلئے جاگتے رہنا اور اکثر دنوں میں روزہ رکھنا اور علم کے پھیلانے میں کامل طریقہ پر کوشش کرنا اور خوب معرفت حاصل کرنا اور ظاہری اور باطنی علوم کو محفوظ کرنا اور اس میں پورا پورا خلوص سے کام لینا اور دنیا کو چھوڑنا اور سرے سے ہی اس سے اعراض کرنا اور آخرت پر متوجہ ہونا اور مفید چیز کے حاصل کرنے میں کوشش و محنت کرنا اور تیرے مذکورہ احسان و اخلاص کی برکت کی وجہ سے قیامت تک تیری پیروی کرنے والوں کو بھی بخش دیا)[۱]

اس میں آپ اور آپ کے ان متبعین کے لئے خوشخبری ہے جو اپنے امام کے آثار کے پیچھے اپنی قوت کو خرچ کرنے پر توفیق دئے گئے ہیں ان چیزوں میں کہ وہ بلند اخلاق اور ظاہر پاک صفات پر تھے یہ صفات سوائے عارفین اور آئمہ مجتہدین کے اوروں میں کم پائی جاتی ہیں، اور بڑے بڑے مشائخ اور آئمہ مجتہدین علماء راسخین نے آپ کی شاگردی کی جیسا کہ امام جلیل جس کے جلالت و تقویٰ و تقدیم پر اتفاق کیا گیا ہے،

حنفی محدثین } حضرت عبداللہ بن مبارک اور جیسے امام لیث بن سعد امام مالک بن انس اور ناہیک ان آئمہ کے ساتھ اور جیسے امام مسعد بن کدام، زفر، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ علیہم جیسے اور ان کے ماسوا[۲]

بقیہ حاشیہ ص جن کا ذکر سوائے طوالت کے اور کچھ نہیں۔ الخیرات الحسان ص ۱۱۸ و تبییض الصحیفہ ص ۲۳۔ [۱] در مختار ج ۱ ص ۲۱ الخیرات الحسان ص ۱۲۲ [۲] الخیرات الحسان ص ۲۰-۲۱ ویسے تو آپ کے شاگردوں کی تعداد اتنی ہے کہ شمار سے باہر ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی رح نے ۹۵ آدمیوں کے نام گنوائے ہیں کذا فی تبییض الصحیفہ ص ۱۵-۱۴ اور حافظ ابو المحاسن شافعی نے نو سو اٹھارہ ۹۱۸ شخصوں کے نام بقید نام و نسب لکھے ہیں کذا فی سیرت نعمان ص ۲۳۲

اور قضاہ کی ذمہ داری اور اسی طرح بیت المال کے خزانہ کی چابیاں قبول کرنے میں جو دکھ برداشت کیا عقوبت اور ضرب شدید اور عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر ایثار کرنے سے اور اسی وجہ سے جب حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس آپ کا ذکر کیا جاتا تو آپ فرماتے کہ تم ایسے آدمی کا ذکر کرتے ہو جس پر دنیا اپنی رنگینیوں کے ساتھ پیش کی گئی مگر اس نے اعراض کیا اور باوجود شدید مطالبہ کے وہ ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہوا اور ان سے کوئی چیز بھی قبول نہ کی۔[۱] اور اسی وجہ سے جب آپ کی طرف ابو منصور نے دس ہزار درہم بھیجے اور آپ کو اسے لوٹانا ممکن تو نہ ہوا تو اپنے صاحبزادے حضرت حماد کو وصیت کی بے شک وہ جب فوت ہو جائیں تو اسے لوٹا دیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔[۲]

دیدار حبیب و حکم حبیب } خواب میں اشارۂ نبویہ سے لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت کی طرف مشغول ہوئے تاکہ انہیں اپنے مذہب کی طرف بلائیں اپنی ذات کے لئے تواضع اور انکساری کا قصد کرنے کے بعد تو جب آپ کو اس کی حتمی طور پر اجازت ہو گئی تو لوگوں کو اس کی طرف بلایا[۳] حتی کہ آپ کا مذہب غالب ہوا اور مشہور ہوا اور آپ کے متبعین کثرت سے ہوئے اور آپ کے حاسدین شرقاً و غرباً بہت ہی عرب و عجم میں رسوا ہوئے اور آپ کو اپنے پیروکاروں کا بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا تو وہ آپ کے مذہب و مسائل کے لکھنے پر تیار ہو گئے اور اس کے مناسب ہونے میں غور و فکر سے دیکھا کہ بحمد اللہ سبحانہ آپ کا طریقہ مبارکہ کہ مضبوط قوانین اور فوائد کی معدن ہو گیا۔

دعائے مرتضٰی } اور اس کی یہ بات تائید کرتی ہے جسے بعض اصحاب مناقب نے نقل کیا ہے کہ بے شک آپ کے دادا آپ کے والد حضرت ثابت کو بچپن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لائے تو آپ نے

---

۱ الخیرات الحسان ص۲۲ طبع کراچی ۲ الخیرات الحسان ص۲۲ ۳ ایضاً ص۲۳۔

ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی تو جو کچھ امام ابو حنیفہ کو عطا کیا گیا یہ اسی دعا کی برکت سے ہے[1]۔

آپ کسی مقروض کی دیوار کے سایہ میں کھڑے نہ ہوتے جس وقت اپنا قرض لینے کے لئے اس کے پاس آتے[2]۔

تقوی اپنا تمام مال صدقہ کر دیا جو آپ کے وکیل نے عیب کے مخفی ہونے کی حالت میں قیمت کو غلط ملط کر دیا تھا اور وہ تمام تیس ہزار درہم تھے[3] اور کوفہ میں آپ کی بکری گم ہوئی حتی کہ اس کے مرنے کا علم ہوا تو اس کے گوشت کو ترک کر دیا[4]۔ کیونکہ بکری کی اکثر زندگی کے بارے میں آپ نے سوال کیا تو آپ کو سات سال بتائے گئے یہ آپ کی پرہیزگاری ہے کیونکہ اہل تقوی کے سوا کوئی ان چیزوں کی طرف سبقت نہیں لے جاتا سوائے نور قلب کے اور پردوں میں حاضر رہنے کے اہل ہونے کی وجہ سے اور اپنی طاقت کے اندازہ سے اس کی خدمت میں کھڑے رہنے، اور جو کچھ اس امام کے مناقب میں ذکر کیا گیا ہے آپ میں خصوصیت کو زیادہ نہیں کرتا بلکہ وہ ایسے سمندر سے ایک قطرہ ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔

عبادت اور اس کے علاوہ یہ ہے کہ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی[5] تو آپ کو کہا گیا کس چیز نے آپ کو اس پر تقویت دی ہے؟ تو کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے معجم حروف کے اعتبار سے اس

---

[1] الخیرات الحسان ص۲۴ وخطیب بغدادی بمعہ سند ص۳۲۶ ج ۱۳ [2] ایضاً ص۲۴ و ص۱۴۴ [3] ایضاً ص۲۴ و ص۱۴ تبییض الصحیفہ ص۲۴ وخطیب بغدادی ص۳۵۸ ج ۱۳ بمعہ سند صحیح [4] الخیرات الحسان ص۲۵ [5] اور اس چیز سے بعض لوگوں نے انکار کیا ہے محض اپنی کم عقلی ہٹ دھرمی سے اس لئے میں خطیب بغدادی سے اس کی پوری سند نقل کرتا ہوں۔ خطیب فرماتے ہیں! علی بن المحسن المعدل حدثنا ابو بکر احمد بن محمد بن یعقوب الکاغدی حدثنا ابو محمد عبد بن محمد بن یعقوب الحارثہ الحارثی البخاری۔ بخاری حدثنا احمد بن الحسین البلخی حدثنا حماد بن باقی آئندہ۔

کے اسماء کے وسیلہ سے دعا کی اور وہ ان دو آیتوں میں جمع ہیں ایک آیت محمد رسول اللہ آخر سورہ فتح تک اور دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم الآیۃ سورہ آل عمران میں ہیں اور بے شک آپ رمضان شریف میں رات اور دن میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔[1]

سُنّی کی پہچان کنز خفی میں عبدالعزیز بن رواد سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ ایک امتحان ہیں جو آپ کو دوست رکھے وہ سنّی ہے اور آپ کے ساتھ کینہ رکھے وہ بدعتی ہے اور محک الرجال (حال راوۃ کو جاننے والے) یحییٰ بن معین سے حکایت ہے کہ میرے نزدیک قراءت حمزہ کی قراءت ہے اور فقہ ابو حنیفہ کی فقہ لوگوں کو میں نے اسی پر پایا ہے[2]

ابو عاصم بنیل سے منقول ہے کہ مجھے امید ہے کہ ہر رات امام حنیفہ کو ایک صدیق کا ثواب عطا ہوگا۔[3]

محدث حسن بن عمارہ امام احمد حنبل نے ابن مبارک سے نقل کیا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو حضرت امام ابو حنیفہ کی رکاب پکڑے ہوئے دیکھا اور وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ہم نے کسی ایک کو فقہ میں آپ سے زیادہ بلیغ کلام کرنے والا اور خبر رکھنے والا اور حاضر جواب نہیں پایا بے شک آپ کے وقت میں جس نے اس کے بارے کلام کیا آپ کسی مدافعت کے بغیر اس کے سردار ہیں۔[5]

بقیہ حاشیہ ص قریش قال سمعت اسد بن عمر یقول ...... تاریخ بغداد ج ۱۳ مناقب ص ۳۵۲ یہی واقعہ الخیرات الحسان ص ۱۱۷ تبییض الصحیفہ ص ۲۳ [1] الخیرات الحسان ص ۲۶ خطیب ج ۱۳ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ بسند صحیح مناقب [2] الخیرات الحسان ص ۱۱۳-۱۱۴ [3] الخیرات الحسان ص ۱۱۲ و تبییض الصحیفہ ص ۳۸ [4] مناقب امام اعظم ص ۲۵/۲ از موفق ابن احمد مکی (۵۶۸ھ) [5] تبییض الصحیفہ ص ۳۱ الخیرات الحسان ص ۱۱۲-۱۱۳ تاریخ بغداد ص ۳۶۷/۱۳ مناقب للذہبی ص ۲۹۔

محدث محمد بن نصر مروزی } ابوالحسن بن علی وراق نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی سے امام ابوحنیفہ کے بارے
دوسو چھیاسٹھ ہجری میں سوال کیا تو انہوں نے کہا وہ فقہاء میں چکی کے کیل کی طرح ہیں
جن پر فقہ کے امور کا دارومدار ہے اور وہ قیامت کے دن تک اس میں رہیں گے[1]
اور ابوالعباس احمد بن عمرو بن شریح نے کہا کہ اگر بے شک قیامت قائم ہوئی اور منادی
کرنے والے نے ندا دی کہ لوگوں میں سے جو زیادہ فقیہہ ہے کھڑا ہو تو امام ابوحنیفہ
اور آپ کے شاگردوں کے سوا کوئی کھڑا نہیں ہوگا[2] اور احمد بن حرب الزاہد نیشاپوری
نے کہا کہ امام ابوحنیفہ علماء میں اس طرح ہیں جیسے امراء میں خلیفہ ہو[3]۔ اور حضرت سفیان
ثوری نے کہا کہ جو امام ابوحنیفہ کے بارے شروع ہو تو آپ کو حضرت ابوبکر صدیق
اور عمر تک منتہی کرے[4]۔

داؤد طائی } ابن مبارک نے کہا کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ابوحنیفہ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا وہ ایک نور ہے جس سے راہ چلنے
والا رہنمائی حاصل کرتا ہے اور ایک علم ہے جسے ایمان والوں کے دل قبول کرتے
ہیں اور ہر وہ علم جو عمل سے نہیں تو وہ اس کے حامل کے ساتھ ایک مصیبت ہے[5]

وکیع } امام سیوطی نے کہا کہ ابوعبداللہ بن خسرو بلخی نے اپنے مسند کے مقدمہ میں روایت کیا ہے کہ وکیع نے کہا اللہ کی قسم ابوحنیفہ عظیم امانت ہیں
اور اپنے رب کی رضا کو ہر چیز پر فوقیت دیتے اور اگر اللہ کے حکم میں آپ کو
تلواریں پکڑیں تو آپ برداشت کریں گے[6]

۱؎ الخیرات الحسان ص۱۱۳ ۲؎ الخیرات الحسان ص۱۱۴

۳؎ الخیرات الحسان ص۱۱۴

۴؎ الخیرات الحسان ص۱۱۴

۵؎ الخیرات الحسان ص۱۱۵

۶؎ تبییض الصحیفہ اردو ص۲۹ و الخیرات الحسان ص۱۱۰

نضر بن شمیل حسن وہ نضر بن شمیل سے راوی ہیں کہ لوگ فقہ میں سوئے ہوئے تھے حتی کہ ابو حنیفہ نے انہیں بیدار کیا[1] اور عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پہنچ جائے تو میرے سر اور آنکھوں پر ہے اور اگر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہم ان کے قول سے نہیں نکلیں گے اور اگر تابعین سے ہو تو ہم ان سے مزاحمت کریں[2] گے۔

محدث سفیان بن عیینہ اسحق بن بہلول سے مروی ہے کہ میں نے امام شافعی کے استاد سفیان بن عیینہ کو سنا کہ میری آنکھ نے ابو حنیفہ جیسا مماثل نہیں دیکھا[3]

حماد بن سلمہ عفان بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے حماد بن سلمہ کو سنا اور آپ نے امام ابو حنیفہ کا ذکر کیا تو فرمایا کہ فتویٰ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر ہیں[4] امام اوزاعی سے روایت ہے کہ بے شک امام ابو حنیفہ فقہ کی مشکلات کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں[5]۔

علی بن عاصم سے مروی ہے کہ اگر امام ابو حنیفہ کی عقل کا نصف اہل زمین کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ان سے ترجیح پا جائے[6]......

حدیث پر عمل اور نعیم نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو فرماتے سنا کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ میں رائے کے ساتھ فتویٰ دیتا

---

[1] تبییض الصحیفہ اردو ص۲۹ والخیرات الحسان ص۱۱۰ [2] تبییض الصحیفہ اردو ص۳۴ ...... مناقب للذہبی ص۲۰
الخیرات الحسان ص۹۵ [3] تبییض الصحیفہ ص۳۴ تاریخ بغدادی ص۳۳۶/۱۳ ومناقب ابی حنیفہ للذہبی ص۱۹ [4] تبییض الصحیفہ ص۳۴ [5] تبییض الصحیفہ ص۳۴ تاریخ بغداد ص۳۶۳/۱۳
[6] تبییض الصحیفہ ص۳۴ تاریخ بغداد ص۳۶۳/۱۳ مناقب امام ابی حنیفہ للذہبی ص۱۹-۲۰ دوسری سند سے ص۲۲۔ یہی قول۔ ابن مبارک اور امام شافعی سے بھی مروی ہے کذا فی الخیرات الحسان ص۱۴۷-۱۶۰۔

ہوں ہیں تو سوائے حدیث کے کسی سے فتویٰ نہیں دیتا[۱] اور ابن خسرو نے کہا میں اپنی ذات کے لئے وہ پسند کرتا ہوں جو قاضی ادیب ابو سعید محمد بن احمد نے اپنے اشعار میں کہی ہے۔

حسبنی من الخیرات ما اعددتہ — یوم القیامۃ فی رضی الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الوریٰ — ثم اعتقادی مذہب النعمان[۲]

مجھے وہ نیکیاں کافی ہیں جنہیں میں اللہ کی رضا سے قیامت کے دن شمار کرونگا

نبی محمد خیر الخلائق کا دین پھر میرا نعمان کے مذہب کے مطابق اعتقاد

اور نوح سے ہے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا کہ لوگوں نے اعراض اور جسام کے بارے جو کلام پیدا کیا ہے آپ اس کے بارے کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ فلاسفہ کے مقالات ہیں لہذا تو حدیث اور صالحین کے طریقہ کو لازم پکڑ اور ہر نئی چیز سے پرہیز کر کیونکہ وہ بدعت ہے[۳] اور تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ عالم، عامل، زاہد متقی، پرہیزگار، بہت خشوع کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ زاری کرنے والے تھے[۴]

عہدہ قضاء منصور نے آپ کو قاضی بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے انکار کر دیا تو اس نے اس پر حلف اٹھایا کہ وہ ضرور ایسا کرے گا تو امام ابو حنیفہ نے قسم اٹھائی کہ وہ ایسا نہیں کریں گے تو آپ نے منصور کے دربان ربیع کو کہا کہ امیر المومنین مجھ سے زیادہ اپنی قسم کے کفارہ پر قادر ہے[۵]۔ جعفر بن ربیع نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ سال قیام کیا تو میں نے آپ سے زیادہ طویل خاموشی والا کوئی نہیں پایا اور جب فقہ کے بارے آپ سے سوال کیا جاتا تو وادی کی طرح بہہ نکلتے[۶]۔

---

۱ تبییض الصحیفہ ص۳۵ الخیرات الحسان ص۹۵-۹۶ ۲ تبییض الصحیفہ ص۳۵ ۳ تبییض الصحیفہ ص۳۷ ۴ تبییض الصحیفہ ص۳۷

۵ تبییض الصحیفہ ص۳۷ تاریخ بغداد ص۳۲۸/۱۳

۶ تبییض الصحیفہ ص۳۸ و تاریخ بغداد ص۳۴۷/۱۳۔

حلیہ و وصال } امام ابو حنیفہ گول چہرے والے حسین تھے اور کہا گیا کہ سُرخ رنگ والے جس پر گندم گوں رنگ غالب نہیں آتا تھا اور آپ کی ولادت اسّی ہجری سال میں ہوئی اور رجب میں وفات پائی اور بعض نے کہا کہ شعبان ایک سو پچاس ہجری سال میں اور بعض نے جمادی الاول کی گیارہ کو بعض نے کہا کہ جس دن امام شافعی پیدا ہوئے آپ نے اس دن وفات پائی اور آپ کی وفات بغداد میں ہوئی اور مقبرہ خیزران میں دفن کئے گئے اور وہاں آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے اور آپ پر چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے عصر تک آپ کو دفن نہ کیا جا سکا۔[۱]

عبداللہ بن مبارک } سوید بن سعید المروزی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا ؎

لقد زان البلاد ومن علیھا	امام المسلمین ابو حنیفۃ
باٰثارٍ وفقہٍ فی حدیثٍ	کاٰیاتِ الزّبورِ علی الصحیفۃ
فما فی المشرقین لہ نظیر	ولا بالمغربین ولا بکوفۃ
رأیت العائبین لہ سفاھا	خلاف الحق من حجج ضعیفۃ

امام المسلمین ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) نے شہروں اور شہریوں کو زینت بخشی۔
احکام (قرآن) آثار (حدیث) اور فقہ سے جیسے صحیفہ میں زبور کی آیات نے
کوفہ بلکہ مشرق و مغرب میں ان کی نظیر نہیں ملتی (یعنی ان جیسا روئے زمین میں کوئی نہیں ہے)
آپ کے نقطہ چین کو میں نے بے وقوف حق کے مخالف اور کمزور دلائل والا پایا

ابو القاسم شرقی نے کہا ؎

وضع القیاس ابو حنیفۃ کلہ	فاتی باوضح حجۃ وقیاس
وبنی علی الاثار اس بناءہ	فاینت ما صنعوا علی الاساس

---

[۱] الخیرات الحسان ص ۲۲۸ تبییض الصحیفہ ص ۴۱۔

[۲] تبییض الصحیفہ ص ۲۳۔

والناس متبعون فیھا قولہ	لما استبان ضیاؤہ للناس
افدی الامام اباحنیفۃ الذی	ھو عالم باشرع والقیاس
سبق الائمۃ والجمیع عیالہ	فما تحرّاہ بحسن قیاس

امام اعظم ابوحنیفہ رضؓ نے تمام قیاسات کو ان کے واضح عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ وضع کیا اور اس کی بنیاد آثار (حدیث) پر رکھی تو جس کی بنیاد رکھی اس سے (پودا) اُگا جب لوگوں کے سامنے آپ کی چمک ظاہر ہوگئی تو وہ آپ کے مذہب کے پیروکار بن گئے ہیں اس امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر فدا ہوں جو قیاس اور شریعت کا عالم ہے۔ یہ آپ تمام آئمہ کرام سے سبقت لے گئے اور تمام آپ کے عیال ہیں تو جسکی آپنے تحری کی وہ حسن قیاس ہے[1]

علم شریعت کی تدوین } اور بعض نے کہا کہ بے شک سب سے پہلے جس نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے ابواب کی صورت میں مرتب کیا وہ آپ ہی ہیں پھر امام مالک نے موطا کی ترتیب میں آپ کی اتباع کی اور امام ابوحنیفہ سے کوئی بھی سبقت نہیں لے گیا[2]

علامہ ابن حجر نے کہا وہ فضائل جن کی وجہ سے آپ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہیں کثرت سے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو دیکھا اور دوسرا آپ کے لئے جتنے لوگ متفق ہوئے اتنے کسی ایک کے لئے متفق نہیں ہوئے[3]

وکیع } ایک آدمی نے حضرت وکیع کے پاس کہا کہ امام ابوحنیفہ نے غلطی کی تو آپ نے اسے جھڑک دیا اور وکیع نے فرمایا جو ایسا کہتا ہے وہ چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ بھولا بھٹکا ہوا ہے وہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں حالانکہ ان کے پاس فقہ کے امام ابویوسف، محمد اور زفر رحہم اللہ اور آئمہ حدیث اور آئمہ لغت اور زہد وتقوی

---

[1] تبییض الصحیفہ صـ۴۳ ورد المختار جلد اول صـ اور تاریخ بغداد صـ $\frac{350}{13}$ ۔

[2] الخیرات الحسان صـ۱۰۱ وتبییض الصحیفہ صـ۴۵ ۔

[3] الخیرات الحسان صـ۹۸ وتبییض الصحیفہ صـ۹ ۔

کے امام فضیل وداؤد طائی رحمۃ اللہ علیہم تھے[1] اور ان اوصاف سے کہ بے شک سب
سے پہلے آپ نے فقہ کو تدوین کی اور اس کی اس طریقہ پر ترتیب دی جیسے آج ہے۔
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اتباع کی اور اس سے پہلے لوگ فقط اپنی
یادداشت پر اعتماد کیا کرتے تھے اور کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو بنانے والے
پہلے آپ ہی ہیں اور ان میں سے یہ کہ آپ کے مذہب کا کئی ممالک میں پھیل جانا جہاں
اس کے سوا دوسرا مذہب نہیں جیسے ہند اور سندھ، روم اور ماوراء النہر اور آپ کا اپنے
آپ پر اور کئی علماء پر اپنی کمائی سے مال خرچ کرنا اور آپ نے تنخواہ (معاوضہ) قبول
نہیں کی اور ان میں سے یہ کہ آپ سے کثرت عبادت، زہد اور کثرت دلائل اور اعتماد
کا تواتر سے منقول ہونا اور یہ کہ آپ مظلوم و محبوس فوت ہوئے۔

عبداللہ بن داؤد النحریبی } خطیب نے بعض آئمہ زہد سے یعنی (عبداللہ بن داؤد
النحریبی وغیرہ) روایت کیا کہ اہل اسلام پر ضروری
ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہ کے لئے دعائیں کریں آپ نے ان کے لئے حدیث
وفقہ کو محفوظ کیا[2]۔

آپ کا وسیلہ } مسعر بن کدام نے کہا کہ جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان امام
ابو حنیفہ کو وسیلہ بنایا مجھے امید ہے کہ اسے کوئی خوف نہیں ہوگا[3]
انہیں کہا گیا کہ آپ نے اپنے اکابر کی رائے کو چھوڑ کر آپ ہی کی رائے کو کیوں اختیار کیا ہے
کہا اس کی صحت کی وجہ سے تم اس سے زیادہ صحیح ہو اس کو چھوڑ کر اس کی طرف رغبت
کروں گا۔

مسعر } حضرت ابن مبارک نے کہا کہ میں نے حضرت مسعر کو حضرت امام ابو حنیفہ کے
ساتھ مجلس میں دیکھا کہ آپ سے سوالات کرتے تھے اور استفادہ

---

[1] تاریخ بغداد ص ۳۴۷/۱۳ والخیرات الحسان ص ۱۰۰۔

[2] الخیرات الحسان ص ۱۰۹ تبییض ص ۳۱ تاریخ بغداد ص ۳۴۴/۱۳

[3] الخیرات الحسان ص ۱۱۰

کرتے تھے اور کہا کہ میں نے آپ سے بڑا فقیہہ نہیں دیکھا۔[1]

معمر نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ بہتر آدمی نہیں دیکھا جو علم فقہ میں گفتگو کر سکتا ہو اور قیاس کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور حدیث کی اچھی طرح سے تشریح کر سکتا ہو۔[2]

سفیان ثوری یحیی بن معین نے سوال کیا تو حضرت سفیان نے آپ کے بارے میں بیان کیا فرمایا ہاں وہ ثقہ تھے، فقہ و حدیث میں صادق اور اللہ کے دین پر مامون (نگران محافظ) ہیں۔[3]

عبادت امام ذہبی نے کہا کہ رات کو آپ کا قیام اور تہجد، عبادت تواتر سے ثابت ہے اور کثرت قیام کی وجہ سے آپ کو وقد (ستون) کہا جاتا تھا بلکہ تیس سال تک ایک رکعت میں قرآن کا ختم کرنا آپ سے ثابت ہے۔[4]

ابو مطیع نے کہا کہ میں جب بھی طواف کے لئے حرم میں داخل ہوا تو وہاں میں نے امام ابو حنیفہ اور سفیان (ثوری) کو پایا۔[5]

فضیل نے کہا کہ میں نے تابعین اور بہت سے لوگوں کو دیکھا مگر امام ابو حنیفہ سے بہتر کسی کی نماز نہیں ہے۔[6]

شریک نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایک سال رہا تو میں نے آپ کو اپنا پہلو بستر پر لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔[7] اور اسد بن عمر نے کہا کہ رات کو آپ کے رونے کی آواز سنائی دیتی تھی حتی کہ آپ کے پڑوسی آپ کے لئے دعائے رحمت کیا کرتے۔[8] اور کئی ایک لوگوں نے کہا کہ بے شک آپ بہترین مہمان نواز تھے اور اپنے دوستوں کی بہت عزت اور ان سے بہت الفت کیا کرتے تھے اور جو بھی آپ کے پاس بیٹھا کرتا تھا آپ اس

۱؎ الخیرات الحسان ص۱۱۱ تاریخ بغداد ص۳۴۳/۱۳ ۲؎ الخیرات الحسان ص۱۱۱ تبییض الصحیفہ ص۳۰ ۳؎ الخیرات الحسان ص۱۱۷ ومناقب امام ابی حنیفہ للذہبی ص۱۲ ۴؎ الخیرات الحسان ص۱۱۸ تاریخ بغداد ص۳۵۳/۱۳ ۶؎ الخیرات الحسان ص۱۲۰-۱۲۱ ۷؎ الخیرات الحسان ص۱۲۰ ۸؎ الخیرات الحسان ص۱۲۵ تاریخ بغداد ص۳۵۴/۱۳۔

کی بہت عزت کرتے تھے[۱]

امام ابو یوسف نے کہا کہ جب کسی کو آپ کوئی چیز عطا فرماتے تو وہ آپ کا شکریہ ادا کرتا تو آپ مغموم ہو جاتے اور فرماتے تو اللہ کا شکر ادا کر کیونکہ یہ رزق اس نے تیری طرف بھیجا ہے اور بیس سال تک میری نگہبانی فرماتے رہے میں نے آپ سے زیادہ کسی کو خصائل محمودہ کا مجموعہ نہیں پایا۔ اور لوگ کہا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ علم، عمل، سخاوت، ایثار اور اخلاق قرآن کا نشان ہیں[۲]

حضرت ابن مبارک نے کہا کہ میں جب کوفہ میں آیا میں نے ان میں سے زیادہ زہد والے کے متعلق پوچھا؟ تو انہوں نے کہا ابو حنیفہ ہیں[۳]

ہارون الرشید سے روایت ہے کہ ایک دن اس کے پاس آپ کا ذکر ہوا تو آپ پر رحمت کی دعا کی اور کہا کہ وہ اپنی عقل کی آنکھ کے ساتھ وہ چیز دیکھ لیتے جو لوگ سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تھے[۴] اور حسن بن عمارہ نے آپ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ آپ اسلاف کے نائب تھے اور وہ علم جو انہوں نے آپ کو سکھایا آپ کو انہوں نے نائب پایا مگر آپ نے کوئی نائب نہیں چھوڑا اور تقویٰ میں بھی اللہ سبحانہ کی توفیق کے بغیر آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے[۵]

فضل بن خالد سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں، آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا یہ وہ ہے کہ لوگ اس کے محتاج ہیں[۶]

مسدد بصری سے روایت ہے کہ وہ رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان نماز فجر سے پہلے سو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کیا آپ اس آدمی کے بارے کیا فرماتے ہیں جو کوفہ میں نعمان بن ثابت کے نام سے مشہور ہے اس سے علم

۱؎ تبییض الصحیفہ ص ۲۹-۳۰ الخیرات الحسان ص ۱۳۳ تاریخ بغداد ص ۳۳۳/۱۳ ۲؎ الخیرات الحسان ص ۱۳۵
۳؎ الخیرات الحسان ص ۱۳۶ تاریخ بغداد ص ۳۵۸/۱۳ تبییض الصحیفہ ص ۲۴-۲۵ ۴؎ الخیرات الحسان ص ۱۴۶ ۵؎ الخیرات الحسان ص ۲۳۳ ۶؎ الخیرات الحسان ص ۲۳۸ ۔

حاصل کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے علم سیکھ اور اس علم پر عمل کر وہ بہترین آدمی ہے تو میں کھڑا ہوا حالانکہ میں لوگوں سے زیادہ آپ کے بارے کچھ برا خیال کیا کرتا تھا اور اب بے شک میں جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا اس سے اللہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں[۱] اور حضرت عبداللہ سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس کے ساتھ منفرد نہیں بلکہ کئی شہروں کے فقہاء اسی طریقہ پر ہیں[۲]

کیا امام ابو حنیفہ مرجی تھے

اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو مرجیہ سے شمار کیا ہے اور یہ خلاف حق ہے بلکہ غسان مرجی نے اپنے باطل مذہب کی اشاعت کی وجہ سے ایسے امام جلیل کے ساتھ شہرت پائی اور نیز معتزلہ اپنے مخالفین کو مرجیہ کہتے ہیں اور نیز ابو عمرو بن عبدالبرؒ جو اکابر محدثین سے ہیں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کا حسد کیا گیا اور آپ کی طرف وہ اشیاء منسوب کی گئی جو آپ کی شان کے لائق نہیں[۳] اور یہ اعلیٰ دلیل والی آپ کی شان ہے کہ گذشتہ بزرگوں کے ساتھ شرکت نصیب ہوئی اور اسی لئے دین کے سردار علیہ وآلہ الصلوٰۃ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ تجھ میں دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے پہلا حد سے بڑھنے والا محب، دوسرا حسد کرنے والا[۴]۔ تو پھر کوتاہ ہمتوں کے طعنہ سے نقص آپ کی طرف نہیں لوٹتا اور کوتاہی وکمی آپ کے انصاف میں پہنچ سکتی۔

امام علی بن المدینی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سفیان ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشیم، وکیع، عباد بن عوام اور جعفر روایت کرتے ہیں اور وہ ثقہ ہیں[۵] اور شعبہ کی اس بارے میں اچھی رائے ہے۔

---

۱ الخیرات الحسان ص ۲۳۸ ۲ الخیرات الحسان ص ۲۴۸ ۳ الخیرات الحسان ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ۴ الخصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۲۴۴ مترجم طبع لاہور۔

۵ الخیرات الحسان ص ۲۴۸ حدائق الحنفیہ ص ۱۲۸۔

جرح اور اسکا جواب

جو کچھ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اعتراضات اسباب نقل کئے ہیں اس سے خطیب کا مقصد یہ ہے کہ اکابر نے حاسدین کے حسد سے خلاصی نہیں پائی نہ کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں طعن کی وجہ سے نقل کئے ہیں اس لئے کہ اس کی اسناد یا تو مجروح ہے یا منکر اور اسی لئے امام المسلمین کی تعریف میں اتنے فضائل جلیلہ نقل کئے گئے ہیں کہ دوسروں کے اتنے نہیں اور مسند میں نقل کیا گیا ہے کہ یہ تواتر کی حد کو پہنچے ہوئے ہیں۔

امام ابن شریح جو کہ اکابر اصحاب شافعی میں سے ہیں رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے ایک آدمی کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیب بیان کرتے ہوئے سنا تو ابن شریح نے کہا کہ تو اس شخصیت کے عیب بیان کرتا ہے جس کے لئے علم کے تین حصے تسلیم کئے گئے ہیں تو اس آدمی نے پوچھا وہ کیسے ہوسکتا ہے؟

فرمایا اس وجہ سے کہ علم سوال و جواب ہے اور امام ابوحنیفہ پہلا وہ شخص ہے جس نے سوالات کو وضع کیا تو گویا کہ نصف علم آپ کے لئے مسلم ہوا اور نصف کے آدھے ساتھ مخالفین کو جنہوں نے آپ کی مخالفت کی جواب دیا تو پھر حصے تین آپکے لئے مسلم ہوئے اور چوتھا متنازعہ فیہ ہے جس میں مخالفین حقیقت کا دعوی کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ انہیں تسلیم نہیں کرتے۔[۱]

آپ سب سے زیادہ حلیم ہیں

اور نیز مسند میں یزید بن ہارون سے حکایت کی کہا کہ میں نے کوئی آدمی امام ابوحنیفہ سے زیادہ حلم والا نہیں پایا[۲] اور نیز مسند میں شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں ایک بار سفر میں امام ابوحنیفہ کے ہمراہ تھا تو ایک آدمی نے آپ کو دور سے دیکھا تو وہ شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے بارے پتہ چلا

---

[۱] الخیرات الحسان ص۱۰۷، ص۳۲ [۲] الخیرات الحسان ص۱۰۹ ص۱۳۹-۱۴۶۔ خطیب تاریخ بغداد ص۳۶۳/۱۳ مناقب ابی الحنیفہ للذہبی ص۱۵۔

تو اس سے حقیقت حال پوچھی تو اس نے عرض کیا کہ آپ کے دس ہزار درہم میرے ذمہ قرض ہیں اور مہلت کا وقت گزر چکا ہے اور اس کے ادا کی طاقت نہیں ہے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنا تمام قرض تجھے بخش دیا اور میری وجہ سے جو خوف تیرے دل میں آیا مجھ سے درگزر کر۔

شفیق کہتے ہیں کہ مجھے اس وجہ سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واقعی حقیقی زاہد ہیں[۱] اور نیز صاحب مسند نے خوارزمی سے روایت کی کہ اس نے اس طرح انشاء پردازی کی ہے ؎

ھذا امذاھب النعمان خیر المذاھب	کالقمر الوضاح خیر الکواکب
تفقہ فی خیر القرون مع التقٰی	فمذاھبہ لاشک خیر المذاھب

تمام مذاہب سے بہترین یہ (امام اعظم) نعمان کا مذہب ہے جیسا کہ چمکتا چاند تمام کواکب سے بہتر ہے۔ خیر القرون میں تقوی کے ساتھ علم فقہ حاصل کیا تو آپ کے مذہب کے خیر المذاہب ہونے میں شک نہیں۔

اور نیز جامع مسند میں کہا گیا ہے

کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا آپ کی پیشانی مبارک پر لکھا ہوا دیکھا آیت کریمہ:۔

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ہ	اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوش ہو کر لوٹ۔

اور آپ کے دائیں ہاتھ پر میں نے لکھا ہوا پایا۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ الآیہ	اپنے (نیک) اعمال کی وجہ سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اور میں نے آپ کے بائیں ہاتھ پر لکھا ہوا دیکھا۔

اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ہ (الآیۃ)	بے شک ہم نیک عمل کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

---

[۱] الخیرات الحسان ص ۱۰۷ ص ۳۲

اور آپ کے شکم پر لکھا ہوا دیکھا:۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الآیۃ

ان کا رب انہیں اپنی طرف سے رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری سناتا ہے جس میں ان کے لئے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا اجر

اور جب آپ کو چارپائی پر لٹایا گیا تو غیب سے ایک آواز کو سنا جو یہ کہتا تھا ۔

يَا قَائِمَ اللَّيْلِ طُولَ الْقِيَامِ   يَا صَائِمَ الْيَوْمِ خَيْرَ الصِّيَامِ
اَبَاحَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَشْرَبُ   مِنْ جَنَّةِ الْخُلْدِ دَارِ السَّلَامِ

اے رات کو طویل قیام کرنے والے، اے دن میں بہترین روزہ رکھنے والے ....
دار السلام جنت خلد کی نعمتیں اللہ نے تیرے لئے مباح کر دیں ہیں (جو تیرا جی چاہئے کھا اور پی)[1]

اور نیز نقل کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ رب العزت کو ننانوے بار خواب میں دیکھا جب سوویں بار دیکھا تو پوچھا اے پروردگار تیری شان بلند ہے تیری برہان (دلیل) عظیم ہے تو کس چیز کی وجہ سے اپنی مخلوق کو اپنے عذاب سے نجات بخشے گا تو جواب فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات کہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَبَدِيِّ الْاَبَدِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْفَرْدِ الصَّمَدِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَافِعِ السَّمٰوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔[2]

ابراہیم شاہی میں منقول ہے کہ قطب مظفر قدس سرہٗ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب کل قیامت میں نفس وشیطان کے درمیان

---

[1] حدائق الحنفیہ صـ۲۷۔

[2] شامی شریف بحوالہ حدائق الحنفیہ صـ۲۷۔

جھگڑا پیدا ہوگا تو نفس کہے گا اے اللہ میری استعداد کی زمین صاف تھی، شیطان نے اس میں معصیت کا بیج بویا تو حضرت جبار جل جلالہ کا حکم وارد ہوگا کہ میرے مفتی ابو حنیفہ اور شافعی (رحمۃ اللہ علیہما) سے طلب کرو تاکہ فیصلہ کریں تو ابو حنیفہ کہیں گے کھیتی کا مالک وہی ہے جس نے کاشت کی اَلزَّرْعُ لِمَنْ زَرَعَ تو آپ فیصلہ کریں گے کہ آدمی کا گناہ شیطان پر لاگو کریں۔

امام شافعی کہیں گے وَلِرَبِّ الْاَرْضِ اُجْرَۃُ الْمِثْلِ یعنی زمین کا مالک برابر حق والا ہے تو حضرت قہار کا حکم ظاہر ہوگا کہ شیطان کی نیکیاں آدمی کو عطا کریں[۱] یہ آخری ہے جو آپ کے مناقب میں وارد ہے اور وہ آپ کے اوصاف اور خصائل جمیلہ کے دریا سے صرف ایک قطرہ ہی تو ہے۔

آپ کے بعض اساتذہ اور تمام تلامذہ اور ساتھیوں کے ذکر میں مختصر ہے جامع مسند نے خطیب خوارزمی سے نقل کیا اس نے امام المحدثین امام ابوحفص کبیر سے روایت کیا کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے ساتھیوں نے فضیلت مذہب کے بارے آپس میں مناظرہ کیا۔

امامؒ ابوحفص نے کہا کہ امام شافعی کے شیوخ کو شمار کیا تو اسّی کی تعداد ہوئی تو پھر امام ابوحنیفہ کے شیوخ شمار کئے تو چار ہزار ہوئے[۲]

آپ کا تابعی ہونا علامہ سیوطی نے کہا کہ امام ابومعشر طبری شافعی نے ایک جزو صحابہ سے امام ابوحنیفہ سے روایت کے بارے تالیف کی کہا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سات حضرات کی میں نے ملاقات کی حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن جریر، جابر بن عبداللہ، معقل بن یسار، واثلہ بن اصقع اور عائشہ

---

[۱]

[۲] مناقب موفق ص ۳۸ حضرت مولانا فقیر محمد جہلمیؒ نے چار ہزار میں سے تقریباً ۲۵۱ نام لکھے ہیں۔ حدائق الحنفیہ ص ۲۲ تا ص ۲۷۔

بنت عجردہ رضی اللہ عنہم[۱] اور صاحب کنز حنفی نے اپنے اسناد کے ساتھ محمد بن سماعہ انہوں نے ابو یوسف انہوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور اس میں حضرت عبداللہ بن جزء صحابی رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور سماع ثابت ہے اور اہل حدیث کی ایک جماعت نے اس روایت کی صحت میں توقف کیا جس طرح کہ دارقطنی شافعی نے کہا کہ آپ نے صحابہ میں سے کسی ایک کی ملاقات نہیں کی سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کہ انہیں آپ نے بچشم سر دیکھا مگر آپ سے سماع ثابت نہیں۔

امام ابن اثیر نے جامع الاصول میں کہا کہ صحابہ میں سے چار حضرات امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں تھے اور ان سے ملاقات اور اخذ حدیث ثابت ہے اور بہر حال ابن خسرو بلخی، قاضی مرسانی، حلوانی حنفی، ابو معشر شافعی اور ابن نجار صاحب تاریخ اور ان کے ماسوائے صحابہ کرام سے اخذ حدیث اور ملاقات ثابت کی ہے اور اس میں جرح و قدح نہیں کی وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ۔

آپ کے اساتذہ علم فقہ کو امام حماد بن سلیمان جو کہ کبار فقہاء میں سے ہیں حاصل کیا اور جامع اصول میں کہا کہ آپ ابراہیم نخعی کی رائے کو لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں اور کہا کہ آپ نے ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر سے سنا اور آپ سے منصور، مغیرہ، حکم، شعبہ، ثوری نے روایت کی اور ایک سو بیس[۱۲۰] سال ہجری میں وفات پائی اور فقہ میں امام حماد کے استاد ابراہیم نخعی ہیں۔

جامع اصول میں کہا وہ ابو عمران ابراہیم بن یزید نخعی فقیہہ کوفی مشہور آئمہ اعلام میں سے ایک ہیں، جلیل القدر تابعی ہیں اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی اور آپ سے سماع ثابت نہیں اور حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت ہے اور ان سے حکم، منصور، اعمش نے روایت کی اور چھیانوے[۹۶] سال ہجری میں انچاس[۴۹] یا اٹھاون[۵۸] سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

[۱] تبییض الصحیفہ ص ۸

اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور ابراہیم نخعی کے استاد حضرت علقمہ ہیں۔

جامع اصول میں کہا وہ حضرت علقمہ بن قیس بن مالک نخعی ہیں اور حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی اور ان سے ابراہیم شعبی اور ابن سیرین نے روایت کی اور یہ بہت بڑے تابعی ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اور صحبت کے ساتھ مشہور ہوئے اور اکسٹھ[۶۱] سال ہجری میں وفات پائی اور حضرت علقمہ کے استاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں جو کہ اکابر صحابہ میں سے ہیں اور اعلیٰ علماء فقہاء اور معتبر نجباء میں سے اور صاحب فضائل جمیلہ اور شمائل جلیلہ اور اعلیٰ مقام والے اور صاحب کرامات جلیلہ جو کہ کتب احادیث تاریخ میں مشہور ہیں۔

جامع الاصول میں ہے حضرت عبداللہ حضرت عمر سے اسلام لانے میں مقدم ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ چھٹے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت عمر کے ساتھ ملایا اور وہ آپ کے خواص میں سے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے اس چیز پر راضی ہوا جس کے لئے ابن ام عبد یعنی ابن مسعود راضی ہوئے[لے] بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت کی شہادت دی اور مدینہ منورہ میں بتیس[۳۲] سال ہجری میں ساٹھ سال سے زیادہ عمر میں وفات پائی اور ان سے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد صحابہ و تابعین نے روایت کی اور نیز امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں سے عطاء بن ابی رباح ہیں کہ انہیں سید التابعین کہا گیا ہے اور ابو اسحق سبیعی، محارب بن دثار، محمد بن منکدر، نافع حضرت ابن عمر کا غلام، اور سماک بن حرب ہیں۔

جس طرح امام ابن اثیر نے کہا ہے اور علامہ سیوطی نے حافظ جمال مزی سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم بن محمد المنتشر،

لے مستدرک الحاکم بحوالہ جامع صغیر ص ۲۳/۲

اسمعیل بن عبدالملک، حارث بن عبدالرحمٰن ہمدانی، حسن بن عبداللہ حکیم بن عیینہ، خالد بن علقمہ، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، زبید یمانی، زیاد بن علاقہ، سعید بن مسروق ثوری، سلمہ بن کہیل، شداد بن عبدالرحمٰن، شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی اور یہ آپ کے لڑکے کافی ہے اور طاؤس بن کیسان، جیسا کہ کہا گیا ظریف ابوسفیان سعدی، طلحہ بن نافع، عاصم بن کلیب، عامر شعبی، عبداللہ بن ابی حبیبہ، عبداللہ بن دینار، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج عبدالعزیز بن رفیع، عبدالکریم بن ابی امیہ بصری، عبداللہ بن عمیر، عدی بن ثابت انصاری عطاء بن ابی رباح، عطاء بن سائب، عتبہ بن سعد عوفی، عکرمہ ابن عباس کا غلام، علقمہ بن مرثد، علی بن اقمر، علی ازاز، عمرو بن دینار، عون بن عبداللہ، قابوس بن ابی ظبیان قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، قتادہ بن دعامہ، قیس بن مسلم، محمد بن زبیر حنظلی، محمد بن سائب کلبی، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم، محمد بن قیس ہمدانی، زہری، محمد بن منکدر، مخول بن راشد، مسلم البطین، منصور موسیٰ بن ابی عائشہ اور یحییٰ بن سعید انصاری اور ان کے سوا بہت سے لوگوں سے روایت کی انتہی۔

صاحب جامع مسند نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ کو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کیا ہے جن کا ذکر طویل ہے اور میں ان میں سے ایک جماعت کا ذکر کرتا ہوں امام جعفر صادق، حسن بن حسن بصری، حسن بن حسن بن علی المرتضیٰ۔ حسن بن محمد بن علی مرتضیٰ، حسن بن سعدہ علی بن ابی طالب کا غلام، حمید الطویل، داؤد بن زیاد علی مرتضیٰ کے شاگرد، زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، زید بن اسلم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام، زبید بن ولید، زیاد بن میسرہ حضرت ابن عباس کا غلام، زِرّ بن جیش، اس کا بیٹا زبید جس نے اٹھاراں صحابہ کو پایا، سالم بن عبداللہ بن عمر سلیمان بن مہران اور عمش، سعید بن مقبری، سعید حضرت حذیفہ کا غلام، شریح بن ہانی الکوفی، شریح قاضی، طلحہ بن مصرف، عبدالرحمٰن الاعرج، عدی بن ثابت عاصم بن کلیب، عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

عمرو بن شعیب الاعاصم امام القراء جس سے امام صاحب نے روایت کیا اور اس نے امام صاحب سے روایت کیا اور آپ کے قول کو قبول کیا اور کہا اے ابو حنیفہ اللہ تجھے جزاء دے تو ہمارے پاس بچپن میں آیا اور ہم تیرے پاس بڑھاپے میں آئے اور عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب، عمران ابن مسعود کا غلام اور ہاشم بن عروہ انتہی۔ اور تمہارے لئے یہ اکابر کافی ہیں جس ذات کے اس اتقان، فہم اور درایت (عقل و سمجھ) کے ساتھ ایسے شیوخ ہوں وہ کب خطا کر سکتا ہے اور جو میں نے ذکر کیا ہے وہ ان سے بہت قلیل سی جماعت ہے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

تلامذہ اب میں آپ کے اصحاب کی جماعت کا ذکر اور آپ کے مذہب کے علماء میں سے بعض کا بیان شروع کرتا ہوں اور یہ بات گزر چکی ہے جو میں نے ابن حجر کے کلام میں نقل کی ہے کہ بے شک امام مالک آپ کے شاگردوں میں سے ہیں[1] اور اسی طرح فقیہہ عصر لیث بن سعد بھی اور علامہ ابن اثیر نے یحییٰ بن بکیر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے لیث بن سعد سے زیادہ کامل نہیں دیکھا اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ وہ ثقہ، مثبت مشہور امام اور فقیہہ تھے ایک سو پچھتر سال ہجری شعبان میں وفات پائی اور چورانوے ۹۴ سال ہجری میں آپ کی پیدائش ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی گزر چکا ہے کہ بے شک مسعر آپ کے شاگردوں میں سے ہیں امام عسقلانی نے فرمایا ثقہ، مثبت اور فاضل تھے ایک سو پچپن ۱۵۵ یا اٹھاون سال ہجری میں وفات پائی۔

امام ابو یوسف میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر تلامذہ میں سے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

جامع الاصول میں ہے کہ وہ امام قاضی ابو یوسف بن ابراہیم امام ابو حنیفہ کے ساتھی کوفی ہیں جنہوں نے ابو اسحٰق، سلیمان بن تیمی، یحییٰ بن سعید انصاری، اعمش

---

[1] اس مسئلہ کی پوری تحقیق مناقب موفق اور اقوام المسالک از علامہ کوثری میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہشام بن عروہ، عطاء بن محمد بن اسحق، لیث بن سعد اور امام ابوحنیفہ سے سنا۔ اور
آپ سے امام محمد بن حسن الشیبانی، بشیر بن ولید کندی، علی بن جعد، احمد بن حنبل، یحیی بن
معین، احمد بن منیع اور ان کے ماسوا نے روایت کی بغداد میں سکونت رکھی اور (خلیفہ)
ہادی نے آپ کو قضاۃ کے عہدہ پر مقرر کیا اور اس کے بعد رشید نے بھی آپ کو قاضی بنایا
اور یہ اسلام میں پہلے قاضی القضاۃ کے نام سے پکارے گئے، یہ امام عالم، حافظ
بڑی قدر والے، فقیہہ، فاضل، فقہ و حدیث میں عظیم ذخیرہ والے تھے اور ایک سو تیرہ
ہجری میں پیدا ہوئے اور ایک سو بیاسی ہجری میں وفات پائی اور تاریخ امام شافعی میں
ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا قاضی ابو یوسف قاضی بننے کے بعد ہر دن میں سو رکعت (نفل)
پڑھا کرتے تھے اور تین خلفاء کے عہد میں قضاء کے عہدہ پر فائز رہے۔ مہدی، ہادی اور
رشید بھی آپ کی عزت کرتا تھا

یحییٰ بن معین نے کہا کہ میں نے آپ کو وفات کے وقت کہتے ہوئے سنا ہر وہ
فیصلہ جس کے ساتھ میں نے فتوی دیا اس سے رجوع کیا سوائے اس کے جو کتاب و سنت
کے موافق ہے اسے آئمہ کبار کی ایک جماعت نے سنا اور محمد بن ابی لیلی کے ساتھ بھی
مجالست کی۔[1]

امام محمد پھر امام ربانی محمد بن حسن الشیبانی، امام ابن اثیر نے جامع الاصول
میں کہا وہ ابو عبداللہ محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی ہیں اور یہ
امام ابوحنیفہ کے ساتھی اور اہل رائے کے امام ہیں یہ دمشق کے قریب رہنے والے
جس کا نام قریہ حرستا ہے

انہوں نے امام ابوحنیفہ، مسعر، ثوری، مالک بن مغول سے سنا اور حضرت
امام مالک بن انس، اوزاعی اور ابو یوسف کی طرف سے کتابیں لکھیں بغداد میں رہائش
رکھی اور اس میں حدیث بیان کی۔ اور ان سے امام شافعی، ہشام بن عبیداللہ رازی

---

[1] امام ابو یوسف اور امام محمد کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھو تذکرۃ المحدثین از
(علامہ سعیدی) و تاریخ بغداد (جلد ۱۴، ۲۰۰) و حسن التقاضی و بلوغ الامانی۔ از علامہ کوثریؒ)

ابو عبید قاسم بن سلام، اسمٰعیل بن توبہ، علی بن مسلم اور ان کے ماسوا نے روایت کی۔[1]

اور ہارون الرشید نے انہیں قاضی بنایا تو اس کے ساتھ خراسان کی طرف نکلے اور مقام رَیّ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے ایک سو بتیس ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور وہ رے میں ہر ایک پر غالب رہے اور وہاں مشہور ہو گئے۔ اور ایک سو اناوے ۱۸۹ ہجری میں اٹھاون ۵۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور امام محمد نے کہا کہ میرے باپ نے تیس ہزار درہم ورثہ چھوڑا تو میں نے پندرہ ہزار علم نحو اور شعر پر خرچ کئے اور پندرہ ہزار علم حدیث و فقہ پر اور دس سال امام مالک کے دروازہ پر رہا۔[2]

اور امام شافعی نے ان کی مدح و ثناء میں بہت مبالغہ کیا، امام شافعی نے فرمایا کہ جب وہ اور امام کسائی فوت ہوئے یعنی ایک ہی سال میں تو ہارون الرشید نے کہا کہ ہم نے فقہ اور نحو کو رے میں دفن کر دیا۔[3] اور فرمایا کہ انہوں نے نیز آئمہ اسلام کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور امام ابو یوسف سے علم فقہ حاصل کیا اور امام ابو حنیفہ کے علم کو پھیلایا، اور الدین الجندی سے منقول ہے کہ امام محمد فقیہہ اور فقہ، زہد اور تقویٰ میں محقق تھے اور آپ کی تمام علوم میں تصانیف پائی جاتی ہیں۔[4] اور ثوری کی صحبت میں بھی رہے اور کہا کہ عمل اور علم سعادت کی علامات میں سے ہیں اور نصف دیانت ہے اور آپ کے شاگردوں سے امام کرخی، طحاوی اور ابو حفص کبیر ہیں، اور امام کسائی جو کہ قاری اور نحوی ہیں انکے خالہ زاد بھائی ہیں۔ انتہیٰ۔

امام زفر اور آپ کے تلامذہ اور خاص ساتھیوں سے امام زفر بن ہذیل کامل عقل اور غالب فہم والے ہیں جو کہ شیخ کبیر مشہور ولی شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔

---

[1] تاریخ بغداد ص ۱۷۲/۲

[2] کذا فی اللسان المیزان از ابن حجر عسقلانی ص ۱۲۱/۵ بحوالہ تذکرۃ المحدثین۔

[3] مناقب کردری ص ۱۶۵/۲ بحوالہ تذکرۃ المحدثین حدائق الحنفیہ ص ۱۵۵ [4] آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ۹۹۹ بتائی جاتی ہے کذا فی الفوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ و حدائق الحنفیہ ص ۱۵۵

یافعی نے کہا کہ وہ ایک سو اٹھاون[۱۵۸ھ] ہجری میں فوت ہوئے اور امام جب حنبل اور آپ کے صاحبین (امام ابو یوسف و محمد) کے جس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا ان میں سے ایک یہ تھے اور ان میں سے ایک فقیہہ الفقہاء امام حسن بن زیاد لوُلوُئی ہیں۔

امام ابن اثیر نے کہا کہ حسن بن زیاد امام ابو حنیفہؒ کے ساتھیوں میں سے ایک ہیں اور امام ابو حنیفہ سے حدیث بیان کی اور ان سے محمد بن سماعہ اور محمد بن شجاع کوفی نے روایت کی، بغداد میں نزول فرمایا تو کہا کہ میں نے ابن جریح سے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں اور یہ تمام وہ احادیث ہیں جن کے تمام فقہاء محتاج ہیں اور دو سو چار[۲۰۴] ہجری میں فوت ہوئے[۵۱]

یافعی نے کہا کہ یہی امام شافعی کے فوت ہونے کا سال ہے امام ذہبی نے کہا کہ وہ فقہ کے رئیس تھے اور ان میں سے امام ابن امام حماد بن امام ابو حنیفہ ہیں اپنے والد سے بھی روایت کی یافعی نے کہا کہ صلاح و خیر کے مالک تھے۔ ایک سو چھہتر[۱۷۶] ہجری میں فوت ہوئے[۵۲]۔

علامہ سیوطی[۵۳] نے ان لوگوں کے بارے جنہوں نے امام ابو حنیفہ سے روایات کیں کہا ابراہیم الطہمان ہیں میں کہتا ہوں وہ ابو سعید خراسانی نیشاپور کے رہنے والے تھے شیخ ابن حجر نے کہا کہ امام طہمان ثقہ ہیں اور ساتویں طبقہ کے محدث ہیں ایک سو اٹھاٹھ[۱۶۸ھ] ہجری میں وفات پائی اور انہیں (اصحاب صحاح) ستہ کے شیوخ سے شمار کیا[۵۴]۔

سیوطی نے کہا کہ ابیض بن اغر بن صباح المنقری ہے میں کہتا ہوں وہ ان کے

---

۵۱ حدائق الحنفیہ صـ ۱۶۳ ۵۲ آپ کا تذکرہ حدائق الحنفیہ صـ ۱۴۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵۳ علامہ سیوطی نے یہ تمام نام تبییض الصحیفہ صـ ۱۴ تا ۱۵ پر لکھے ہیں

۵۴ تقریب التہذیب صـ ۲۰ اسحاق راہویہ کہتے ہیں کہ آپ کی حدیث صحیح ہوتی ہے اور پورے خراسان میں آپ سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہیں امام احمد بن حنبل نے کہا آپ صلحاء میں سے ہیں امام ابو حاکم کہتے ہیں کہ ثقہ ہیں امام ذہبی نے آپ کو پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے تذکرۃ الحفاظ مترجم صـ ۱۷۹/۱۔

سردار تمیمی ہیں۔

عسقلانی نے کہا وہ ثقہ ہیں اور چھٹے طبقہ سے ہیں اور انہیں امام ابو داؤد، ترمذی اور نسائی کے شیوخ سے شمار کیا[1] سیوطی نے کہا اور اسباط بن محمد قرشی ہیں میں کہتا ہوں وہ ابو محمد قرشی ان کے سردار ہیں۔ تقریب التہذیب میں ان کو ثقہ کہا اور ثوری نے انہیں ضعیف کہا ہے اور یہ نویں طبقہ سے ہیں دو سو ہجری میں فوت ہوئے اور اصحاب صحاح ستہ کے مشائخ سے انہیں شمار کیا[2]

سیوطی نے کہا اور اسحٰق بن یوسف ارزق ہیں کہتا ہوں کہ وہ اسحٰق مخزومی واسطی ہیں عسقلانی نے کہا وہ نویں طبقہ سے ہیں ایک سو پچانوے ۱۹۵ سال ہجری میں فوت ہوئے اور انہیں اصحاب صحاح کے شیوخ سے شمار کیا[3] سیوطی نے کہا اور اسد بن عمرو النخلی ذہبی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور آپ سے علم فقہ حاصل کیا۔ بغداد میں آئے تو مشرقی حصہ کے قاضی بنے، نسائی نے کہا کہ قوی نہیں دار قطنی نے کہا کہ معتبر ہیں۔

ابن عدی نے کہا کہ میں ان کے لئے منکر (ناپسندیدگی) نہیں دیکھتا اور مجھے امید ہے اسے کوئی خوف نہیں۔ ابن عمار نے کہا کہ اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں یحییٰ سے ہے لَا بَأْسَ بِہٖ۔ امام احمد نے کہا کہ سچے ہیں مرہ نے کہا صالح الحدیث ہیں ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے[4] سیوطی نے کہا اور اسمٰعیل بن یحییٰ صیرفی ہیں کہتا ہوں وہ اسمٰعیل شیبانی ہیں جنہیں شیخ ابن حجر نے آٹھویں طبقہ کے مرتبہ سے شمار کیا ہے، اور اسے ضعیف کہا اور ترمذی کے مشائخ سے شمار کیا[5]۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

---

[1] تقریب التہذیب ص۲۰ [2] تقریب التہذیب ص۲۶۔

[3] تقریب التہذیب ص۳۱، ان سے امام احمد بن حنبل، یحییٰ ابن معین، محمد بن مثنیٰ سعدان بن نصر اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں آپ اونچے درجے کے امام اور بڑے عبادت گزار تھے، تذکرۃ الحفاظ ص۲۴۸ ج۱۔

[4] حدائق الحنفیہ ص۱۵۱،۱۵۲ [5] تقریب التہذیب ص۳۵۔

سیوطی نے کہا اور ایوب بن ہانی الجعفی میں کہتا ہوں وہ کوفی ہے، عسقلانی نے کہا کہ وہ سچے ہیں اس میں نرمی پائی جاتی تھی چھٹے طبقہ سے ہیں[1] اور اسے ترمذی کے شیوخ سے شمار کیا۔

سیوطی نے کہا اور جارود بن یزید بن یزید نیشاپوری۔ ذہبی نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابو الضحاک ہے، ابوداؤد نے کہا ثقہ نہیں ۲۰۳ھ سال میں فوت ہوئے اور جعفر بن عون، میں کہتا ہوں وہ مخزومی ہیں تقریب التہذیب میں کہا کہ سچے ہیں اور نویں طبقہ سے ہیں ۲۰۶ھ یا ۲۰۷ھ میں فوت ہوئے اور ان کی پیدائش ۱۲۰ھ یا ۱۳۰ھ ہجری ہے[2]

سیوطی نے کہا اور حبان بن علی میں کہتا ہوں وہ العنزی عین اور نون کے فتحہ کے ساتھ پھر زا ہے ابو علی کوفی ہیں تقریب التہذیب میں کہا ضعیف کہا اور اس لئے فقہ وفضیلت ثابت ہے اور آٹھویں طبقہ سے ہیں اور ستر سال کی عمر میں ایک سو اکسٹھ ۱۶۱ یا باسٹھ میں فوت ہوئے اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا[3] ذہبی نے کہا کہ حجر بن عبد الجبار نے کہا کہ میں نے کوفہ میں حبان سے افضل فقیہہ نہیں دیکھا اور ابن معین نے کہا حبان صدوق ہے اکہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

سیوطی نے کہا کہ حسن بن زیاد میں کہتا ہوں کہ وہ حسن بن فرات قزّان ہیں تمیمی کوفی ہیں۔ تقریب التہذیب میں کہا کہ صدوق ہیں[4] اور وہم کیا کرتے تھے اور انہیں امام مسلم اور ترمذی کے شیوخ سے شمار کیا اور سیوطی نے کہا حسین بن حسن بن عطیہ العوفی رؤساء شیعہ سے تھا ابن عدی نے کہا کہ اس کی حدیث ثقات کی حدیث کے مشابہ نہیں[5]، اور حفص بن عبد الرحمن البلخی میں کہتا ہوں وہ فقیہہ

---

[1] تقریب التہذیب ص۴۲ [2] تقریب التہذیب ص۵۶

[3] تقریب التہذیب ص۵۶ [4] تقریب التہذیب ص۶۳

[5] تقریب التہذیب ص۷۱

[6] تقریب التہذیب ص۷۳۔

نیشاپوری وہاں کے قاضی تھے اور شیخ ابن حجر نے کہا صادق و عابد تھے مرجیہ ہونے کی طرف منسوب کئے گئے تو ویں طبقہ میں سے تھے ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے[1] اور انہیں ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا۔

ذہبی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ سے فقہ سیکھی اور اس سے محمد بن رافع اور مسلم بن شبیب[1] اور ایک جماعت نے روایت کی ہے نسائی نے کہا صدوق ہے کہا گیا ہے حضرت ابن مبارک اس کے دین و عبادت کی وجہ سے اس کی زیارت کیا کرتے تھے۔ حکم نے کہا کہ حفص امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے زیادہ فقیہہ ہیں عہدہ قضاء کو قبول کیا پھر ندامت ہوئی تو عبادت کی طرف رجوع کر لیا اور ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے۔

سلیمانی نے کہا اس میں نظر ہے، سیوطی نے کہا اور حکام بن مسلم رازی میں کہتا ہوں کہ وہ عبدالرحمٰن الثانی (دونوں کے ساتھ) ہے عسقلانی نے کہا کہ وہ ثقہ ہے جس کے عجیب و غریب واقعات ہیں ۱۹۰ھ میں وفات پائی اور اسے صحاح اربعہ کے شیوخ سے شمار کیا۔ اور سیوطی نے کہا ابو مطیع حکم بن عبداللہ برخی میں کہتا ہوں کہ وہ آپ کے اکبر تلامذہ میں سے ہیں اور آپ سے فقہ اکبر کی روایت کی ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے اسی طرح بعض تواریخ میں ہے[۵۳]

ذہبی نے کہا ابو مطیع بلخی امام ابو حنیفہ کے ساتھی ابن عون اور ہشام سے روایت کی اور اس سے احمد بن منیع اور خلاد الصفار اور ایک جماعت نے روایت کیا اور ان شہروں کے باشندوں نے ان سے علم فقہ سیکھا اور اہل رائے سے دیکھے جاتے تھے۔ اور علامہ کبیر الشان اور لیکن ضبط حدیث میں مست تھے۔

---

[1] تقریب التہذیب ص۷۸ اور ان سے امام نسائی نے روایت بھی کی ہے ۵۲ تقریب التہذیب ص۷۹۔

۵۳ آپ علامہ کبیر اور محدث و فقیہ شہیر تھے امام صاحب سے فقہ اکبر کے راوی ہیں۔ آپ نے امام ابو حنیفہ امام مالک، ابن عون اور ہشام بن حسان وغیرہ سے روایت کی آپ مدت تک بلخ کے قاضی رہے (حدائق الحنفیہ ص۱۶۰)

ان کے کمال زہد و استقامت پر جو چیز دلالت کرتی ہے منتہی ہوئی اس حیثیت سے اللہ کی ذات میں کسی ملامت کرنے والے ملامت کا خوف نہیں کرتے۔ سیوطی نے کہا اور حماد بن ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں کہتا ہوں کہ ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اور حمزہ بن حبیب الزیات میں کہتا ہوں کہ قراء سبعہ میں سے جن کی قراءت مشہور ہے ایک معروف قاری ہیں جن کی جلالت و امارت پر اتفاق ہے اور یہ قراءت میں کسائی کے استاد عاصم کے شاگرد ہیں اور سفیان ثوری کے شیخ ہیں کہتے ہیں کہ ہر ماہ میں پچیس[۲۵] قرآن ختم کیا کرتے تھے تقریب التہذیب میں کہا کہ ایک[۱۵۶] چھپن یا اٹھاون[۵۸] میں وفات پائی اور ۸۰ھ میں پیدا ہوئے[۱]

ذہبی نے کہا کہ وہ اور امام ابوحنیفہ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے۔ ابن فضیل نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جو بھی تکلیف دور کرتا ہے وہ حمزہ کے صدقہ سے ہے اور ابن معین نے انہیں ثقہ کہا اور نسائی نے کہا اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں، ساجی نے کہا صدوق ہیں متقن نہیں[۲]

اور تحقیق یہ گذر چکا ہے کہ بے شک عاصم قاری بھی ان میں سے ہیں۔ جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے استفادہ کیا اور خارجہ بن مصعب سرخسی میں کہتا ہوں کہ اس کی کنیت ابوالحجاج ہے عسقلانی نے اسے ابن ماجہ اور ترمذی کے شیوخ سے شمار کیا اور ضعیف کہا اور آٹھویں طبقہ سے رکھتے ہیں[۳] اور ۱۶۸ھ میں وفات پائی، ذہبی نے کہا کہ خارجہ بن مصعب فقیہہ ہے اور امام احمد نے اسے مست کہا ابن عدی نے کہا وہ ان میں سے ہے جن کی حدیث لکھی جاتی ہے اور خراسان میں ان کی جلالت علمی پائی ہے۔

سیوطی نے کہا اور داؤد بن نصیر طائی میں کہتا ہوں وہ داؤد بن نصیر (نون کے

---

۱ علامہ ابن حجر نے فرمایا، صدوق زاہد تقریب صـ۸۳ ۲ ابوعمارہ آپ کی کنیت ہے، محدث صدوق، زاہد، پرہیزگار اور قراء سبعہ میں سے ایک قاری تھے (حدائق الحنفیہ صـ۱۳۴
۳ تقریب صـ۸۷۔

ضمہ کے ساتھ) ابو سلیمان طائی کوفی ہے۔ بعض نے اس کے ذکر میں کہا کہ فقیہہ الفقہاء، عالم، زہد و تقویٰ میں فوقیت واحد اور اس کے زمانہ میں اس کے برابر نہیں تھا۔ اور یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد حبیب عجمی کے معتقد، معروف کرخی کے استاد، خلوت و علیحدگی کو اختیار کیا اور شان و شوکت کو ترک کیا اور روٹی کو توڑ کر ہاتھ سے باریک کرتے پھر پانی کے ساتھ تر کرتے اور اسے پی لیتے اس کے پینے اور روٹی کھانے کے درمیان پچاس آیات پڑھتے ان کے بے شمار فضائل ہیں بہت بڑے امام، عارف مشہور جلیل القدر، علم و معروف میں عظیم المرتبت، عسقلانی نے کہا ثقہ فقیہہ آٹھویں طبقہ سے ہیں ایک سو پینسٹھ یا چھیاسٹھ سال ہجری میں وفات پائی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ سے انہیں شمار کیا[۱]

سیوطی نے کہا اور زفر میں کہتا ہوں تحقیق ان کا ذکر ہو چکا ہے کہا اور زید بن حباب عکلی (عین مہملہ کے ضمہ اور کاف کے سکون کے ساتھ) خراسان کے رہنے والے تھے، پھر کوفہ میں رہنے لگے اور حدیث میں ایک مقام حاصل کیا اور ان سے کثرت سے روایات مروی ہیں۔ تقریب التہذیب میں کہا صدوق، اور حدیث ثوری میں نویں طبقہ سے ہیں ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے[۲]

ذہبی نے کہا زید بن حباب عابد فقیہہ صدوق اور مقامات علیہ کو طے کرنے والا اور بے شک ابن معین اور ابن المدینی نے انہیں ثقہ کہا ابو حاتم نے کہا وہ صدوق ہے ابن عدی نے کہا کوفیوں کے مثبت لوگوں میں سے ہے جس کے صدق میں شک نہیں[۳]۔

سیوطی نے کہا اور الرقی میں کہتا ہوں وہ سایق بن عبداللہ ہے ذہبی نے کہا کہ اس نے ابو خلف سے روایت کی اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی[۴] سیوطی نے کہا اور سعد بن ابی الصلت شیراز کا قاضی اور سعید ابو الجہیم القابوسی، اور سعید

---

[۱] تقریب التہذیب ص ۹۷ تفصیلی حالات کے لئے حدائق الحنفیہ ص ۱۳۷ [۲] تقریب التہذیب ص ۱۱۲

[۳] میزان الاعتدال اور علامہ ذہبی نے کہا امام ابن مدینی اور دوسرے تمام محدثین نے ان کی توثیق کی ہے (ثقہ کہا ہے) امام احمد فرماتے ہیں یہ صاحب حدیث زیرک و دانا، اور کثیر السفر تھے حدیث کی خاطر اندلس تک سفر کیا علامہ ذہبی خود فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ ثقہ ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۳۴۹ طبقہ ۷ [۴] میزان الاعتدال۔

بن سلام بصری اور سلام بن سالم بلخی اور سلیمان بن عمرو نخعی ، اور سہل بن مزاحم اور شعیب بن اسحاق دمشقی ، میں کہتا ہوں وہ شعیب اموی جن کا مالک بصری پھر دمشقی ، تقریب التہذیب میں کہا ثقہ ہے مرجیہ ہونے کی طرف منسوب کیا گیا نوویں طبقہ کے کبار میں سے ہیں اور اسے بخاری ، مسلم ، ابو داؤد اور نسائی کے مشائخ سے شمار کیا[۱]

سیوطی نے کہا اور صباح بن محارب میں کہتا ہوں وہ بھی تمیمی کوفی رَے کا رہنے والا ، شیخ ابن حجر نے کہا صدوق ہے اور کئی بار مخالفت بھی کی آٹھویں طبقہ سے ہے اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا[۲] سیوطی نے کہا اور صلت بن حجاج ، اور ابو عاصم ضحاک بن مخلّا وہ ابو عاصم النبیل بصری شیبانی ، تقریب التہذیب میں کہا ثقہ مضبوط آٹھویں طبقہ سے ہے ۲۱۲ھ کے بعد فوت ہوا[۳]

سیوطی نے کہا اور عامر بن فرات قسری اور عائذ بن حبیب میں کہتا ہوں وہ ابو احمد کوفی ہے اور ابو ہشام بیاع الہروی (مضاف الیہ کی تقدیر پر) بھی کہا جاتا ہے ۔ شیخ ابن حجر نے کہا صدوق ہے تشیع کی طرف منسوب ہے نوویں طبقہ سے ہے اور اسے نسائی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا[۴] سیوطی نے کہا اور عباد بن عوام میں کہتا ہوں وہ ابو سہل واسطی ہے تقریب التہذیب میں کہا وہ ثقہ ہے آٹھویں طبقہ سے تقریباً ستر سال کی عمر میں ۱۸۵ھ یا اس کے بعد وفات پائی[۵] ۔ اور سیوطی نے کہا اور عبداللہ بن مبارک ، میں کہتا ہوں وہ عبدالرحمٰن سے عبداللہ بن مبارک حنظلی ان کا مقدم ہے ۔ ابن اثیر نے جامع الاصول میں کہا کہ وہ (علماء) ربانی سے تھا امام ، فقیہہ ، حافظ زاہد و پرہیز گار ، سخی اور مضبوط اور اسمٰعیل بن عیاش سے منقول ہے کہ روئے زمین پر عبداللہ بن مبارک جیسا کوئی نہیں اور میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ

---

[۱] تقریب ص ۱۴۶ [۲] تقریب ص ۱۵۱ [۳] تقریب ص ۱۵۵ آپ محدث ثقہ فاضل معتمد فقیہہ کامل تھے ، اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں ان سے تخریج حدیث کی حدائق الحنفیہ ص ۱۶۶ امام بخاری ابو داؤد ، ابن سعد اور خطیب نے آپ کی توثیق کی ۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۲۲ [۴] تقریب ص ۱۶۲ [۵] تقریب التہذیب آپ سے امام احمد بن حنبل عمرو ناقد زیاد

باقی آئندہ صفحہ پر

نے جو بھی خصائل حمیدہ سے کوئی خصلت پیدا فرمائی اسے اس میں نہ رکھا کئی بار بغداد میں آئے اور حدیث بیان کی سنہ ۱۱۸ھ یا سنہ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی اور تاریخ امام یافعی میں ہے کہ انہوں نے کتابیں تصانیف فرمائیں اور بیس ہزار کے برابر ان سے احادیث مروی ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن مبارک کے زمانہ میں ان سے زیادہ کوئی بھی علم کی طلب رکھنے والا نہیں تھا اور شعبہ نے کہا کہ اس جیسا ہمارے پاس کوئی نہیں آیا، ابو اسحٰق فزاری نے کہا ابن مبارک امام المسلمین ہے، شعیب بن حرب سے مروی ہے کہ ابن مبارک نے اپنے برابر والے سے ملاقات نہیں کی اور ان کے غیر نے کہا کہ ان کی وسیع تجارت تھی اور ہر سال میں فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کیا کرتے تھے اور ایک سال حج کرتے اور ایک سال جنگ اور ثوری سے منقول ہے۔ کاش کہ میری تمام عمر ابن مبارک کے دنوں میں سے ایک دن ہو اور عسقلانی نے اسے اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ سے شمار کیا ہے، کہا وہ تیس یا ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان، یحییٰ بن سعید قطان، ابن مہدی، ابن وہب عبدالرزاق مکی بن ابراہیم اور یحییٰ بن معین سے روایت کی اور یہ تمام آئمہ، علماء میں سے ہیں اور عبداللہ بن مبارک امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے انتہائی محبت کیا کرتے تھے اور مدح سرائی کرتے اور مخالفین پر شدت کرتے جیسا کہ مقدمہ میں گزر چکا ہے[1]

سیوطی نے کہا اور عبداللہ بن یزید میں کہا وہ عبداللہ بن یزید مکی ابو عبدالرحمٰن المقری ہے بصرہ اور اہواز کے رہنے والے الحجر المدقق ابن حجر نے کہا وہ ثقہ فاضل ہے ستر سال سے زیادہ عمر میں قرآن پاک پڑھا نوویں طبقہ سے ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ص بن ایوب، حسن بن عرفہ، علی بن مسلم نے روایت کی ابو داؤد، ابن سعد، وکیع اور دوسرے بہت سے محدثین نے آپ کی توثیق کی ہے (تذکرہ الحفاظ ص۲۲۰ ج۱) سلے یہ تمام کوائف وحالات اور تفصیل کے لئے دیکھے (تذکرۃ الحفاظ ص۲۱۸ تا ص۲۲۱)۔

۲۱۳ھ میں وفات پائی اور اس وقت ان کی عمر سو سال کے قریب تھی اور وہ بخاری کے کبار شیوخ میں سے ہے[1] اور تحقیق علامہ سیوطی نے کہا کہ جب وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کرتے تو حدثنا شاہنشاہ۔ ہمارے شاہنشاہ نے ہم سے حدیث بیان کی[2] کہتے سیوطی نے کہا عبدالکریم بن محمد الجرجانی میں کہتا ہوں تقریب التہذیب میں ہے وہ نویں طبقہ سے ہے اور ایک سو اسی ۱۸۰ھ کے قریب وفات پائی[3]۔

سیوطی نے کہا اور عبدالمجید بن عبدالعزیز ابی رواد میں کہتا ہوں رواد (راء کے فتحہ اور واؤ کے تشدید کے ساتھ ہے) عسقلانی نے کہا صدوق تھا خطا بھی ہو جاتی تھی اور اصحاب اربعہ کے شیوخ سے شمار کیا[4] سیوطی نے کہا اور عبدالوارث بن سعید میں کہتا ہوں وہ ابو عبیدہ التستوری عنبری کا غلام بصری ہے۔

ابن حجر نے کہا ثقہ مضبوط ہے آٹھویں طبقہ سے اور ۱۸۰ھ میں وفات پائی[5] سیوطی نے کہا اور عبداللہ بن زبیر قرشی اور عبداللہ بن عمر الرازی، میں کہتا ہوں وہ ابو وہب اسدی ہے تقریب التہذیب میں کہا ثقہ فقیہ ہے کئی بار وہم میں پڑ جاتا تھا آٹھویں طبقہ سے ہے اور ۹۷ سال کی عمر میں ۱۸۰ھ میں وفات پائی اور اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ سے اسے شمار کیا[6] اور سیوطی نے کہا اور عبداللہ بن موسیٰ میں کہتا ہوں وہ ابو محمد کوفی العبسی ہے شیخ ابن حجر نے کہا ثقہ فقیہ ہے کئی بار وہم بھی ہو جاتا تھا آٹھویں طبقہ سے ہے ۲۱۳ھ میں وفات پائی

سیوطی نے کہا اور عتاب بن محمد اور علی بن ظبیان میں کہتا ہوں وہ علی بن ظبیان (ظاء معجمہ مفتوحہ کے ساتھ ہے پھر باء موحدہ ساکنہ) بن ہلال العبسی بغداد کا قاضی نویں طبقہ سے

---

[1] تقریب التہذیب ص۱۹۵) ان کی احادیث حدیث کی سب کتابوں میں مروی ہے۔ امام نسائی اور دوسرے تمام محدثین نے ان کی توثیق کی ہے ان کی عالی حدیث قطعیات میں سے ہے ان کی احادیث صحیح بخاری میں بھی ہے (تذکرۃ الحفاظ ص۲۸۲) [2] تبییض الصحیفہ ص۳ و تاریخ بغداد بعہ سند ص$\frac{۳۲۵}{۱۳}$ [3] تقریب التہذیب ص۲۱۷ [4] تقریب التہذیب ص۲۱۷ و ص۲۱۸ [5] تقریب التہذیب ص۲۲۲ [6] تقریب ص۲۲۶ [7] تقریب ص۱۹.

ایک سو بانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ عسقلانی نے ابن ماجہ کے شیوخ سے اسے شمار کیا۔[1] سیوطی نے کہا اور علی بن عاصم میں کہتا ہوں وہ علی بن عاصم تمیمی ہے آٹھویں طبقہ سے ہے نوے سال سے زائد عمر میں ۲۰۱ھ میں وفات پائی اور ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے اسے شمار کیا گیا ہے[2]

سیوطی نے کہا اور علی بن مسہر اور عمرو بن محمد عنقزی اور ابو قطن عمرو بن ہثیم القطعی میں کہتا ہوں کہ وہ نوویں طبقہ کے صغار میں سے ہیں ۲۰۰ھ میں فوت ہوئے[3] سیوطی نے کہا اور فضل بن موسیٰ میں کہتا ہوں وہ فضل بن موسیٰ السنائی (سین مہملہ مکسورہ اور دو نون کے ساتھ) المروزی، عسقلانی نے کہا ثقہ مضبوط ہیں نوویں طبقہ کے کبار سے ہیں۔ ماہ ربیع الاول ۱۹۲ھ میں فوت ہوئے اور اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ سے شمار کئے گئے[4] سیوطی نے کہا اور قاسم بن حکم میں کہتا ہوں وہ قاسم العرنی (عین مہملہ کے ضمہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ اس کے بعد نون ہے) ابو احمد کوفی ہمدان کا قاضی ہے۔

عسقلانی نے کہا صدوق ہے اور اس میں نرمی ہے اور صحاح ستہ کے شیوخ سے شمار کیا گیا ہے ۲۰۸ھ میں وفات پائی۔[5] سیوطی نے کہا قاسم بن معین، میں کہتا ہوں وہ قاسم بن مَعْن (میم کے فتحہ اور عین مہملہ کے سکون کے ساتھ) ابن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود الکوفی ابو عبد اللہ قاضی، حافظ ابن حجر نے کہا ثقہ فاضل ساتویں طبقہ میں سے ہے ۱۷۵ھ میں فوت ہوا، ابو داؤد اور نسائی کے شیوخ میں سے ہے۔[6]

علامہ سیوطی نے کہا اور قیس بن ربیع میں کہتا ہوں وہ ابو محمد کوفی ہے جس نے ایک سو ساٹھ سے زیادہ ہجری میں وفات پائی۔ عسقلانی نے کہا صدوق ہے جب

---

[1] تقریب ص ۲۴۷ [2] تقریب ص ۲۴۷ [3] تقریب وہو ثقہ ص ۲۶۳ آپ نے شعبہ سے حدیث سنی، امام شافعی واحمد کے شیوخ میں سے ہیں امام شافعی ان سے اپنی مسند میں روایت کی ہے (تاریخ کبیر امام بخاری بحوالہ جامع المسانید) [4] تقریب ص ۲۷۶۔
[5] تقریب ص ۲۷۸۔ [6] تقریب ص ۲۸۰ آپ حدیث میں ثقہ فاضل اور امام کامل تھے امام ابو حاتم نے کہا ثقہ صدوق ہیں (حدائق الحنفیہ ص ۱۴۱)۔

بوڑھا ہو گیا تو حافظہ متغیر ہو گیا اور اس کے بیٹے نے جو اس کی مروی احادیث نہیں تھیں وہ مروی احادیث کے ساتھ ملا دیں اور اس کے ساتھ حدیث بیان کی[۱]

سیوطی نے کہا اور محمد بن ابان اور محمد بن بشیر عبدی میں کہتا ہوں وہ ابو عبداللہ کوفی ہے عسقلانی نے کہا ثقہ حافظ نویں طبقہ سے ہیں ۲۰۳ھ میں وفات پائی اور اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ سے شمار کیا گیا[۲] سیوطی نے کہا اور محمد بن الحسن الشیبانی، میں کہتا ہوں اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور کہا محمد بن خالد وہبی[۳]، محمد بن عبداللہ انصاری، میں کہتا ہوں شاید وہ ابو مسلمہ بصری آٹھویں طبقہ سے ابن ماجہ کے شیوخ سے ہے[۴]

سیوطی نے کہا اور محمد بن فضل بن عطیہ میں کہتا ہوں وہ محمد بن فضل کوفی بخارا کے رہنے والے آٹھویں طبقہ سے ہیں اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کے شیوخ سے ہیں[۵] سیوطی نے کہا اور محمد بن قاسم اسدی! میں کہتا ہوں وہ محمد بن قاسم کوفی ہے۔ تقریب التہذیب میں کہا صدوق ہے ساتویں طبقہ سے ہے[۶] اور سیوطی نے کہا اور محمد بن مسروق کوفی، محمد بن یزید واسطی میں کہتا ہوں وہ ابو سعید، ابو یزید اور ابو اسحٰق شامی الاصل ہیں۔ عسقلانی نے کہا ثقہ، مضبوط، عابد نویں طبقہ کے کبار آئمہ سے ہیں اور ۱۹۰ھ یا اس سے پہلے یا بعد وفات پائی[۷]۔ سیوطی نے کہا اور مروان بن سالم میں کہتا ہوں شاید وہ مروان بن سالم غفاری۔ ابو عبداللہ بن جذری نوویں طبقہ کے کبار میں سے ہیں[۸] اور ابو داؤد کے شیوخ میں سے ہے۔

اور سیوطی نے کہا اور مصعب بن مقدام اور معافی بن عمران موصلی اور مکی بن ابراہیم میں کہتا ہوں وہ ابو السکن تمیمی بلخی ہے حافظ ابن حجر نے کہا ثقہ مضبوط ہے نوویں

---

[۱] تقریب ص ۲۸۳ امام شعبہ اس کی تعریف کرتے تھے، عثمان کہتے ہیں ثقہ ہیں یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں یہ ہمارے تمام اصحاب کے نزدیک صدوق ہیں۔ ابن عدی نے ان کو ثقہ کہا ہے محمد بن عبید کہتے ہیں کہ قیس و ثوری سے کسی طرح کم نہیں ہیں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ قیس علم کا خزانہ تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۸۸) [۲] تقریب ص ۲۹۱ [۳] وھو صدوق تقریب ص ۲۹۶ [۴] تقریب ص ۳۰۴ [۵] تقریب ص ۳۱۵ [۶] تقریب ص ۳۱۵ [۷] تقریب ص ۳۲۴ اس سے ابو داؤد، ترمذی، نسائی نے روایت کی ہے صدر درجہ کے ثقہ ہیں (رضوی) [۸] تقریب ص ۳۳۲

طبقہ سے اور نوے سال کی عمر میں ۲۱۰ھ میں وفات پائی[1] سیوطی نے کہا اور ابو سہل نصر بن عبدالکریم بن بلخی جو صیقل کے ساتھ مشہور ہیں اور سیوطی نے کہا نضر بن عبدالملک عسکری نضر بن عبداللہ ازدی! میں کہتا ہوں وہ ابو غالب کوفی اصبہان کے رہنے والا نوویں طبقہ سے ہے[2]

سیوطی نے کہا اور النضر بن محمد مروزی میں کہتا ہوں وہ ابو محمد اور ابو عبداللہ بنی عامر کا غلام! عسقلانی نے کہا صدوق ہے کئی بار وہم میں پڑا آٹھویں طبقہ سے اور نسائی کے شیوخ سے ہے[3] سیوطی نے کہا اور نعمان بن عبدالسلام! میں کہتا ہوں وہ ابو المنذر اصبحانی تمیمی، حافظ ابن حجر نے کہا ثقہ عابد، فقیہہ نوویں طبقہ سے اور ابو داؤد اور نسائی کے شیوخ سے ہیں[4]،

سیوطی نے کہا اور نوح بن درّاج قاضی! میں کہتا ہوں وہ نوح بن درّاج نخعی جن کا غلام ابو محمد کوفی آٹھویں طبقہ سے ہے اور ابن ماجہ کے شیوخ سے ہے[5]، سیوطی نے کہا اور نوح بن ابی مریم! میں کہتا ہوں وہ ابو عصمہ المروزی قرشی اور جامع میں جامع علوم سے معروف ہے لیکن محدثین نے اسے ضعیف کہا اور ساتویں طبقہ سے ہے ۱۷۳ھ میں وفات پائی[6]، سیوطی نے کہا مریم بن سفیان اور حوزہ بن خلیفہ! میں کہتا ہوں، وہ ابو الاشہب ثقفی کبری، بصری الاصم بغداد کا رہنے والا حافظ ابن حجر نے کہا صدوق ہے نوویں طبقہ سے اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا ۲۱۶ھ میں وفات پائی[7]

سیوطی نے کہا اور ہیاج میں کہتا ہوں وہ ہیاج بن بسطام تمیمی برجمی (باء مضموم اور جیم کے درمیان راء ساکن کے ساتھ) ابو خالد سہروی ساتویں طبقہ سے ہے ۱۷۷ھ میں وفات پائی[8]

---

[1] تقریب ص ۳۴۷ آپ عابد امت ہیں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں اور ثبت ہیں امام دار قطنی فرماتے ہیں مامون ہیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں ثقہ ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۱ ۲۸) [2] تقریب ص ۳۵۷ [3] تقریب ص ۳۵۸ [4] تقریب ص ۳۵۸ [5] تقریب ص ۳۶۰ [6] تقریب ص ۳۶۰ [7] تقریب ص ۳۶۵ [8] تقریب ص ۳۶۸ ۔

سیوطی نے کہا اور وکیع بن جراح میں کہتا ہوں کہ امام ابن اثیر نے جامع الاصول میں کہا ہے کہ ابو سفیان وکیع بن جراح بن ملیح بن عبد الرواسی کوفی قیس غیلان کے قبیلہ سے ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ وہ نیشاپور کی آبادی سے ایک بستی ہے ، اس نے اسمٰعیل بن ابی خالد اور ہشام بن عروہ ، سلیمان بن اعمش ، ابن جریج ، اوزاعی اور شعبہ سے سماع کیا ، اور اس سے ابن مبارک ، قتیبہ بن سعید ، احمد بن حنبل یحییٰ بن معین ، علی بن مدینی اور ان کے ماسوا بہت سی مخلوق نے روایات کیں ، بغداد میں آیا اور وہاں حدیث بیان کی اور یہ ثقہ اصحاب حدیث کے مشائخ میں سے ہے جن کی حدیث پہ اعتماد اور جن کی بات کی طرف رجوع کیا جاتا ہے بہت بڑی قدر والا یحییٰ بن معین نے کہا کہ میں نے وکیع سے بہتر کوئی نہیں دیکھا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور تحقیق آپ سے بہت سی باتیں سنی تھیں ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور عاشورہ کے روز ۱۹۷ھ میں وفات پائی ۔ اور عسقلانی نے انہیں اصحاب صحاح ستہ کے مشائخ سے شمار کیا ہے۔

اور کہا ثقہ ، حافظ ، عابد کبار میں سے نوویں طبقہ سے ہے ۔ اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے وکیع سے زیادہ علم کی جستجو کرنے والا اور حفظ کرنے والا نہیں دیکھا اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ وہ تمام عمر روزہ رکھا کرتے تھے ، اور ہر رات کو قرآن ختم کرتے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے انتہی[1]

سیوطی نے کہا اور یحییٰ بن ابو ایوب مصری اور یحییٰ بن نظر بن صاحب اور یحییٰ بن یمان ، اور یزید بن ذریع میں کہتا ہوں وہ ابو معاویہ بصری ہے تقریب التہذیب میں کہا ثقہ ، مضبوط آٹھویں طبقہ سے ہے ۱۸۲ھ میں وفات پائی اور اصحاب صحاح ستہ کے مشائخ سے شمار کئے گئے ہیں[2]

---

[1] تقریب التہذیب ص ۳۶۹ و تذکرۃ الحفاظ ص ۲۳۸ تا ص ۲۴۰ حدائق الحنفیہ ص ۱۵۸ ۔

[2] تقریب التہذیب ص ۳۸۲ ۔

اور سیوطی نے کہا اور یزید بن ہارون! میں کہتا ہوں وہ ابو خالد الواسطی سلمی جن کا غلام ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا ثقہ، پرہیزگار، عبادت گزار نوویں طبقہ سے ہے نوّے سال کے قریب عمر میں ۲۰۶ھ میں وفات پائی اور جامع اصول میں ہے اس سے امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ، احمد بن منیع، حسن بن عرفہ اور ان کے ماسوا نے روایات کیں بغداد میں آئے اور حدیث بیان کی ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے ابن مدینی نے کہا کہ میں نے ابن ہارون سے احمد کو زیادہ حافظ نہیں پایا۔

وہ عالم بالحدیث تھا اور حافظ، ثقہ، عابد، عالم، زاہد تھا زعفرانی نے کہا کہ میں نے یزید بن ہارون سے بہتر احمد کو نہیں دیکھا[۱]۔ سیوطی نے کہا اور یونس بن بکیر شیبانی! میں کہتا ہوں وہ ابوبکر الجمال کوفی نوویں طبقہ سے ہے ۱۹۹ھ میں وفات پائی اور وہ بخاری مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ کے شیوخ میں سے ہے[۲]۔

سیوطی نے کہا اور ابو اسحٰق فراری! میں کہتا ہوں وہ ابراہیم بن محمد بن حارث الامام ہے، حافظ ابن حجر نے کہا وہ ثقہ حافظ، اس کی کئی تصانیف ہیں آٹھویں طبقہ سے ہے ۱۸۵ھ میں وفات پائی اور یا اس[۳] کے بعد وفات پائی۔ سیوطی نے کہا اور ابو حمزہ یشکری میں کہتا ہوں وہ محمد بن میمون المروزی ہے، ابن حجر نے کہا ثقہ فاضل ہے ساتویں طبقہ سے ہے ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں وفات پائی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا گیا ہے[۴]

سیوطی نے کہا اور ابو صغیر الصغانی اور ابو شہاب الحناط الکبیر اور اس کا نام موسیٰ بن نافع اسدی ہے اور ہذلی بھی کہا جاتا ہے تقریب التہذیب میں کہا صدوق ہے،

---

[۱] تقریب التہذیب ص۳۸۵ تفصیلی حالات کے لئے تذکرۃ الحفاظ ص۲۴۶ تا ص۲۴۷ [۲] تقریب ص۳۹۰ یحییٰ بن معین کہتے ہیں صدوق ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں راست گو ہیں امام ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث کا کسی محدث نے انکار نہیں کیا امام بخاری اور مسلم نے اس سے روایت لی ہے (تذکرۃ الحفاظ ص۲۵۲) [۳] تقریب التہذیب ص۲۳

[۴] تقریب التہذیب ص۳۲۱ امام یحییٰ بن معین نے آپ کی توثیق کی ہے، آپ ثقہ، عقلمند، پختہ کار نرم خو، سخاوت پسند اور شیریں کلام تھے (تذکرۃ الحفاظ ص۱۹۰)

اور چھٹے طبقہ سے ہیں اور بخاری، مسلم اور نسائی کے شیوخ سے شمار کیا گیا ہے[1]۔

سیوطی نے کہا اور ابو مقاتل سمرقندی! میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ وہ مقبول ہے آٹھویں طبقہ سے ہے اور امام ترمذی کے شیوخ میں شمار کیا ہے[2]۔ اور سیوطی نے کہا قاضی ابو یوسف! میں کہتا ہوں وہ امام فقیہہ الفقہاء، قدوۃ العلماء یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف قاضی ہیں جن کا ذکر پہلے شروع میں گزر چکا ہے علامہ سیوطی کا کلام منتہی ہوا۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ بے شک جو کچھ علامہ کا ذکر کیا ہے یہ بہت قلیل ہے اور اب میں اپنے معتمد اصحاب سے ایک جماعت کا ذکر کرتا ہوں، علامہ ابن حجر نے اپنے رسالہ مسمّٰی خیرات الحسان میں کہا کہ بے شک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں سے ایک عبدالرزاق بھی ہے میں کہتا ہوں کہ جامع الاصول میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ابو بکر عبدالرزاق بن نافع بن حمیدی جن کا غلام یمنی صنعانی ہے اور وہ مشہور کثرت سے روایت کرنے والوں سے ہیں اور صاحب تصانیف کثیرہ اور زمین کے چاروں طرف سے لوگ ان کی طرف آتے انہوں نے معمر اور ثوری اور ان کے ماسوا سے سماع کیا۔

اور ان سے امام احمد بن حنبل، یحیٰی بن معین، احمد بن منصور اور ان کے ماسوا نے روایت کی ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱۱ھ میں وفات پائی، حافظ ابن حجر نے کہا وہ نوویں طبقہ سے اور ۸۵ سال عمر پائی[3] اور ان میں سے یحیی بن ذکریا بن ابی زائدہ جیسا کہ مسند امام ابی حنیفہ میں منقول ہے۔

عسقلانی نے اسے اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ سے شمار کیا ہے اور کہا وہ مضبوط نوویں طبقہ کے کبار سے ہیں ۱۸۳ھ یا ۱۸۴ھ میں وفات پائی امام شافعی نے کہا۔ صحیح روایت کی بنا پر ۱۸۲ھ میں اہل کوفہ کے عالم یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ الحافظ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

[1] تقریب التہذیب ص ۳۵۳ [2] تقریب التہذیب ص ۴۲۸ [3] تقریب التہذیب ص ۲۱۳

امام ذہبی کہتے ہیں کہ بہت سے آئمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے ان کی احادیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں مذکور ہیں (تذکرۃ الحفاظ) ص ۲۷۹/۱۔

ابن مدینی نے کہا کہ اس کے زمانہ میں علم اس پر منتہی تھا اور ثوری کے بعد زیادہ مقام والا تھا اور امام جزری نے انہیں حمزہ کی روایت سے طبقات قراء سے شمار کیا ہے[1] اور ان میں سے ابو یحییٰ حمانی اور وہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ابو یحییٰ کوفی مشہور ثقہ ہے۔ نویں طبقہ سے ہے ۲۰۳ھ میں فوت ہوا اور عسقلانی نے اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا[2] اور ان میں سے ابوداؤد الطیالسی اس بنا پر جو امام ابومعشر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوداؤد الطیالسی اس نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔

اور عبداللہ بن انیس کوفی ۹۴ھ میں آئے تو میں نے انہیں سنا اور اس وقت میں دس سال کا تھا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کس چیز کی محبت اندھا بہرا بنا دیتی ہے[3] اور ابوداؤد اور یہ سلیمان بن داؤد بن جارود الطیالسی بصری ہے حافظ ابن حجر نے کہا ثقہ، حافظ، نویں طبقہ سے ہے ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے اور یہ امام بخاری اور مسلم اور ان کے ماسوا کے شیوخ میں سے ہے اور آپ سے ان تمام نے روایت بھی لی ہیں[4]

اور انہی میں سے جرح و تعدیل کے امام، حافظ، ناقد عظیم المرتبت، کبیر المنزلت آئمۃ الاسلام امام یحییٰ بن معین ہیں۔ اس بنا پر جو ابومعشر نے اپنے اسناد کے ساتھ یحییٰ بن معین اس نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا کہ آپ نے عائشہ بنت عجرہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین میں اللہ کا بڑا لشکر ٹڈی ہے نہیں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں[5]۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ یحییٰ بن معین غطفانی ان کے سردار ابو ذکریا بغدادی ثقہ حافظ، جرح و تعدیل کے امام دسویں طبقہ سے ہے[6]

۱؎ تقریب التہذیب ص۳۷۵ ۲؎ تقریب التہذیب ص۱۹۷

۳؎ تبییض الصحیفہ ص۱۱ ۴؎ تقریب ص۱۳۳۔

۵؎ تبییض الصحیفہ ص۱۲ ۶؎ تقریب التہذیب ص۳۷۹ زیادہ تفصیل کے لئے تذکرۃ الحفاظ دیکھو ج۲ طبقہ ۸ ص۳۲۲، ص۳۲۳۔

میں کہتا ہوں کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور اس تختہ پر انہیں غسل دیا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اس ہاتھ سے چھ لاکھ احادیث لکھی ہیں امام شافعی نے کہا کہ ان سے آئمہ کبار نے روایات کیں ہیں جن میں سے امام مسلم، بخاری، اور ابو داؤد ہیں اور امام ابو حنیفہ کے تابعین اور آپ کے آثار پر چلنے والے امام یحییٰ بن سعید قطان ہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ جسے خطیب نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کسی کی رائے نہیں سُنی اور بے شک ہم نے آپ کے اکثر اقوال اختیار کئے ہیں۔

یحییٰ بن معین نے کہا اور یحییٰ بن سعید فتویٰ میں کوفیوں کی طرف مائل تھے اور ان کے اقوال سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار کرتے اور آپ کے ساتھیوں کے درمیان سے آپ کی رائے پر چلتے۔[۱]

امام ابن اثیر نے جامع الاصول میں کہا کہ یحییٰ بن سعید قطان سے عبد الرحمٰن بن مہدی عفان بن مسلم، علی بن مدینی، مسدد، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، محمد بن مثنی اور ان کے ماسوا نے روایات کیں، بغداد میں آئے اور حدیث بیان کی اور وہ امام کبیر، ثقہ حافظ، عالم، عارف بالحدیث مشہور، کثیر روایات والے ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور صفر میں ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میری آنکھ نے یحییٰ بن سعید جیسا نہیں دیکھا اور ابراہیم بن محمد تیمی نے کہا کہ میں نے علم رجال کا واقف یحییٰ بن سعید قطان سے زیادہ نہیں دیکھا۔[۲]

علامہ ابن حجر نے کہا کہ ابن معین سے پوچھا گیا کیا صفوان نے ان سے روایات کی ہے؟ کہا ہاں سفیان ثوری اور امام ابو یوسف سے منقول ہے میری نسبت سفیان ثوری امام ابو حنیفہ کے زیادہ پیروکار ہیں۔

---

[۱] تاریخ بغداد ص ۳۴۵/۱۳، ص ۳۴۶

[۲] تفصیلی حالات کے لیے تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۳۴ تا ص ۲۳۵۔

علامہ ابن حجر نے کہا کہ سفیان ثوری نے کہا کہ جب کہا جاتا کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہوں تو کہتے تحقیق میں روئے زمین کے زیادہ فقیہ کے پاس سے آیا ہوں[1] اور نیز کہا کہ بے شک جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اس چیز کا محتاج ہے کہ آپ سے قدر و مرتبہ اور وافر علم میں اعلیٰ ہو[2] اور اس کی اس واقعہ سے تائید ہوتی ہے کہ جب ان دونوں نے حج کیا تو وہ ان کے آگے چلتے تھے اور وہ آپ کے پیچھے پیچھے اور جب کوئی سوال کیا جاتا تو وہ جواب نہ دیتے بلکہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہی جواب دیتے انتہی[3]۔

پھر جو بعض مؤرخین نے روایت کیا ہے آپ پر کوئی عیب نہیں ممکن ہے کہ وہ آپ کے حاسدین کی اختراع و وضع ہو جامع الاصول میں سفیان ثوری کے تذکرہ میں کہا وہ ابو عبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری کوفی ہیں جو کہ مسلمانوں کے امام، اللہ کی تمام مخلوق پر اس کی دلیل، علم، اجتہاد، حدیث، زہد و تقویٰ اور فقہ میں بلند مرتبہ اور علم حدیث اور اس کے علاوہ دوسرے علوم آپ کی طرف منتہی ہوتے ہیں اور وہ آئمہ مجتہدین میں سے ایک ہیں اور اسلام کے احکام اور دین کے ارکان میں سے ایک ہیں،

سلیمان بن عبد الملک کے زمانہ میں ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور مہدی کی بادشاہی کے وقت سنہ ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی اور ان سے معمر، اوزاعی ابن جریج، شعبہ، ابن عیینہ، فضیل بن عیاض، یحییٰ قطان، وکیع، ابن مبارک اور ان کے ماسوا نے روایات کیں اور انہوں نے ابو اسحٰق، عمرہ بن مرہ، منصور اور ان کے ماسوا سے سماع کیا[4]۔

امام مالک اور یہ کئی بار گزر چکا ہے کہ بے شک امام مالک بن انس امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام ابن اثیر نے کہا اور وہ امام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر، بنی حمیر بن سباء اکبر پھر بنی یشخب بن قحطان سے ہیں اور

---

[1] تبییض الصحیفہ صٓ۲۰ و تاریخ بغداد صٓ۳۴۴، الخیرات الحسان صٓ۱۰۵ [2] الخیرات الحسان صٓ۱۰۵ [3] الخیرات الحسان صٓ۱۰۶ [4] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۷۲/۱ تا صٓ۱۷۵۔

ان کے نسب میں اس کے سوا بھی اختلاف ہے ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۴ سال کی عمر میں ۱۷۹ھ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ واقدی نے کہا کہ وہ نوّے ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ اور یحییٰ نامی ان کا ایک لڑکا ہے اور اس کے سوا دوسرے کا علم نہیں اور وہ حجاز کے امام بلکہ فقہ و حدیث میں بلند مرتبہ والے اور انہیں یہی فخر کافی ہے کہ امام شافعی ان کے ساتھیوں میں سے ہیں محمد بن شہاب، یحییٰ بن سعید انصاری، نافع حضرت ابن عمر کا غلام، محمد بن منکدر، ہشام بن عروہ بن زبیر، زید بن اسلم، سعید مقبری اور ان کے سوا بہت سے لوگوں سے علم حاصل کیا، اور ان سے بے شمار لوگوں نے علم حاصل کیا اور وہ آئمہ بلاد ہیں اور ان میں سے امام شافعی، محمد بن ابراہیم بن دینار، ابو ہشام بن مغیرہ، عبدالعزیز بن ابی حازم اور عثمان بن عیسٰی اور یہ ان کے ساتھیوں کی طرح ہیں۔

اور معین بن عیسٰی، یحییٰ بن یحییٰ، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، عبداللہ بن وہب، اصبغ اور ان کے ماسوا اور بھی بے شمار لوگ ہیں اور یہ بخاری، مسلم، ابی داؤد، ترمذی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ان کے سوا بھی آئمہ حدیث کے مشائخ ہیں۔

امام مالک نے کہا کہ بہت کم لوگ ہیں کہ جن سے میں نے علم سیکھا وہ فوت ہونے تک میرے پاس آتے رہے اور استفادہ کرتے رہے اور امام مالک علم و دین کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے اور اپنی مسند کے اوپر بیٹھ جاتے اور داڑھی میں کنگھی کرتے اور خوشبو لگاتے اور بہت وقار اور رعب کے ساتھ بیٹھتے پھر حدیث بیان کرتے تو اس کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں۔

یحییٰ بن قطان نے کہا کہ لوگوں میں امام مالک سے زیادہ صحیح حدیث نقل کرنے والا کوئی نہیں، امام شافعی نے کہا کہ جب علماء کا تذکرہ ہو تو امام مالک ستارہ ہیں۔ اور امام شافعی نے کہا کہ میں نے امام مالک کے دروازہ پر خراسان کے گھوڑے

اور مصر کے خچر دیکھے، ان سے زیادہ اچھے میں نے نہیں دیکھے، میں نے انہیں کہا کہ یہ کتنے حسین ہیں تو آپ نے کہا کہ اے ابا عبداللہ یہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہوں تو میں نے کہا آپ اپنے لئے ایک جانور رکھ لیں جس پر سوار ہو لیا کریں تو فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو اپنے جانور کے پاؤں کے ساتھ روندوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اس جیسے اس بلند پہاڑ بحر ذاخر کے مناقب ہیں۔

حافظ ابن حجر نے امام بخاری سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر ہے یہ ساتویں طبقہ سے ہیں ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور ۹۳ھ میں پیدا ہوئے تھے، علامہ جزری نے انہیں طبقۂ قراء میں سے ذکر کیا ہے کہا آپ نے حضرت نافع سے روایات لیں ہیں اور آپ سے اوزاعی، یحیٰی بن سعید اور حلوانی نے روایت لیں[۱]۔ اور امام صاحب کے تمام ساتھیوں میں سے ایک شیخ، زاہد، فقیہہ ابن ایوب عامری ابوسعید بلخی حنفی ہیں۔

ذہبی نے کہا کہ بلخ میں فقہاء اسلام میں سے ایک خلف بن ایوب ابوسعید بلخی ہیں، عوف اور معمر سے اور ایک جماعت سے روایت کی اور ان سے احمد، ابوکریب اور خلف نے روایت کی ابن حبان نے کہا ثقہ ہیں۔ ابن معین نے ضعیف کہا میں کہتا ہوں اور وہ علم و عمل والے اور خدا پرست تھے صحیح روایت کی بنا پر ۲۰۵ھ میں فوت ہوئے اور ان سے ایک جماعت نے روایت کی[۲] انتہی۔

اور ان میں سے بعض نے کہا کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں اور کہا وہ امام فقیہہ، دیانت صلاح و تقویٰ میں تمام شہروں سے ممتاز تھے اور سفیان ثوری کی صحبت میں بھی رہے اور تقریب التہذیب

---

[۱] حضرت امام مالک کی حالاتِ زندگی پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں زیادہ تفصیل جاننے کے لئے ان کی طرف رجوع کریں۔ یہ مندرجہ بالا تمام حالات کچھ اور حالات و مناقب علامہ ذہبی ؒ نے تذکرۃ الحفاظ ج ۱ میں ذکر کئے ہیں۔

[۲] حدائق الحنفیہ ص ۱۶۷۔

ہیں امام ترمذی کے شیوخ سے شمار کیا اور کہا کہ وہ نویں طبقہ سے ہیں ۲۱۵ھ میں فوت ہوئے[1] کنز الخفی میں ہے کہ بے شک خلف بن ایوب علماء کبار جو اپنے علم پر عمل کرنے والے زہد و تقوی کی انتہا کو پہنچے ہوئے جس سے ان کے ساتھی اور جیسے ان تمام رہے اور اللہ کے حق کے لئے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔
اور کہا کہ ابراہیم بن یوسف ایک دن مجلس سے کھڑے ہوئے اور اپنی مسکن میں داخل ہوئے تو ایک عورت آپ کے سامنے کھڑی ہوگئی تو آپ نے اسے فرمایا کہ اپنی ضرورت کے بارے میں بات کر تو اس نے کہا کہ تم دیکھتے نہیں کہ بے شک علماء کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے تو ابراہیم رو پڑے حتی کہ آنسو کی قطار لگ گئی کہا تو نے غلط کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اتنے عرصہ سے اندھیریوں کے طبقات میں چلے گئے ہیں اگر تیرا ارادہ ہو تو دونوں خلف بن ایوب اور شفیق بن ابراہیم کی قبریں ہیں پھر بہت طویل حضرت خلف کی کرامات کا تذکرہ کیا۔

اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ان تمام راویوں میں سے ایک حماد بن زید ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے عسقلانی نے کہا حماد بن زید بن درہم ازدی جہضمی ابو اسمٰعیل بصری ثقہ، ثبت، فقیہہ ہے بعضوں نے کہا کہ وہ نابینا تھا اور شاید یہ اس پر عیب لگایا گیا ہو کیونکہ یہ ثابت ہے کہ وہ لکھا کرتا تھا اور نویں طبقہ کے کبار میں سے ہے ۸۱ سال کی عمر میں ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور اسے اصحاب صحاح ستہ کے مشائخ سے شمار کیا گیا ہے[2]

اور جامع الاصول میں ہے کہ حماد بن زید وہ عمدہ آئمہ اعلام سے ہے اس سے ابن مبارک، یحیی بن سعید بن مہدی نے روایات کیں اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور جسے روایت کرنے والوں میں سے اسمٰعیل بن عیاش ہے جیسا کہ ابو معشر نے اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ... ابو داود، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ کے

---

[1] تقریب التہذیب ص۹۳

[2] تقریب التہذیب ص۸۲ و تذکرۃ الحفاظ ص۱۸۹

کے شیوخ میں سے ہے اور امام عبدالعظیم المنذری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ بیشک وہ ثقہ ہے، ابن حجر نے کہا کہ وہ آٹھویں طبقہ سے ہے اور ۹۹ سال کی عمر میں ۱۸۱ھ یا ۱۸۲ھ میں وفات پائی

اور امام کبیر، ولی مشہور صاحب مناقب علیاء اور مقامات جلیلہ کے اصحاب میں سے ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ہے، منقول ہے کہ وہ بے شک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں حاضر ہوا کرتے تھے اور لوگ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور کہتے اے ہمارے سردار ابراہیم اور شیخ ابوعبدالرحمن السلمی نے انہیں مشائخ صوفیہ کے پہلے طبقہ سے شمار کیا ہے اور آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں[1]۔

اور ۱۶۲ھ شام میں وفات پائی، اور ان میں سے شیخ جلیل، امام نبیل ابوعلے فضیل بن عیاض خراسانی ہیں اور کتب میں ان کی بلند و بالا اور ظاہر کرامات و مقامات منقول ہیں اور شیخ ابوعبدالرحمن نے انہیں اکابر صوفیہ کے پہلے طبقہ سے شمار کیا ہے ابراہیم شماس نے کہا کہ میں نے فضیل بن عیاض کو کہتے سنا کہ میں اور ابوورد ایک ساتھ اکٹھے پیدا ہوئے اور عبداللہ بن محمد نے کہا کہ وہ بخاری الاصل ہیں ۱۸۷ھ یا اس سے پہلے ماہ محرم میں وفات پائی اور ان میں سے قطب الاولیاء، قدرۃ الاتقیاء، محبوب صمدانی، ابویزید بسطامی ہیں جیسا کہ تاریخ مشاملۃ الاصفیاء لاخوان العلم والصفاء میں بعض سے نقل کرتے ہوئے مذکور ہے اور آپ نے ۲۶۱ھ میں وفات پائی اور میں نے حسین بن یحیٰی سے سنا کہ بے شک وہ ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے واللہ اعلم۔

اور ان میں سے شفیق بلخی ہیں اور ان میں سے شفیق بن ابراہیم ابوعلی ازدی

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ص ۲۰ ودیگر کتب تصوف میں آپ کے بہت فضائل ومناقب لکھے ہوئے ہیں ان کی طرف رجوع کریں۔ مثلاً تذکرۃ الاولیاء، کشف المحجوب وغیرہ [2] آپ بھی بہت بڑے ولی ہیں آپ کے حالات کے لئے بھی کتب تصوف کی طرف رجوع کریں۔

اہل بلخ میں سے ہیں جو کہ ازروئے توکل اچھی عادت والے اچھے کلام والے اور وہ خراسان کے مشاہیر میں سے ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ہیں جنہوں نے خراسانی طریقہ میں علوم احوال کے ساتھ کلام کیا اور حاتم اصم کے استاد، ابراہیم بن ادہم کے ساتھی اور ان سے میں طریقہ (سلوک) کو حاصل کیا انتہی۔

میں کہتا ہوں کہ وہ امام زفر کے شاگرد ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی رہے[۱] اور ان ہی کے واسطہ سے امام ہمام، حجۃ اللہ علی الانام محمد بن علی ابو عبداللہ کلیم ترمذی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ جو کہ نوادر اصول کے مصنف، مقامات علیاء اور کرامات جلیلہ کے مالک ہیں ۲۵۵ھ میں فوت ہوئے

شیخ سلمی نے کہا کہ انہوں نے ابو تراب نخشی سے ملاقات کی اور یحییٰ بن جلا، اور احمد حضرویہ کی صحبت میں رہے اور خراسان کے مشائخ کبار میں سے ہیں اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور آپ نے بہت سی حدیثیں لکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے باپ محمد بن حسن سے بھی روایت کی ہے اور ان کے واسطہ سے ہی جیسا کہ میرا خیال ہے ابو حمزہ بغدادی سے بھی روایت کی ہے۔

شیخ سلمی نے کہا کہ وہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور ابو تراب نخشی کے بعض سفروں میں ان کے بھی ساتھی رہے اور وہ عیسیٰ بن ابان کی اولاد میں سے ہیں اور نیز حضرت بشر (حافی) رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے ۲۸۹ھ میں فوت ہوئے[۲] میں کہتا ہوں کہ عیسیٰ بن ابان امام ابو حنیفہ کے فقہاء کے سرداروں میں سے ہیں اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے وفات پائی[۳]

تتمہ } آپ کے مذہب کے آئمہ فقہاء، محدثین، علماء، متقدمین میں سے ایک جماعت کے ذکر میں، ان میں سے امام فقیہہ، محدث، قاری، ابو یعلی، معلی بن منصور

---

[۱] آپ بھی بہت بڑے ولی ہیں آپ کے حالات کے لئے بھی کتب تصوف کی طرف رجوع کریں

[۲] آپ بہت بڑے ولی، محدث اور مشہور حافظ حدیث ہیں اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۵۴ ج ۲)

[۳] حدائق الحنفیہ ص ۱۷۲۔

قاضی بخاری بغداد کے قریب کے رہنے والے اور حافظ ابن حجر نے انہیں امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا ہے کہا ثقہ، سُنّی، فقیہہ تھے قاضی بننے کا آپ سے مطالبہ کیا گیا مگر انکار کر دیا اور دسویں طبقہ سے ہیں ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔[۱]

امام جزری نے انہیں طبقات قراء میں بھی ذکر کیا ہے اور کہا کہ بے شک معلی بن منصور فقیہہ، حنفی، ثقہ مشہور ہیں ابوبکر سے قراءت کی روایت کی اور امام ابویوسف کے ساتھیوں میں سے تھے، اور امام مالک بن انس اور لیث سے حدیث روایت کی اور محمد بن سعدان سے قراءت کی روایت کی اور علی بن مدینی اور ابوبکر بن ابی شیبہ سے سماع کیا۔ عجلی نے کہا وہ ثقہ، عمدہ رائے والا، سنت پر چلنے والا ہے کئی بار قاضی بننے کا آپ سے مطالبہ کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ کتب حدیث معلی عن ابی یوسف کی روایت کے ساتھ بھری پڑی ہیں[۲] اور ان میں سے ان کے بیٹے یحییٰ بن معلی بن منصور ابوعوانہ الرازی بغداد کے قریب کے رہنے والے تھے۔

عسقلانی نے اسے ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا ہے اور کہا صدوق، صاحب حدیث ہے گیارویں طبقہ سے ہے[۳] اور ان ہی سے بشر بن ولید کندی امام ابویوسف کا شاگرد اس سے بغوی، ابویعلی، حامد بن شعیب نے روایات کیں ذہبی نے کہا کہ امام ابویوسف سے علم فقہ حاصل کیا، وسیع علم فقہ والے اور عبادت گزار تھے دن رات میں ۲۰۰ رکعت ان کا وظیفہ تھا بڑھاپے اور فالج کے بعد بھی ان پر مداومت کی صالح نے کہا صدوق ہے۔ لیکن اتنا عاقل نہیں۔

اور دار قطنی نے ثقہ کہا ہے آٹھویں طبقہ سے ہے۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ ابن حجر نے کہا کہ وہ فقہاء حنفیہ میں سے ہے، اور ان میں سے امام محمد بن کثیر بن رفاعہ بن سماعہ رفاعی کوفی ہیں۔ بغداد کے قاضی بنے اور حفص بن غیاث، عبداللہ بن ادریس

---

[۱] تقریب التہذیب صہ ۳۴۳ [۲] آپ کے مزید حالات کے لئے دتذکرۃ الحفاظ ۲۸۶/۱ [۳] تقریب التہذیب صہ ۲۷۹۔

اور ابی بکر بن عیاش سے روایت کی اور ان سے بخاری، مسلم اور ان کے ماسوا نے روایات کیں ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔ (رِفاعہ واو کے کرہ اور فاء اور عین کی تخفیف کے ساتھ) (اور سماعہ، سین کے فتحہ اور میم کی تخفیف کے ساتھ ہے (یعنی دونوں میں شد نہیں)

محمد بن سماعہ عبداللہ بن ہلال تمیمی کوفی، قاضی حنفی، صدوق دسویں طبقہ سے ہیں ۲۳۳ھ میں ۱۰۰ اسو سال سے زیادہ عمر میں وفات پائی۔[1] میں کہتا ہوں کہ یہ امام حسن بن زیاد لؤلؤی کے شاگرد ہیں اور ان میں سے حارث بن مرہ ابو مرہ حنفی یمانی ثُمَّ بصری ہے ابن حجر نے کہا کہ صدوق نویں طبقہ سے ہیں۔[2]

ابن اثیر نے کہا کہ اسمٰعیل بن ہشام حنفی سے روایت کی اور ان میں سے امام عالم، صالح فقیہہ محمد بن شجاع فقیہہ عراق امام حسن بن زیاد کے شاگرد تھے امام یافعی نے کہا کہ ۲۶۶ھ میں وفات پائی، حافظ ابن حجر نے کہا کہ گیارویں طبقہ سے ہیں اور ۸۵ سال عمر پائی[3] اور امام جزری نے انہیں قراء کے طبقہ سے شمار کیا اور کہا کہ محمد بن شجاع ابو عبداللہ بلخی بغدادی جو کہ فقیہہ حنفی عالم مشہور صالح اور امام احمد سے حاصل کرتے اور امام شافعی کی تنقیص کرتے اور جب وفات کا وقت قریب ہوا تو ان تمام سے رجوع کر لیا اور ان کے مناقب کو ذکر کیا اور عرفہ کے روز عصر کی نماز کے آخری سجدہ میں ۲۶۴ھ یا ۲۶۶ھ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو وفات پائی[4] اور ان میں سے امام طحاوی ہیں۔

(امام طحاوی) امام ابن اثیر نے کہا وہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی طحاوی ہیں مصر میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ریاستِ (علمیہ) ان پر منتہی ہوتی ہے۔ جعفر بن عمران اور ابی حازم عبدالحمید بن عبدالعزیز سے علم حاصل کیا۔ شافعی المذہب

---

[1] تقریب التہذیب ص ۳۰۱ [2] تقریب التہذیب ص ۶۱ [3] تقریب التہذیب ص ۳۰۱ [4] آپ کو محدثین نے متروک قرار دیا ہے کیونکہ آپ بقول بعض کے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ لیکن مولانا فقیر محمد جہلمی و دیگر جہت سے محدثین نے کہا ہے کہ یہ آپ پر بہتان ہے آپ فقیہہ محدث عابد اور قاری تھے (حدائق الحنفیہ ص ۱۸۲ و [illegible])

تھے اور مزنی سے علم فقہ حاصل کیا تو اس سے جعفر بن عمران کی طرف منتقل ہوئے اور علم کی انتہاء کو پہنچے اور کئی کتابیں تصنیف کیں ۲۳۸ھ میں پیدا ہوئے[1] اور ۳۲۱ھ میں وفات پائی امام یافعی نے کہا کہ انہوں نے مفید کتابیں تصنیف کیں ان میں سے احکام قرآن، اختلاف العلماء، معانی الآثار، شروط، تاریخ کبیر اور ان کے ماسوا بھی اور ان کی نسبت مصر کے قریب ایک بستی کی طرف ہے۔

امام جزری نے کہا کہ امام طحاوی نے امام ابوحنیفہ کے مذہب کو محمد بن سنان سے یعنی شیرازی کی نسبت سے حاصل کیا ہے اور وہ محمد بن حسن شیبانی سے ہیں اور علم قراءت موسیٰ بن عیسیٰ سے اس نے خلف سے اس نے یحییٰ سے اس نے حمزہ سے جن کو میں امام طحاوی کے شیوخ خیال کرتا ہوں اور ان کے ماسوا جعفر بن عمران سے بھی عسقلانی نے کہا کہ وہ جعفر بن محمد بن عمران تعلبی کوفی اپنے دادا کی طرف بھی منسوب کہا جاتا ہے صدوق ہے اور گیارویں طبقہ سے اور اسے امام نسائی اور ابن ماجہ کے شیوخ سے شمار کیا ہے[2]۔

اور ان میں سے طحاوی کے علاوہ ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز حنفی ہے امام یافعی نے کہا کہ وہ قاضی القضاۃ تھے اور اس سے کئی روایات مروی ہیں اور صاحب محاسن ہیں اور ۲۹۵ھ میں وفات پائی[3] اور ان میں سے امام ابو عصمہ عصام بن یوسف بلخی شیخ الحنفیہ ہیں ابومطیع نے کہا کہ اگر عصام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتا تو آپ اس سے مشورہ کرتے ۸۴ سال کی عمر میں ۲۱۵ھ میں وفات پائی[4]

---

[1] آپ کے تفصیلی حالات کے لئے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی کی کتاب تذکرۃ المحدثین ص ۱۵۳ تا ص ۱۷۰ کی طرف رجوع کریں [2] آپ فاضل عالم ثقہ اور پرہیزگار تھے کافی کتابوں کے مصنف ہیں حدائق الحنفیہ ص ۱۸۶ [3] آپ اپنے زمانے کے شیخ اور صاحب حدیث تھے ابن ماجہ نے ثقہ کہا ہے اور خطا بھی کر جاتے تھے، حدائق الحنفیہ ص ۱۶۴۔

اوران میں سے امام آئمہ الہدیٰ فقیہہ الفقہا، عمدۃ المحدثین شیخ شہیر ابوحفص کبیر بخاری ماوراء النہر کے شیخ ہیں امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد ہیں اور بخارا میں ۷۰ سال کی عمر میں ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔ اور امام بخاری سے ایک مسئلہ پر کہ بچے کو غیر آدمی سے دودھ پلانے سے رضاعت کے ثابت ہونے میں اختلاف کرنا اور اس وجہ سے امام بخاری کا انہیں نکال دینا ثابت ہے جیسا کہ کتب میں مشہور ہے[۱]

اوران میں سے قاضی بکار بن قتیبہ امام طحاوی اوران کے ماسوا کے استاد ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ جہان میں اللہ کی کتاب کے لئے رونے والوں میں سے تھے۔ اور کئی سال قید میں رہے اور قید میں ہی احادیث بیان کیا کرتے تھے اور ۲۷۰ھ میں وفات پائی[۲]۔ اوران میں سے عبداللہ بن بارق حنفی کوفی امام ابوعبداللہ کوفی جو کہ امام ترمذی کے شیوخ میں سے ہیں کے شیخ ہیں اور آٹھویں طبقہ سے ہیں جیسا کہ تقریب التہذیب میں مذکور ہے[۳]

اوران میں سے عمدۃ المحدثین حافظ قاضی ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ برتی فقیہہ حافظ صاحب مسند ہیں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ فقہ کی بصیرت رکھنے والے اور حدیث کو پہچاننے والے تھے اور یہ زاہد، اعیان حنیفہ میں سے بڑی قدر و منزلت والے ہیں ۲۸۰ھ میں وفات پائی[۴] اوران میں سے شیخ عالم حکم بن معبد خزاعی فقیہہ اصفہانی ہیں امام یافعی نے کہا کہ وہ اکابر حنفیہ اور ثقات میں سے ہیں ۲۹۵ھ میں فوت ہوئے اور البرتی یہ برت کی طرف منسوب ہے اور یہ خوارزم کے علاقہ میں بہت بڑا مقام ہے اور وہ لوگ بخارا میں منتقل ہو گئے اور برت اس کی اصل بُرۃ ہے ایسا ہی الانساب میں ہے اوران میں سے ابوالحسن علی بن موسیٰ قمیؒ صاحب احکام قرآن، اور امام حنفیہ محمد بن شجاع کے شاگرد اور احمد بن سعدون کے شیخ اسی طرح الانساب السمعانی میں

---

[۱] حدائق الحنفیہ ص۱۷۰ [۲] آپ فقیہہ عادل، امام فاضل محدث ثقہ متورع زاہد تھے آپ سے ابوعوانہ اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی ہے (حدائق الحنفیہ ص۱۸۳ [۳]

[۴] آپ فقیہہ کامل محدث ثقہ حجت اور عابد تھے خطیب بغدادی نے آپ کو ثقہ حجت کہا (حدائق الحنفیہ ص۱۸۶

ہے ۱۳۵ھ میں وفات پائی اور ان میں سے قاضی اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں امام یافعی نے فرمایا کہ وہ زاہد، عبادت اور عدل فی الاحکام کے ساتھ موصوف تھے بغداد کے قاضی بنے پھر بصرہ کے اور ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔

امام عسقلانی نے کہا کہ وہ نویں طبقہ سے ہیں اور مامون الرشید کی خلافت میں فوت ہوئے[1] امام ذہبی نے کہا کہ انہوں نے عمر بن ورد، مالک بن مغول، ابن ابی زینب اور طائفہ سے روایات کیں اور ان سے سہل بن عثمان عبدالمؤمن رازی اور ایک جماعت نے احادیث نقل کیں اور وہ کبار فقہاء میں سے ہیں اور محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک کوئی بھی اسمٰعیل سے زیادہ علم والا مضبوط قضا کا والی نہیں ہوا۔ کہا گیا ہے اور نہ حسن کہا اور نہ ہی حسن بصری[2]۔

اور ان میں سے شیخ فقیہہ عبدالکبیر بن عبدالمجید بصری ابوبکر حنفی ہیں امام عسقلانی نے کہا کہ وہ ثقہ نویں طبقہ سے ہیں اور وہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ کے شیوخ میں سے ہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی[3] اور ان میں سے محمد بن خالد بصری حنفی امام ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ کے شیوخ میں سے ہیں حافظ ابن حجر نے انہیں دسویں طبقہ سے شمار کیا ہے[4]

اور ان میں سے محمد بن مبشر ابوسعید صاغانی بلخی حنفی ہیں امام ابن حجر نے کہا کہ وہ نویں طبقہ اور امام ترمذی کے شیوخ میں سے ہیں اور ان میں سے شیخ ایوب بن نجار ابواسمٰعیل حنفی ہیں حافظ ابن حجر[5] نے کہا کہ وہ ثقہ اور مدلس آٹھویں طبقہ سے ہیں اور یہ ابوداؤد مسلم اور نسائی کے شیوخ سے ہیں اور انہی میں سے یونس بن قاسم ابوعمر یمانی حنفی ہیں۔ تقریب التہذیب میں کہا کہ وہ ثقہ آٹھویں طبقہ سے ہیں اور وہ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں[6] اور انہی میں سے فقیہہ ابوجبہ محمد بن مقاتل رازی اعیانِ حنفیہ میں سے ہیں عسقلانی نے انہیں محدثین کے گیارہویں طبقہ سے شمار کیا ہے[7]۔ اور انہی میں سے امام احمد بن حسین

---

[1] تقریب التہذیب ص۳۳ [2] میزان الاعتدال ج ۱ ص۳۹ [3] تقریب التہذیب ص۲۱۷ [4] تقریب التہذیب ص۲۹۵ [5] تقریب التہذیب ص۴۲ [6] ایضاً [7] ایضاً ص۳۱۹

بغداد میں شیخ الحنفیہ ہیں، اور امام یافعی نے کہا کہ داؤد ظاہری نے ان سے ایک بار مباحثہ کیا تو وہ آپ سے شکست کھا گیا؟ اور ۳۱۷ھ میں وفات پائی[1]

اور ان میں سے فقیہہ صالح محمد بن عبداللہ بن دینار نیشاپوری ہیں: تاریخ یافعی میں امام حاکم سے روایت ہے کہ وہ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے اور فقر پر اصرار کرتے ہیں نے اپنے مشائخ اصحاب رائے میں ان سے زیادہ عبادت کرنے والا نہیں دیکھا ۳۳۸ھ میں فوت ہوئے۔ اور انہی میں سے اہل معقول کے معتمد بشر مریسی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ۲۱۸ھ میں فوت ہوئے[2]

اور ان میں سے عارف کبیر، ولیِ شہیر یحیی بن معاذ رازی ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے پاس[3] سلمی نے کہا کہ امام یحیی بلخ کی طرف گئے اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہے پھر نیشاپور کی طرف چلے گئے اور وہاں ۲۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ ان کے بے شمار محاسن ہیں تو جو ان پر مطلع ہونا چاہئے تو وہ مطولات کی طرف رجوع کرے اور انہی میں سے حنفی اصول و فروع میں اہل لغت کے مقتدا حافظ مصری ہیں اور تواریخ میں مذکور ہے کہ فنون ادبیہ میں ان کے کمالِ علمی کو دیکھنے والا حیران ہو جاتا ہے اور علوم عربیہ میں اسے بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے، ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔

اور انہی میں سے فقیہہ ابوبکر یحییٰ بن نصر بلخی قرشی ہے ۲۶۸ھ میں وفات پائی اور انہی میں سے علامہ شیخ ماوراء النہر ہیں اور حنفیہ کے شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد بخاری ہیں امام یافعی نے کہا کہ وہ محدث فقہ کے سردار کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اور ۳۴۰ھ میں وفات پائی اور ان میں سے امام علی الاطلاق عراق میں حنفیہ کے شیخ

---

[1] حدائق الحنفیہ ص ۱۸۹ [2] بشر بن ولید کندہ۔ ثقہ۔ فاضل، عادل (حدائق الحنفیہ ص ۱۶۷)

[3] آپ کے حالات کے۔ لئے کتب تصوف کی طرف رجوع کریں۔

ابوالحسن عبداللہ بن حسین کرخی ہیں، امام یافعی نے کہا کہ اس کے آئمہ کے ساتھیوں نے اس سے احادیث کی تخریج کی ہے اور وہ امام قناعت پسند، پاک دامن، عامل، روزہ دار، قیام کرنے والا، بہت بڑی قدر والا تھا ۸۰ سال کی عمر میں ۳۴۰ھ میں وفات پائی اور ان میں سے حرمین کے قاضی اپنے وقت میں احناف کے شیخ ابوالحسن احمد بن محمد نیشاپوری ہیں۔

امام یافعی نے کہا کہ امام ابوالحسن کرخی کے پاس علم فقہ حاصل کیا اور فقہ میں خوب کمال حاصل کیا اور ۳۵۱ھ میں وفات پائی اور انہی میں سے امام فقیہہ، محدث پرہیزگار بدعت کو ختم کرنے والے ابوبکر محمد فضل بخاری حنفی ہیں ۳۲۵ھ میں وفات پائی۔ اور انہی میں سے امام عابد اور فقیہہ زاہد ابوبکر طرخان نجاری ہیں ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام ہدایت کے نشان، اہل معقول و منقول کے مقتداء ابو منصور ماتریدی، متکلم، فقیہہ، حنفی، مشہور مفسر ہیں اور ماوراء النہر اور ان کے علاوہ کے حنفی باشندے ان کی اتباع کی وجہ سے اہل سنت کہلاتے ہیں اور کلام میں آپ کے مذہب کی پیروی کرتے ہیں کہتے ہیں کہ امام ابومنصور امام ابوحنیفہ کی بہت پیروی کیا کرتے تھے رسمرقند میں ۳۳۵ھ میں وفات پائی۔

امام صدر الاسلام نے آپ کے عقائد کے بارے کہا کہ امام ابومنصور، تریدی سمرقندی اہل سنت کے رؤسا اور صاحب کرامت تھے میرے والد شیخ امام نے اپنے دادا شیخ امام زاہد عبدالکریم بن موسیٰ آپ کی کرامات نقل کی ہیں اور کہا کہ ہمارے دادا نے ہمارے اصحاب کی کتب کتاب التوحید اور کتاب التاویلات کے معانی شیخ ابومنصور سے حاصل کئے ہیں انتہی۔

اور یہ دونوں کتابیں شیخ ابومنصور کی تالیفات میں سے ہیں[1] اور ان میں سے فقیہہ زاہد محمد بصری، میرانی حنفی ہیں بخارا میں ۳۳۵ھ میں وفات پائی اور ان میں سے علامہ فقیہہ زاہد محمد بن یعقوب حنفی نجاری ہیں ۳۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

---

[1] آپ کے حالات کے لئے حدائق الحنفیہ ص۱۹۳ تا ص۱۹۵ ملاحظہ فرمائیں۔

انہی میں سے علامہ وجیہہ ابو عمرو بصری امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں کتابیں جامع صغیر اور جامع کبیر کے شارح ہیں ۳۲۶ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے علی بن محمد ہیں علامہ جزری نے طبقات قراء میں کہا کہ علی بن محمد بن کاش نخعی بغدادی حنفی دمشق کے قاضی اور مطلقاً احناف میں سے سب سے پہلے قاضی ہیں اور قراءت محمد بن علی بن عفان، محمد بن حسن عطیہ، سہل بن سعد اور محمد بن خلف سے روایت کی اور ان سے قراءت عبدالواحد بن عمر اور حافظ ابوالحسن علی بن عمر نے روایت کی۔

اور ان میں سے شیخ ثقہ، فقیہہ، محدث قاری عیسٰی بن سلیمان ابو موسٰی حجازی المعروف شیرازی ہیں۔

جزری نے کہا عیسٰی بن سلیمان حنفی قاری عالم نحوی مشہور ہیں، سبط خیاط نے کہا کہ وہ حجازی تھے پھر شیراز کی طرف منتقل ہو گئے اور فوت ہونے تک وہیں مقیم رہے اور اس سے کسائی نے سماعاً اور عرضاً علم قراءت حاصل کیا اور اسی لئے اس کی منفرد اشیاء ہیں اور علم فقہ محمد بن حسن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی سے حاصل کیا اور قراءت اسمٰعیل، نافع، ابو جعفر اور شیبہ سے روایت کی اور اس سے محمد بن عفان شیرازی، موسٰی بن شعیب اور محمد بن عامر قرشی اور حارث بن سعید بزری نے روایت کی اور کسائی کے قدماء ساتھیوں میں سے تھے اور نحوی عالم اور قراءت کے کئی وجوہ کو جاننے والے تھے اور محدث تھے پہلے عراق میں داخل ہوئے اور ان سے (روایت کر کے) کتابیں لکھیں۔ پھر شام کی طرف کوچ کیا۔

تو انہوں نے ان سے علم کثیر حاصل کیا اور ان میں سے ابن سنان بن سرج ابو جعفر تنوخی، شیرازی، ضریر، شیراز کے قاضی ہیں علامہ جزری نے کہا کہ صاحب ضبط قاری تھے اور علم قراءت عیسٰی شیرازی صاحب کسائی، احمد انطاکی وغیرہ سے حاصل کیا اور علم قراءت ابن شنبوذ، ابراہیم بن عبدالرزاق، محمد بن عبداللہ رازی، عبدالصمد بن سعید حنفی، محمد بن احمد بن محمد ہروی سے روایت کیا اور طحاوی اور طبرانی نے روایت کی اور انہی سے امام طحاوی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب حاصل

کیا اور انہوں نے عیسیٰ شیرازی سے اور اس نے امام محمد بن حسن سے! اور ۲۷۳ھ میں وفات پائی اور انہی میں سے محمد بن احمد بن صاعد ابو سعید نیشاپوری قاضی حنفی ہیں۔

علامہ جزری نے کہا کہ انہوں نے حروف احمد بن ابراہیم ابن مہران کے ذریعہ سے روایت کئے اور اس سے حافظ ابو علاء ہمدانی نے روایت کئے اور انہی میں سے شیخ فقیہہ محمد بن عامر ابو علی قرشی اعیانِ حنفیہ اور ثقات میں سے ہیں اور طبقات قراءت میں ہے کہ یہ قاری ہیں عیسیٰ بن سلیمان شیرازی سے علم قراءت حاصل کیا اور ان سے ان کے بیٹے نے قراءت سیکھی اور انہی میں سے علی بن محمد بن عامر قرشی ہے۔

جزری نے کہا کہ اس سے اسمٰعیل بن حسن خاشع عسقلانی نے قراءت حاصل کی اور انہی میں سے شیخ قاری محمد بن حفص حنفی کوفی ہیں طبقات قراء میں کہا کہ انہوں نے حمزہ سے اور اس نے اس احمد سے جسے کوفہ میں علم قراءت سکھانے کے لئے چھوڑا اس سے قراءت حاصل کی اور حروف کو حفص سے اس نے عاصم سے روایت کئے اور اس سے عرضاً عتبہ بن آل احمدی نے روایت کئے اور محمد بن علی بن خصالہ کوفی جو کہ حفص ابو عبداللہ حسن بن جامع اور یحییٰ بن زکریا کے کبار ساتھیوں میں سے ہیں سے بھی حروف کو سنا، اور انہی میں سے محمد بن عبداللہ بن حسین کوفی حنفی قاضی اور فقیہہ ہیں۔

طبقات قراء میں کہا کہ یہ نحوی، قاری، ثقہ اور ہروانی کے ساتھ مشہور ہیں (ہروانی ہاء اور راء کے فتحہ کے ساتھ ہے) اور قراءت محمد بن حسن بن یونس وغیرہ سے حاصل کی اور ان سے عرضاً ابو علی بغدادی، ابو علی غلام ہراس، محمد بن علی بن حسن علوی اور ابو الفضل خزاعی نے قراءت حاصل کی۔ خطیب نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں اور بغداد میں حدیث بیان کی اور جس نے اسے کوفہ میں مقرر کیا تھا وہ کہتا تھا کہ کوفہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد سے لے کر اس وقت تک کوئی بھی اس سے زیادہ فقیہہ نہیں ہے۔

اور عتیقی نے کہا کہ میں نے اس جیسا کوفہ میں کوئی نہیں دیکھا اور ابو علی ملکی نے کہا کہ یہ اجلہ اصحاب حدیث میں سے تھا اور اہل عراق کے مذہب پر جلیل القدر فقیہہ،

ابواخرص علی واسطی نے کہا کہ جعفی اپنے زمانہ میں جلیل القدر تھا اور قرآن وحدیث حاصل کرنے کے لئے لوگ اس کے پاس ہر شہر سے آیا کرتے تھے اور یہ وہ ہے جو ختم قرآن کے وقت سورہ اخلاص تین بار لوٹایا کرتا تھا اور اعشیٰ کی روایت ہے کہ وہ اس کے ساتھ منفرد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ اس کا اپنا پسندیدہ کام ہے، اور ان میں سے شیخ جلیل محمد بن ہارون بن نافع بن ابی بکر حنفی بغدادی جو کہ تمار کے ساتھ مشہور اور بصرہ کے قاری ہیں۔

طبقات قراء میں کہا کہ مشہور ضبط کرنے والے ہیں حضرت اویس سے علم قراءت حاصل کیا، دانی نے کہا کہ وہ ان کے ساتھیوں سے بڑی قدر والے اور زیادہ ضبط والے ہیں اور اس کے ماسوا نے کہا کہ اویس کے پاس سے ۲۴ بار قرآن ختم کیا اور ۲۳ بار منقطع طریقہ پر اور نیز حضرت ذر، اثرم، ابن فتح نحوی اور ان کے ماسوا سے روایات کیں اور ان سے احمد بن محمد یقطینی، ابوبکر نقاش، ابوبکر بن انباری عبداللہ بن نحاس، ابوالفرح شنبوذی اور ان کے علاوہ کئی اکابر نے عرضاً اور سماعاً روایات کیں، اور انہی میں سے حافظ فقیہہ نصر بن قاسم بن نصر بن زیاد ابولیث فرائضی حنفی ہے اور یہی ان کی نسبت کے بارے صحیح ہے جیسا کہ خطیب نے ذکر کیا اور کہا کہ وہ نیشاپوری ہیں ابولیث قراری، ابوہمام، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے علاوہ سے سماع کیا اور اس سے ابوالحسن مقری، عمرو بن محمد بن سنبک، ابوحفص بن شاہین اور ان کے علاوہ نے روایت کی اور وہ ثقہ مامون تھے۔

امام فرائضی علم میں بڑے مرتبہ والے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے مذہب کے فقیہہ تھے، اور ابوعمرو کی قراءت پر بہت بڑے قاری تھے اور ابن غالب شجاع بن نصر اور ابوعمر کو قراءت سکھائی اور امام ابولیث نے جمعرات ۲۳ ربیع الثانی ۳۱۴ھ میں وفات پائی اور ان میں سے امام ربانی فقیہہ ابوجعفر صدوانی بلخی ہیں امام یافعی نے فرمایا کہ انہیں چھوٹا ابوحنیفہ کہا جاتا ہے، بخارا میں فوت ہوئے اور اپنے وقت میں علاقہ کے شیخ تھے اور ۳۶۲ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ وہ فقہ اور حدیث میں فقیہہ ابولیث سمرقندی کے استاذ ہیں اور علی بن محمد وراق، ابوالقاسم احمد بن صومہ، محمد بن عقیل بلخی کندی سے روایت کی اور ان میں سے امام احمد بن علی بغداد میں شیخ حنفیہ اور امام ابوالحسن کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی امام یافعی نے کہا کہ مذہب کی بادشاہی ان پر ختم ہوئی اور وہ زہد کے ساتھ مشہور تھے اور ان کی کئی تالیفات ہیں ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔

ان میں سے شیخ علامہ ابوسعید عبدالرحمن بن محمد بن ختکی حنفی نیشاپور کے حاکم ۳۷۴ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے فاضل ادیب اور فنون میں ماہر قاضی ابوالقاسم علی بن محمد تنوخی حنفی ہیں امام یافعی نے کہا کہ جہان کے اذکیاء میں سے اور اشعار میں دعاؤں والے مشہور، اور کلام اور نحو کو جاننے والے اور ان کا ایک دیوان بھی ہے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک دن اور رات میں چھ ہزار ۶۰۰۰ اشعار یاد کر لئے تھے ۳۴۲ھ میں وفات پائی۔ محمد بن عمران مرزبانی اور ان کے علاوہ سے روایت کی اور انہی میں سے محسن بن علی بن ابوالقاسم تنوخی المقدم جس کے بارے ابوعبداللہ نے کہا ہے ؎

إِذَا ذُكِرَ الْقُضَاةُ وَأَنْتَ فِيهِمْ — تَحَيَّرَتِ الشَّبَابُ عَلَى الشُّيُوخِ

جب قاضیوں کا ذکر ہو اور تو ان میں ہے (تو یہ ایسا ہی ہے) کہ جوانی بوڑھوں پہ حیران ہو۔

اور ان کی تالیفات کتاب فرج بعد شدۃ، نشوان المحاضرہ کتاب المستجاد، اور دیوان شعر جو کہ دیوان ربیہ سے بڑا ہے اور بصرہ میں ابوالعباس اصوم الاصول سے سماع کیا اور ان کے طبقہ سے ہے۔ بغداد میں تشریف لائے اور اپنی وفات تک وہیں حدیث بیان کرتے رہے،

اور ان کا ایک لڑکا صاحب فضیلت تھا جو کہ علاء معری میں صحبت میں رہتا تھا اور اس سے بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا اور یہ کثرت سے اشعار روایت کرتے یہ تمام اہل بیت ادیب، دانا، صاحب فضیلت ہیں اسی طرح تاریخ یافعی میں ہے اور ۳۸۴ھ میں وفات پائی۔ اور انہی میں سے ابولیث نصر بن محمد بن ابراہیم

سمرقندی بلخ کے رہنے والے، امام ابوجعفر ہندوانی جوکہ آئمہ اعلام میں سے ایک ہیں کے شاگرد اور صاحب تصانیف مفیدہ ہیں اور ابوجعفر سے روایت کی اس نے احمد بن عصمہ سے اس نے نصر بن یحییٰ سے اس نے ابومطیع سے جوکہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور اس نے اپنے باپ محمد بن ابراہیم سے اور اس نے ابوالحسن فراد فقیہہ سمرقندی سے اور اس نے ابوبکر جوزجانی سے جوکہ امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد ہیں اور اس نے منصور بن جعفر ابونصر دبوسی جوکہ مشہور امام ہیں سے اور اس نے احمد بن عصمہ سے اور اس نے عیسیٰ بن احمد سے اور اس نے علی بن عاصم کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں سے روایت کی۔

اور نیز ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد سے روایت کرتے ہیں وہ فارس بن مردویہ سے وہ محمد بن فضل سے وہ علی بن عاصم مذکورہ سے۔ اور نیز محمد بن فضل اور خلیل بن احمد اور ان کے علاوہ کئی علماء سے روایت کرتے ہیں ۳۵۰ھ یا ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔ اور ان سے ابوالقاسم بن یونس سمرقندی اور ان کے علاوہ کئی سرکردہ افراد نے روایت کی۔ اور انہی میں سے فقیہہ حنفی ابوالقاسم نصرآبادی ہیں جو ۳۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ اور انہی میں سے امام نبیل ابوبکر احمد بن محمد اسمٰعیل صاحب روایت ودرایت، فقیہہ، حنفی، شیخ امام زندویستی، صاحب روضۃ العلماء ہیں ۳۸۲ھ بخارا میں وفات پائی اور انہی میں سے ولی کبیر عارف شہیر ابوالقاسم سمرقندی فقیہہ عالم حنفی ہیں۔

اور فصل الخطاب میں ہے کہ شیخ ابوالقاسم حکیم شیخ ہدایت کے نشان، اہل سنت والجماعت کے رئیس ابومنصور ماتریدی کے ساتھی تھے وفات تک وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہے اور تحقیق لوگوں نے شیخ ابوالقاسم حکیم کی تعریف میں کہا ہے کہ ان کی نظر عرش سے تحت الثریٰ تک اللہ عزوجل کے سوا کسی طرف نہیں ہوتی تھی اور مخلوق کے ساتھ ان کا معاملہ ان کے حقوق کی تلاش کے لئے تھا نہ کہ اپنے حصہ کے لئے اور الانساب میں ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں

میں سے ہیں۔ اور وہ ان میں سے ہیں جنہیں بطور مثال پیش کیا جاتا ہے، اور بیشک ان کی حکمت کی تدوین کی گئی اور اس کا تذکرہ زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل گیا۔

اور بیشک محرم یوم عاشورا ۳۴۲ھ سمرقند میں وفات پائی اور جاگرُدیزہ کے مقبرہ میں دفن کئے گئے اور میں نے ایک بار ان کی قبر کی زیارت کی ہے اور التعرف میں ہے کہ باب کو ان کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے اور انہی میں سے امام آئمہ اسلام کے مقتداء ابوالحسین احمد بن محمد فقیہہ حنفی قدوری ہیں۔

امام یافعی نے کہا کہ عراق میں احناف کی ریاست ان پر منتہی ہوتی ہے اور نظر میں عبارت کو حسین بنا دیتے اور حدیث کی سماعت کی۔ ان سے خطیب ابوبکر قدوری نے روایت کی۔ ہانڈیوں کے بنانے کے عمل کی طرف منسوب ہیں ۴۲۸ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام صاحب ولایت فقیہہ محدث ابو شعیب صالح بن محمد بنجاری شمس الآئمہ حلوائی کے استاد ۴۰۰ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام ابوبکر خوارزمی ہے، امام ابن اثیر نے کہا کہ وہ ابوبکر محمد بن موسیٰ بن محمد خوارزمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے امام فقیہہ ہیں، بغداد میں سکونت رکھی اور اس میں ابوبکر شافعی اور ان کے علاوہ سے سماع کیا۔ اور ابوبکر احمد بن علی رازی سے درس فقہ حاصل کیا اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست ان پر منتہی ہوتی ہے۔

اور ان سے ابوبکر برقانی نے حدیث بیان کی وہ عالم، اچھے اعتقاد والے اور اچھی طریقت والے تھے ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام فخرالدین ہیں۔ ابن اثیر نے کہا وہ قاضی امام فخرالدین محمد بن علی ارسابندی، مروزی، امام ابوحنیفہ کے مذہب کے فقیہہ ہیں اور پانچویں صدی کے آخر میں ان کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

اور ان میں سے قاضی ابوالہیثم تمیمی خراسان میں حنفیہ کے شیخ ہیں ۴۰۶ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے امام ابوعبداللہ جعفی امام ابوحنیفہ کے مذہب کے آئمہ اعلام میں سے ایک ہیں ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے

اور انہی میں سے امام الہدیٰ ابوعبداللہ ترمذی حنفی ہیں اور ۴۲۶ھ میں فوت

ہوئے۔ اور ان میں سے میرے گمان کے مطابق حافظ ابوسعید سمان اسمٰعیل بن علی رازی ہیں۔ کتانی نے کہا کہ وہ حافظ کبیر، عابد، زاہد تھے اور چار ہزار شیوخ کبار سے سماع کیا اور قراءت فقہ اور حدیث سردار تھے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے مذاہب کو جانتے تھے۔ لیکن معتزلہ کے رؤسا میں سے ہیں ۴۰۵ھ میں فوت ہوئے اور اسی طرح تاریخ یافعی میں ہے اور ان میں سے فقیہہ کبیر ابوالقاسم بن یونس امام فقیہہ ابولیث سمرقندی کتاب البھجۃ فی مناقب ابی حنیفہ کے مصنف کے شاگرد ہیں اور ۴۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ اور ان میں سے شیخ امام ابوزید دبوسی اسرار و تقویم الامد الاقصیٰ اور ان کے علاوہ کئی تصانیف جلیلہ کے مصنف ماوراء النہر میں حنیفہ کے شیخ ہیں۔

کہا گیا ہے کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اختلاف کو نکالا اور بخارا میں ۶۳ سال کی عمر میں ۴۳۰ھ میں وفات پائی اور امام ابوبکر طرخان کے قرب میں دفن کئے گئے اور ان میں سے قاضی القضاۃ ابوعبداللہ دامغانی خراسان میں علم فقہ حاصل کیا پھر بغداد میں علامہ قدوری سے اور صوری اور ایک جماعت سے بھی سماع کیا اور مرتبہ میں امام ابویوسف کے مماثل تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آپ کے قبہ میں مدفون ہوئے ۴۷۸ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے احمد بن صاعد ابونصر حنفی ہیں اور انہیں شیخ الاسلام بھی کہا جاتا تھا ۴۸۲ھ میں وفات پائی۔

اور ان میں سے امام ابوبکر ناصحی ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں احناف میں افضل اور مذہب کو ان سے زیادہ جاننے والے اور ادب اور طب میں وافر حصہ کے ساتھ ساتھ مناظرہ میں صاحب وجاہت تھے ۴۴۰ھ یا ۴۸۰ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے عالم فاضل ابوالحسن علی بن محمد طالقانی بلخ میں احناف کے شیخ ہیں جو ۴۳۱ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے فقیہہ مذکر، امام معتز ابومالک نصر بن حمزہ حنفی صاحب کتاب اللطائف وغیرہ ہیں ۴۰۲ھ یا ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

اور انہی میں سے امام ،امام الآئمہ، ماوراء النہر میں شیخ حنفیہ ابو محمد عبد العزیز ملقب بہ شمس الآئمہ حلوانی امام فخر الاسلام سرخسی کے استاد ہیں بخارا میں ۴۴۹ھ میں وفات پائی اور ان میں سے عالم ، مقتداء ، حنفیہ کے مقتداء اور ابو سعید عبد الرحمٰن زوزنی جو کہ ۴۴۵ھ میں فوت ہوئے اور امام قوتی ابو غالب واسطی ، معروف بہ ابن خالہ حنفی جو کہ ۴۶۲ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام ابو منصور محمد سمعانی حنفی صاحبِ تصانیف جو کہ ۴۴۹ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے ابو القاسم عبد الواحد بن برہان باء کے فتحہ کے ساتھ ۔ نحوی صاحب تصانیف ہیں ۔

خطیب نے کہا کہ وہ علوم کثیرہ کے ساتھ کامل سیر شدہ تھے جس میں سے علم نحو لغت اور نسب ہیں ۔ اور انہیں علم حدیث میں بہت اُنس تھا ، حنفی فقیہہ تھے حضرت ابو الحسن بصری سے علم کلام حاصل کیا اور انہی میں سے عارفِ کبیر ، ولی شہیر علی بن عثمان ، غزنوی ہجویری صاحبِ کتاب کشف المحجوب وغیرہ ہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی گود میں ایک آدمی کو اٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ بچے کو اٹھایا جاتا ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون ہیں ؟

فرمایا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں اور تیرے علاقے کے امام[۱] ۴۶۴ھ لاہور میں وفات پائی اور آپ کا مزار وہاں مشہور ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ برکت حاصل کی جاتی ہے[۲] اور انہی میں سے شیخ متقی عبد الکریم ازرقی فقیہہ حنفی حلوانی کے شاگرد ۴۸۱ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے آئمہ اعلام کے امام کامل پرہیز گار فخر الاسلام ابو الحسن علی بزدوی صاحب اصول معروف الحصول اور لباب ۔ حلوانی کے شاگرد اور وہ امام صدر الاسلام کے بھائی ہیں اور فخر الاسلام کی ان کے کلام کے دشوار ہونے کی وجہ سے ابو العسر کنیت تھی اور ان کے بھائی صدر الاسلام کی کنیت ان کے کلام کے آسان ہونے کی وجہ سے ابو الیسر تھی ۔

---

[۱] کشف المحجوب ص ۵۲ [۲] بزرگانِ دین کا طریقہ مزارات سے برکت اور فیض حاصل کرنا ہے جیسا کہ عبارت سے صاف ظاہر ہے !

۵ رجب بروز جمعرات ۴۸۲ھ کو سمرقند میں وفات پائی، بخارا کے علاقہ دیزہ میں مدفون ہوئے اور انہی میں سے فقیہہ جلیل امام ابوبکر ابن محمد بخاری کے بھانجے ہیں جو کہ ۴۸۳ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے امام ابوالحسن یحیٰی بن علی بخاری زندوستی صاحب کتاب روضۃ العلماء، امام ابوبکر محمد بن فضل بخاری اور امام ابوبکر اسمٰعیل وغیرہ سے روایت کی اور وہ تقریباً ۵۰۶ھ کے قریب فوت ہوئے ہیں اور ان میں سے علامہ محمد بن یوسف، علامہ جزری نے کہا کہ محمد بن یوسف بن علی ابوالفضل غزنوی حنفی، قاری، ناقد مفسر، فقیہہ ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے بچپن میں ابوبکر قاضی مارستان اور ابی منصور خیرون سے سماع کیا۔

ابو محمد سبط الخیاط اور ابی الکرم شہزوری سے روایات پڑھیں اور ان سے علامہ ابوالحسن بخاری اور علامہ ابو عمر بن صاحب نے روایات حاصل کیں اور ان سے اور ان سے کمال ضریر، حافظ ابن خلیل، ضیاء، اور رشید عطار نے روایت کی قاہرہ میں ۱۵ ربیع الاول ۵۹۹ھ میں وفات پائی اور ان میں سے امام کبیر الشان نصراللہ ہیں۔

جزری نے کہا کہ نصراللہ بن علی منصور ابوالفتح بن کیال واسطی حنفی، استاذ، عارف فقیہہ، امام ہیں، واسطہ میں ابن شراق سے علم حاصل کیا اور بغداد میں ابوعبداللہ بارع کے پاس سے اور علم قرات ابراہیم بن محمد ضبی سے روایت کیا اور قاری ابوعلی عارفی کے پاس سے علم فقہ حاصل کیا پھر حسن بن سلامہ منجی کے پاس اور اختلافی مسائل کو بھی پڑھا مناظرہ کیا اور فتویٰ دیا۔ اور ابوالقاسم حبین سے سماع کیا۔

پہلے بصرہ کے قاضی بنے پھر واسط میں، ابوعبداللہ حافظ نے کہا کہ وہ ثقہ تھے میں نے ان سے بہت کچھ سنا ہے، واسط میں جمادی الاخری ۵۸۶ھ، ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور شعر میں ان کی ایک مفید کتاب ہے۔ اور انہی میں سے حافظ عمر بن محمد نسفی، ملقب بہ مفتی الثقلین، شیخ حنفیہ اور ملت حنفیہ کے امام، امام یافعی نے کہا کہ وہ سو کتابوں کے مصنف ہیں ۸۴ سال کی عمر میں ۵۳۷ھ میں وفات پائی۔

ان میں سے امام ربانی، قطب ہمدانی، ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی، حنفی ہیں جو کہ طریقت و حقیقت کے جامع ہیں صاحب کمالات عالیہ فاخرہ جو کہ معروف و مشہور ہیں ۹۵ سال کی عمر میں ۵۳۵ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے امام سعید۔ صدر الشہیر، صاحب تصانیف علیاء شہیرہ جلیلہ ہیں ۵۳۶ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے علامہ جار اللہ زمخشری،

امام ابن اثیر نے کہا کہ وہ ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری خوارزمی، حنفی المذہب ہیں صاحب تصانیف عجیبہ اور تالیفات عزیبہ ہیں مثلاً الفائق فی غریب الحدیث الکشاف فی تفسیر القرآن، المفصل فی النحو اور وہ علوم ادب میں ید طولیٰ اور زبان فصیح رکھتے تھے اور یہ فضائل ان پر منتہی ہوتے ہیں ۵۳۸ھ میں وفات پائی امام یافعی نے کہا کہ وہ ۷۱ سال زندہ رہے اور تفسیر، حدیث، نحو، لغت، اور بیان میں مضبوط تھے اور فنون علمیہ میں اپنے زمانہ کے امام اور آپ کی بہت عجیب اچھی مشہور تصانیف ہیں

بعض نے ۳۰ کی مقدار میں آپ کی تصانیف کا شمار کیا ہے علم تفسیر، حدیث، دوات علم فرائض، نحو، فقہ، لغت، امثال، اصول، عروض اور شعر میں اور المفصل کی تالیف کی ابتداء ماہِ رمضان ۵۱۳ھ میں ہوئی اور اس سے ماہ محرم ۵۱۵ھ میں فارغ ہوئے اور کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے تو اسی لئے آپ کو جار اللہ کہا جانے لگا۔ حتیٰ کہ یہ لقب ہی آپ کا نام ہو گیا اور آپ کا ایک پاؤں نہیں تھا اور لکڑی کے سہارے چلتے تھے، اور پاؤں کے نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ کسی سفر میں سخت ٹھنڈک اور بہت برف پڑھی جس کا آپ پر اثر ہوا انتہی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ معتزلہ کے قدماء میں سے ہے۔۔ جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی طرف منسوب ہوئے اور اس پر علم فقہ حاصل کیا جیسا کہ شرح مواقف میں ہے اور انہی میں سے امام قدوۂ انام شیخ برہان الدین علی بن ابی بکر حنفی صدیقی مرغینانی صاحب کرامات و مقامات، علم فقہ میں ہدایہ کے مصنف کہ زمانہ کی آنکھ نے اس جیسا نہیں دیکھا۔ آئمہ فقہاء اور محدثین اس کی شرح اور تفسیر میں مشغول ہوئے اور ابھی

لطیف راز اشارہ کے نیچے پوشیدہ ہیں اور اس کے باریک نقطے مستور ہیں سمرقند میں سو سال کی عمر میں ۵۹۳ھ میں وفات پائی اور انہی میں سے ابو الفضل ترکستانی احمد بن مسعود عراق میں شیخ حنفیہ اور مسند امام ابوحنیفہ کے پڑھانے والے ۶۱۰ھ میں فوت ہوئے اسی طرح تاریخ یافعی میں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ مسانید جنہیں بہت سے آئمہ نے روایت کیا ہے کثیر ہیں اور بعض فاضل نے ان سے ۱۵ مسند جمع کئے اور ان کی اسناد کو حذف کر کے ایک ہی مسند بنا دیا اور اس میں آپ کے بعض مناقب کو زیادہ کر دیا اور آپ کے شیوخ کی ایک جماعت کو ذکر کیا تو پہلا مسند امام ابو یوسف کا نسخہ ہے اور دوسرا مسند امام محمد کا نسخہ، اور تیسرا بھی آپ کا ہی ہے اور یہی آثار ہیں اور چوتھا مسند امام حسن بن زیاد کے پانچویں مسند کی طرح ہے چھٹا مسند حارثی کا ساتواں ابن خسرو کا اور آٹھواں مسند ابن مظفر کا اور نوواں مسند اشنانی کا، دسواں مسند طلحہ کا اور گیارواں مسند فرخی مرشانی کا۔ اور بارواں مسند ابن خلی کا اور تیرواں مسند ابن ابی عوام کا اور چودواں مسند ابن عدی کا اور پندرواں مسند ابو نعیم اصفہانی کا[۱]

ان میں سے علامہ ابوالفتح ناصر بن ابی المکارم مطرزی فقیہہ، نحوی، ادیب حنفی، خوارزمی، امام یافعی نے کہا کہ انہیں نحو، لغت، شعر اور ادب کی تمام اقسام میں کامل مہارت تھی، ایک جماعت سے علم قراءت حاصل کیا اور ایک گروہ سے حدیث کو سنا اور معتزلہ کا سردار تھا اور اس کی طرف بلانے والا اور فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی طرف منسوب، فصیح، فقہ میں صاحب فضیلت اور اس کی کئی مفید تصانیف ہیں جن میں سے مقامات حریری کی شرح اور اس کے مختصر ہونے کی وجہ سے مفید اور مقصود مہیا کرنے والا ہے۔

---

[۱] اس مجموعے کا نام جامع المسانید ہے پہلی مرتبہ حیدر آباد دکن میں شائع ہوا ۱۳۳۲ھ میں اور اس کے بعد ۱۳۹۶ھ میں مکتبہ اسلامیہ سمندری فیصل میں شائع ہوا جو کہ آج کل بھی دستیاب ہے۔

ان کی ایک کتاب مغرب ہے جس میں ان الفاظ کے بارے کلام کیا ہے جنہیں فقہاء غریب کی تشریح کے متعلق استعمال کرتے ہیں اور وہ احناف کے لئے ایسی ہے جیسا کہ شوافع کے لئے کتاب ازہری ہے اور اس میں کمی نہیں کی کیونکہ وہ اسے تمام مقاصد کو جمع کرنے والا لایا ہے اور ان کے علاوہ بھی اس کی کئی تالیفات ہیں اور لوگوں نے اس اور اس کی کتابوں کے ساتھ فائدہ اٹھایا ہے اور حج سے فارغ ہو کر بغداد میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ وہاں فقہاء کی ایک جماعت سے مباحثہ ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ وہ خوارزم میں زمخشری کا خلیفہ ہے اور المطرزی اس شخص کی طرف نسبت ہے جو کپڑوں پر تصاویر بنایا کرتا اور انہیں نشان لگاتا تھا یا تو وہ خود یہ کام کرتا تھا یا اس کے آباؤ اجداد میں سے کوئی کرتا تھا انتہی اور ۶۱۰ھ میں وفات پائی۔

انہی میں سے امام محبوبی الفقیہ جمال الدین بخارا میں ۶۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

اور انہی میں سے امام، زاہد، فقیہ، عابد مولانا جمال الدین الکبیر بخارا میں ۶۳۱ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام، بقیۃ السلف جمال الدین احمد الحصیری، اور فصل الخطاب میں ہے کہ وہ دمشق کے مقبرہ میں مدفون ہیں اور وہ شام کے بادشاہوں کے استاد تھے اور ان کے کتاب لکھنے کی ابتداء کتاب المناسک ہے جو کہ حضرت بریدہ اور حکم رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابیوں کے مزارات کے پاس تھی۔

شیخ امام اجل، زاہد، شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسی کی کتاب شرح مبسوط کے بروز اتوار، شہر مبارک رجب کی بئیس ۶۷۳ھ اور املی شیخ امام، عالم ربانی ناصح امت، حافظ دین بخاری کے اختتام کے بعد کی اور انہی میں سے سلطان الشام، کامل بادشاہ شرف الدین عیسیٰ بن ایوب امام محمد بن حسن جو کہ کتاب المناقب للامام ابی حنیفہ کے مؤلف کی جامع کبیر کے شارح ہیں وہ ۶۳۴ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام کمال الدین محمود بن احمد حصیری شام میں احناف کے سردار ۶۳۶ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام، فقیہ، زاہد شمس الدین محمد بن عبدالستار کُردری

۸۸ سال کی عمر میں ۶۴۲ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے فقیہہ ابو حامد محمد بن محمد بن محمد
بن محمد عمیدی، حنفی سمرقندی اختلافی مسائل کے فن میں امام تھے اور یہ سب سے پہلا ہے
جس نے اسے علیحدہ تصنیف کیا حالانکہ اس سے پہلے ملے جلے تھے اور اس کی تصانیف
سے کتاب النفائس بھی ہے جسے شمس الدین احمد شافعی نے مختصر کیا اور عرائس النفائس
اس کا نام رکھا اور وہ اچھے اخلاق والے، بہت تواضع والے اچھے میل ملاپ والے
تھے ۶۱۵ھ میں فوت ہوئے۔

انہی میں سے عیسیٰ بن علی بن کجا ابوالروح سیف الدین جبی پھر بعلبکی حنفی ہیں۔
علامہ جزری نے کہا کہ وہ عمدہ اور ماہر قاری، حلب میں شیخ ابو عبداللہ نامی سے قراءت
سبعہ کی ابتداء کی اور دمشق میں علامہ سخاوی کے پاس ۶۳۶ھ میں آئے اور بعلبک کے
والی بنے اور اس کام کے ساتھ یکتا ہوئے اور ان سے یونس بن یونس طنبوری نے
قراءت پڑھی اور ۶۹۰ھ کے بعد تک زندہ رہے اور انہی میں سے امام محمد بن حسن
بن محمد بن یوسف ابو عبداللہ فاسی ہیں طبقاتِ قراء میں کہا کہ وہ امام کبیر، استاد کامل
اور علامہ ہیں فاس میں ۶۸۰ھ کے بعد پیدا ہوئے اور ابوالقاسم عبدالمہیمن بن سعید
شافعی اور ابو موسیٰ بن عیسیٰ مقدسی سے وہ طریقۂ نحویہ حاصل کیا جو کہ مشاطی اور
قاضی یوسف بن رافع سے منقول ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر علم فقہ حاصل کیا ذہبی نے کہا کہ وہ
امام، راسخ، پاکباز، اور وسعتِ علمی کے مالک تھے، علم قراءت پر نظر رکھنے والے
اور اس کی علل اور شاذ کو جاننے والے اور علم لغت کے ساتھ خبر رکھنے والے
تیزی سے کتابت کرنے والے اور بہت بڑے فضائل والے، اکناف عالم کی
سیر کرنے والے بہت دیانت والے، اور دلیل والے حلب میں ریاست قراء
ان پر منتہی ہوتی ہے اور ان سے بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا جن میں
سے شیخ بہا الدین محمد بن نحاس، شیخ علی بن منجی، شیخ بدر الدین محمد بن ایوب
تادفی، ناصح ابوبکر بن یوسف، جمال الدین ظاہری اور حافظ وغیرہ ہیں۔

اور ان کی شرح شاطبیہ بہت ہی اچھی ہے اور شیخ ابوالحسن اشعری کے طریقہ پر کلام کو جانتے تھے، ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی ۶۵۶ھ میں فوت ہوئے اور ان کا جنازہ مشہور ہے اور ان میں سے محقق کامل محمد بن ایوب بن عبدالقاہر ابو عبداللہ نارفی حلبی حنفی ہیں۔

علامہ جزری نے کہا کہ استاد ماہر، محقق کامل تھے قصبہ نارف میں ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور امام ابو عبداللہ فاسی کے ساتھ رہے حتی کہ ان سے قراءت اور اس کی علل کو حاصل کیا اور اس سے بہت سے لوگوں نے سنا اور صاحب اور محمد بن باقی صفار سے بھی علم حاصل کیا پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے پھر کنارے بنانے کا طریقہ سیکھا اور شاطبیہ کو ابن ارزق سے حاصل کیا اور اتقان کے ساتھ شہرت پائی اور لوگوں کو ایک زمانہ تک علم قراءت پڑھایا اور عربی کو مضبوط کیا اور لغت حدیث کو مشارک کیا اور ۸۰ سال کے بعد دمشق میں آئے۔ تو امام عبدالرحمٰن سے سنا اور ایک جماعت کو پڑھایا پھر حماد کی طرف منتقل ہو گئے اس سے کئی بار علم قراءت پڑھا۔

ذہبی نے کہا کہ میں ان کے پاس حاضر ہوا اور ان سے لکھا اور ان پر یقین کی وجہ سے جمع نہیں کیا اور وہ اپنے فن کے ماہر تھے پھر حماد کی طرف منتقل ہو گئے اور اس میں پڑھاتے اور درس و تدریس کرتے رہے حتی کہ ماہ رمضان ۶۹۵ھ میں فوت ہوئے اور انہی میں سے امام، عالم، عارف، محمد بن حسن بن فضل المعروف مولانا جمال الدین ساتجی، فقیہہ حنفی، بخارا میں ۶۷۲ھ میں فوت ہوئے۔

فصل الخطاب میں ایسا ہی ہے اور انہی میں سے فاضل ادیب، فقیہہ نجیب محدث نبیل، شیخ جلیل، امام ربانی حسن بن محمد صغانی حنفی صاحب تصانیف کثیرہ مشہور ہیں جن میں سے مشارق الانوار مجمع البحرین، عباب اور لباب ہیں بغداد میں ۷۳ سال کی عمر ۶۵۰ھ میں وفات پائی پھر مکہ معظمہ کی طرف منتقل کئے گئے اور ان میں سے فقیہہ وجیہہ بدر الدین کُردری ۶۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور

انہیں میں سے علامہ، مورخ ابو المظفر یوسف ترکی حنفی سبط ابن جوزی، صاحب تفسیر شرح جامع، مناقب ابی حنیفہ اور تاریخ مرأت زمان کے مؤلف ۶۵۴ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے امام جلیل ابو الحسین یحییٰ بن عبد المعطی بن عبد النور زواوی فقیہ حنفی، نحوی صاحب الفیۃ ہیں عربی کو حاصل کیا دمشق میں اقامت رکھی پھر مصر میں اور ابن عساکر سے روایت کی اور مصر میں فوت ہوئے۔

علم نحو اور لغت میں اپنے زمانہ کے آئمہ میں سے ایک ہیں اور بہت سے لوگوں نے ان کی طرف رغبت رکھی اور ان سے نفع حاصل کیا اور مفید کتب تصانیف کیں اور وہاں ۶۲۸ھ میں فوت ہوئے اور امام شافعی کی قبر کے نزدیک دفن کئے گئے اور ان کی قبر وہاں ظاہر ہے اور زواوی زواوۃ کی طرف منسوب ہے اور ظاہر بجابت میں بہت بڑا قبیلہ ہے بہت بڑے پیٹ اور رانوں والے افریقی کا رندوں میں سے ہیں۔

تاریخ یافعی میں ایسا ہی ہے اور انہیں میں سے عالم کامل، ابو البرکات مبارک بن ابو الفتح ملقب بہ ابن المستوفی حنفی اربلی۔ امام یافعی نے کہا کہ وہ رئیس، جلیل القدر بہت تواضع والے، وسیع کرم والے، فضلا میں سے جو بھی اربل میں گیا تو ان کی زیارت کے لئے ضرور گیا اور جو ان کے حال کے مناسب تھا ساتھ لے گیا اور یہ طریقہ سے ان کے دل کی طرف قریب ہوئے خاص کر صاحب ادب لوگ۔ پس تحقیق ان کا شوق ان کے پاس نفع بخش تھا اور وہ بہت فضائل والے کئی ایک فنون سے واقف جن میں سے حدیث، علم الرجال اور جو علم بھی ان کے ساتھ متعلق ہو اوہ اس میں امام تھے اور نحو، لغت، عروض، قوافی، علم معانی، عرب کے اشعار، ان کی خبریں دن، واقعات، کہاوت کے فنون ادب میں ماہر تھے اور علم دیوان، حساب اور معتبر طریقہ پر ان کے قوانین جو ان کے پاس تھے جاننے والے تھے اور چار جلدوں میں ایک تاریخ مرتب کی اور ان کی ایک کتاب ہے جن میں ابیات مفصل کے بارے کلام کیا ہے اور ۶۳۷ھ میں فوت ہوئے۔

انہیں میں سے امام فقیہہ حافظ الدین بخاری صغیر شیخ حنفیہ بخارا میں ۶۹۳ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے فقیہہ امام مظفر الدین احمد بن علی المعروف بہ ابن ساعاتی شیخ حنفیہ ہیں امام یافعی نے کہا کہ انہیں ذکاوت، فصاحت اور حسن خط میں بطور مثال پیش کیا جاتا تھا اور فقہ اور اصول فقہ میں ان کی کئی تصانیف ہیں، اور علم ادب کے بارے مفید مباحثہ اور بغداد شریف میں مستنصری حنفی جماعت کو پڑھانے والے اور ۶۹۴ھ میں وفات پائی اور انہیں میں سے امام علامہ برہان الدین محمد نسفی متکلم حنفی ۶۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

انہیں میں سے الملک الناصر، داؤد بن معظم بن عادل صاحب کرخ، مؤید الدین نے انہیں اجازت دی اور بغداد میں سماع کیا اور حنفی، فاضل، مناظر، ذکی، علم ادب سے باخبر اور بہترین شاعر اپنے باپ کے بعد دمشق کے والی پھر اس سے اس کے چچا اشرف نے حکمرانی چھین لی تو وہ شہر کرخ کی طرف چلے گئے اور ۲۱ سال تک اس پر حکومت کی اور وہ سخی، ممدوح تھے ۶۵۶ھ میں وفات پائی ایسا ہی تاریخ یافعی میں ہے اور انہیں میں سے فقیہہ عمر ابوبکر بن ہلال اربی جو کہ ۶۷۹ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے فقیہہ متقی ابو العلا محمود بن ابی بکر بخاری حنفی ۷۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

انہیں میں سے علامہ سند المحققین، برہان المدققین، قطب الدین محمود بن ضیاء الدین شیرازی حنفی صاحب تصانیف و توالیف کثیرہ مشہور ہیں فنون علوم معقول و منقول کے بارے اور محقق طوسی کے شاگرد تبریز میں ۷۱۵ھ میں وفات پائی اور انہیں میں سے مسند عالم، کمال الدین اسحاق بن ابی بکر حلبی ابن نحاس حنفی، ابن یعیش، ابن ہبرہ اور ابن رواحہ سے سماع کیا ماہ رمضان ۷۰ یا ۸۰ سال سے زیادہ عمر میں ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔

اسی طرح امام یافعی نے ذکر کیا ہے اور انہیں میں سے امام علامہ قاضی القضاہ حنفی متقی علامہ، مناظر، جن کے ذہانت و مناظرہ کی مثال بیان کی جاتی ہے، امام متقی، مضبوط، کئی اصحاب نے اس کے ساتھ تخریج (حدیث) کی ہے، حنفی اور شافعی

دونوں مذاہب کو پہچانتے تھے انہیں پڑھا اور ان میں کتابیں لکھیں اور بہر حال اصول اور
معقول ان میں تو وہ منفرد مقام والے ہیں اور ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے فقیہہ
شافعی میں شرح غایہ، شرح منہاجِ بیضاوی، شرح مصباح، امالی، تعالیق، تبریز اور
اس کے ارد گرد کے فوت ہونے تک والی رہے اور وہ اپنے وقت استاد الاساتذہ
تھے ۷۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

انہیں میں سے علاّمہ شمس الدین محمد حنفی قراءت و عربی کے استاذ ۷۹۶ھ میں فوت
ہوئے اور انہیں سے قاضی القضاہ اشرف الدین احمد حنفی، علامہ جزری نے کہا کہ استاد
کی حیثیت میں لوگوں سے اعلم تھے ۷۷۶ھ میں وفات پائی اور انہیں میں سے شیخ
محقق فقیہہ، حنفی، فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی، صاحبِ تبیان اور شرح کنز وغیرہ
قاہرہ میں ۷۴۳ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے امام علامہ، معقول و منقول کے
حادی، عبید اللہ صدر الشریعت، صاحب تنقیح و توضیح، شرح وقایہ اور اس کے ماسوا
کئی ایک تصانیف والے، بخارا میں ۷۴۷ھ میں فوت ہوئے۔

اور انہیں میں سے محمد بن علی بن صلارح ابو عبد اللہ مصری، تقی المعروف بہ حریری
طبقات قراء میں کہا کہ اس کے قاری کہنے میں کوئی حرج نہیں ۷۲۰ھ میں پیدا ہوئے
اور قراءت سبعہ شیخ ابراہیم عسکری سے حاصل کیں اور موطا محمد بن جابر سے سنا
مدرسہ خرغشیہ کے امام ہوئے اور قضاء میں مشغول ہوئے جو پڑھانے کے لئے صادر کیا
جاتا ہے اور ۷۸۰ یا ۷۹۰ھ کے قریب جیسا کہ میرا خیال ہے فوت ہوئے اور ان
میں سے شیخ قاری بدر الدین حنفی علامہ جزری کے استاذ ۷۷۸ھ میں فوت ہوئے۔
اور ان میں سے فقیہہ کبیر، استاذ العلماء، مولانا حمید الدین شاشی حنفی بخارا میں ۷۸۱ھ
میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے شیخ مکرم، معظم، ہادی زین الدین ابوبکر تائبادی
حنفی مشہور ولی جس کے بارے قطب الاولیاء شیخ بہاء الدین النقشبند رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ بے شک وہ علم کے ذریعہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تک واصل ہوئے منقول ہے
کہ بے شک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے۔ اور

انہیں میں سے عالم کامل عبدالرحمٰن حنفی زبیدی سنہ ۸۰۳ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے فاصل بن طاہر حلبی جو کہ ابن حبیب کے ساتھ مشہور ہیں سنہ ۸۰۸ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے فقیہہ ابن رضی صاحب عالم مدرس، شیخ صدرالدین محمد بن علی بن منصور سے علم فقہ حاصل کیا اور اس میں کمال پایا اور تمام علوم میں شریک ہوئے پھر قراءت پر متوجہ ہوئے اور وہ بہت بڑے ہیں ماہِ ذی الحجہ سنہ ۸۱۰ھ میں بڑھاپے کی حالت میں خط شبلیہ میں وفات پائی اور اَقُراء کی جامع مسجد کے قرب میں دفن کئے گئے اور انہیں میں سے محمد بن عبدالرحمٰن ہیں۔

جزری نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن ہمارے شیخ امام علامہ شمس الدین بن صانع حنفی میں نے ان کی پیدائش کے بارے سوال کیا تو مجھے خبر دی کہ بے شک وہ سنہ ۷۴۰ھ قاہرہ میں پیدا ہوئے اور قراءت سبعہ اور عشرہ شیخ تقی الدین صانع سے افرادا در جمعا شیخ محمد مصری کے بعد حاصل کی۔ پھر عربیہ کو شیخ ابن حبان سے حاصل کیا اور شیخ علاؤ الدین قونوی اور قاضی جلال الدین قزوینی سے علم معانی اور بیان حاصل کیا اور قاضی برہان الدین سے فقہ حاصل کی اور علوم میں مہارت حاصل کی اور خوب چھان بین کی اور ادب میں اعلیٰ مقام پایا اور ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ عالم فضیلت، تدقیق، فہم، تقریر اور ادب میں زیادہ مجمع علیہ کوئی نہیں تھا اور دمشق کی طرف روانہ ہوئے تو سنا گیا کہ وہ سنہ ۸۰۷ھ میں فوت ہوئے اور ان کی مثل ان کے بعد پیدا نہیں ہوا اور کئی جگہوں میں درس دیا اور دار عدل (عدالت) میں فیصلہ کرنے والے ہوئے پھر لشکر کے فیصلہ کیے اور انہیں میں سے فاضل کامل، محمد بن ابراہیم ابو عبداللہ زنجیلی دمشقی حنفی نقیب زنجیلہ کے مدرس اور عدلیہ میں قاضی القضاہ کے عہدہ کے والی ہوئے اور اس کے ساتھ پڑھایا اور محمد بن احمد بن حسن اللبان نے پڑھا اور مکمل نہ کر سکے سنہ ۷۲۰ھ کے بعد فوت ہوئے اور سنہ ۶۶۰ھ میں ان کی پیدائش تھی۔

انہیں میں سے علامہ مولانا شمس الدین انصاری حنفی صاحب تصانیف جن میں سے اصول مذاہب اربعہ اسی طرح ایک کتاب تاریخ مشاہدۃ الاصفیاء سنہ ۸۳۴ھ

میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے شیخ زاہد، ابو یزید نولانی اور وہیں ۸۶۲ھ میں وفات پائی اور انہیں میں سے علامہ مبارک شاہ قاہری حنفی صاحب تصانیف ۸۶۲ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے علامہ سند المحققین، سید المدققین اسید شریف جرجانی سمرقند کے رہنے والے حنفی نقشبندی جس طرح کہ میں نے بعض ثقات سے سنا ہے اور ان کی شرح سراجیہ جو کہ فقہ حنفیہ پر دلائل کے ساتھ دلالت کرتی ہے اور مذہب حنفیہ کی تائید کرنے والی ہے۔

علامہ تفتازانی کی (کتاب) تلویح کی طرح نہیں اور بے شک وہ اگرچہ اصولِ حنفیہ کی شرح ہے لیکن وہ دلائل حنفیہ کے درپے ہوتے ہوئے مذہب شافعیہ کی تائید کرتی ہے اور یہ شارح کے شافعی ہونے پر واضح دلیل ہے اور یہ بات دونوں کتابوں میں نظر کرنے والے پر مخفی نہیں رہتی اور اسی طرح جو اس کے بارے واقع ہوا۔ اور علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی ۷۰ سال کی عمر میں سمرقند میں ۷۹۲ھ میں فوت ہوئے اور علامہ سند المحققین شیراز میں ۸۱۶ھ میں فوت ہوئے، اور سید المحقق کے فضائل تذکرہ میں سے لانے سے زیادہ مشہور ہیں اور ان کی بہت ہی پسندیدہ تالیفات فنونِ علمیہ معقول و منقول، فروع و اصول، لغت، عربیہ بیان، ادب کے بارے میں مخفی ہونے سے زیادہ ظاہر ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہم سے تمام علم حاصل کرنے والوں سے بہتر جزا دے۔

پھر میں نے طبقات میں ان کے مناقب میں دیکھا اور ان کا حنفی مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہے تو میں فائدہ کو پورا کرنے کے لئے ایک فصل لایا ہوں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان کی بہت سی تالیفات ہیں کچھ ان میں سے تو مشہور متداول ہیں اور کچھ ان میں سے مشہور متداول نہیں اور ان میں سے تفسیر زہراوین، شرح فرائض سراجیہ شرح وقایہ، شرح مواقف۔ شرح مفتاح سکاکی اور نصیر طوسی کے تذکرہ کی شرح علم ہیئت میں چغمینیہ کی شرح اور فارسی میں شرح کافیہ اور حواشی میں سے حاشیہ کشاف اور حاشیہ مشکوٰۃ علامہ طیبی کا خلاصہ، عوارف اور علم فقہ میں ہدایہ پر حاشیہ

اور اس کے اوائل میں التجرید للاصفہانی کی شرح اور شرح طوالع، مطالع، قطب رازی پر شرح شمسیہ اور مطول، مختصر، شرح ہدایۃ الحکمۃ العین حکمۃ الاشراق، تحفہ علم نحو میں رضی اور کہا جاتا ہے کہ علم نحو میں رضی انہوں نے بھی تحریر کی ہے اور مسودہ میں بہت ہی سقم کی وجہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی جن پر میں واقف ہوا ہوں اور ان کا حاشیہ شرح نقرہ کار دعلی المتوسط پر اور تلخیص التلخیص اور عوامل جرجانی رسالۃ الوضع، شرح اشارات للطوسی، التلویح و التوضیح، نصاب فارسیہ، اشکال تائیس شرح عضد۔ تحریر اقلیدس للطوسی اور قصیدۂ کعب بن زہیر پر حواشی ہیں۔

اور فارسی میں علم صرف کے بارے ایک مقدمہ، اور سلطان سکندر صاحب تبریز کے سوالوں کے جوابات اور فارسی میں رسالہ وجودیہ اور دوسرا رسالہ عقلی تقسیم کے اعتبار سے الموجود فی الوجود کے بارے میں اور دوسرا علم حروف اور آواز اور ایک رسالہ علم ادوار کے بارے ہے اور علم منطق میں صغریٰ، کبری اسی کی تصنیف ہیں اور یہ دونوں فارسی میں تھیں اور ان کے لڑکے سید محمد نے انہیں عربی زبان میں نقل کیا اور ان کا ایک رسالہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں اور رسالہ شہب البینۃ فی الوجود والعدم یعنی وجود اور فناء کے بارے۔ اور دوسرا الاٰفاق والانفس کے بارے ان کی یہ تالیفات حافظ سخاوی نے الضوء اللامع میں ذکر کی ہیں۔

اور کہا وہ امام، علامہ، زاہد، اور انتہائی فہم و ذکاء کے مالک اور روانگی کے ساتھ عبارت کو بیان کرنے والے شیخ، سفید ریش، فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ اور ان کی عبارت طریقہ مناظرہ، مباحثہ اور دلیل بنانے میں عقل تام والے اور اشتغال، اشغال پر ہمیشگی کرنے والے کے لئے مزین اور پورا کرنے والی ہے اور ان کا لڑکا محمد جس نے کئی علوم میں شروح تحریر کیں اور وہ فوت ہوا تو چالیس کے قریب اس کی تصانیف تھیں اور اس کے والد اس وقت تک زندہ رہے کہ تمام علاقہ کے اکثر شہروں کے فضلاء ان کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ

ہیں سے تھے اور ان کی کتب مدارس عربیہ میں پڑھی جانے لگیں اور علماء نے ان کی خدمت کی اور لوگ ان کے کلام کی خوبی اور عمدگی کی وجہ سے دلوں کے قریب ہونے کے لئے متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ سید کا کلام، کلاموں کا سردار ہے ان پر اور تمام علماء پر اللہ کی رحمت ہو اس کا کلام منتہی ہوا۔ اور ان میں سے علامہ حماد مارونی حنفی، اصول و حدیث میں ابن صلاح کی مختصر کے شارح ۸۱۹ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے ولی کامل، عالم فاضل، امیر قوام الدین خانی صاحب جنون المجانین ۷۶ سال کی عمر میں ۸۲۰ھ میں فوت ہوئے اور ان کے فضائل بے شمار اور ان کے مناقب مشہور ہیں اور ان میں علامہ واعظ احمد بن محمد شاذلی حنفی ۸۲۸ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے علامہ تمیمی اسکندری صاحب تصانیف جلیلہ ان میں سے حاشیہ تفسیر بیضاوی، مواقف، عضدی، مطول، شرح مختصر وقایہ ہیں۔

۸۷۲ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے علامہ مرغشی احمد حلبی حنفی، صاحب قانون فقہ وغیرہ، ۸۷۲ھ میں فوت ہوئے اور ان میں علامہ حسن چلپی انصاری صاحب حاشیہ مفیدہ مشہورہ جن میں سے حاشیہ مطول، تلویح، اور شرح مواقف ۸۸۶ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے فاضل مولانا عبد الرزاق سمرقندی صاحب حاشیہ تلویح، مطلع السعدین، ۸۸۸ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے علامہ حسین المخطب اور علامہ احمد بن جندی ۸۸۸ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے علامہ احمد شرجی صاحب کتاب الفوائد اور نزہۃ الاحباب ۸۹۳ھ میں وفات پائی اور ان میں سے علامہ کرکی ابراہیم حنفی، صاحب حاشیہ توضیح ۹۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

اور ان میں سے علامہ ابراہیم طرابلسی صاحب کتاب الاسعاف، مواہب الرحمن اور اس کی شرح مسمی بہ البرہان ۹۲۲ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے فاضل کامل ثقہ احمد بن حسن طرابلسی حنفی صاحب کتاب مختار الاختیار ۹۲۸ھ میں فوت ہوئے اور ان میں سے علامہ قدوۃ الفحول، جامع مغفول و معقول مولانا عبد العلی برجندی حنفی، صاحب تصانیف جلیلہ، جن میں سے شرح تذکرہ، شرح تحدیر، شرح

شمسیہ، شرح مختصر وقایہ فاضل شیروانی کے شاگرد اور ان میں سے علامہ نحریرہ مولانا احمد جندی صاحب تحقیقات و تدقیقات اور تصانیف عمدہ اور تالیفات عجیبہ ۹۶۱ھ میں سمرقند میں فوت ہوئے اور جان لیجئے کہ بے شک آئمہ حنفیہ کی مثال آسمان میں ستاروں کی مانند ہیں جنہیں دیکھنے والا پردوں کو دیکھتا ہے جن کا شمار ممکن نہیں اور ان کی گنتی محال ہے اور ان میں سے جو ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ بحر زخار میں سے ایک قطرہ ہے۔

ورنہ ماوراء النہر، بدخشاں، ہند، روم، کاشغر، خوارزم اور بخارا کے شہروں زمانہ زمانہ میں ہزار ہزار علماء عرفاء پائے جاتے ہیں اور ان سے فتاویٰ لئے جاتے ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اب میں تبرکا ماوراء النہر اور ہند میں اکابر اولیاء سے ایک جماعت کا ذکر کرتا ہوں اور اب اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ تو ان میں سے امام ربانی، قطب صمدانی عبد الخالق، غجدوانی قدس سرہ سلسلہ عالیہ معروفہ بہ سلسلۂ خواجہا قدس اسرارہم کے رئیس ان کے مناقب بے شمار، معارف مخفی نہیں اور وہ شیخ امام ابو یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے مرید جن کا ابھی ذکر گزر چکا ہے۔

اولیاء کبار کے شیخ جن میں سے عارف کامل، خواجہ عارف ا ریوکری اور خواجہ احمد صدیق، خواجہ اولیاء کلاں ہیں اور انہیں میں سے مشہور ولی خواجہ محمود خبیر فغنوی شیخ ا ریوکری کے مرید، اور انہیں میں سے شیخ جلیل، ولی، نبیل صاحب مقامات و کرامات خواجہ علی رامیتنی المعروف بہ عزیزاں اور وہ شیخ محمود خبیر فغنوی مذکور کے مرید ہیں اور انہیں میں سے امام مقتداء خواجہ محمد باباء سماسی قدس سرہٗ جو کہ شیخ رامیتنی مذکور کے مرید، اور ان میں سے سید صاحب کمال و اکمال، امیر کلال جو کہ خواجہ محمد بابا، مذکور کے مرید، اور شیخ قطب الاولیاء، امام العرفاء بہاء الحق والدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ ۷۷۲ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے قطب الآفاق، ولی علی الاطلاق حجۃ الاولیاء برہان العرفاء

والاذکیاء جوکہ نقشبندی بخاری کے ساتھ مشہور ہیں۔ قدس سرہٗ۔ ان کے مقامات جلیلہ رفیعہ، جن کے بیان سے عقلیں عاجز ہیں اور زبانیں ان کے بیان سے قاصر ہیں بروز پیر ۳ ربیع الاوّل بخارا میں ۷۳ سال کی عمر میں ۷۹۱ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے قطب الابرار ولی مختار، علاء الدین عطار محمد بخاری، جوکہ شیخ امام بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کے مرید، جوکہ اللہ تعالیٰ کے اکابر اولیاء میں سے ہیں، رجب کی ۲۰ تاریخ بدھ کی رات ۸۰۲ھ میں فوت ہوئے اور ان کی قبر منور صفانیاں میں ہے۔

اور انہیں میں سے قدوۃ العرفاء المحققین، اسوۃ العلماء المدققین، سند المحدثین محمد بن محمود حافظی بخاری المعروف بہ پارسا قدس سرہٗ جوکہ شیخ امام بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہٗ کے اکابر ساتھیوں میں سے ہیں اور ان کی بہت بڑی تصانیف ہیں جن میں سے فصل الخطاب، التحقیقات، الفصول الستہ اور تفسیر مدینہ طیبہ میں ۸۲۲ھ میں فوت ہوئے اور انہیں میں سے ولی ابن ولی حافظ الدین ابو نصر بن محمد پارسا البخاری جوکہ علم شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ اسرار حقیقت پر آواز دینے والے ۸۶۵ھ میں فوت ہوئے اور ان کی قبر مبارک بلخ میں ہے

اور انہیں میں سے ولایت کے شجر اور ہدایت کے ثمر عارف ابن عارف حسن بن علاء الدین العطار صاحب احوالِ غریبہ اور مقامات عجیبہ علیاء تھے پیر عید الاضحیٰ کی رات شیراز میں ۸۲۶ھ میں فوت ہوئے اور اپنے باپ قدس سرہٗ کے پاس صفانیان میں منتقل کئے گئے اور انہیں میں سے عارف کامل مولانا یعقوب چرخی جوکہ امام خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کے ساتھیوں میں ہیں۔

اور امام خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ کے پاس درجات کمال کو حاصل کیا۔ اور وہ ہمارے شیخ ناصر الدین خواجہ عبید اللہ ملقب بہ احرار قدس سرہٗ

کے شیخ ہیں اور ان میں سے شیخ محقق، قدوۃ العرفا، مولانا نظام الدین خاموش محی الملتہ والدین عطار قدس سرہٗ تصرفات عظیمہ اور بلند و حسین مقامات کے مالک ۸۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

جیسا کہ کہا گیا ہے اور سید، سند، علامہ محقق سید شریف آپ کے ساتھیوں اور مریدین میں سے ہیں اور ان میں سے شیخ کامل مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ اور محققین مولانا سعد الدین نماز ظہر کے درمیان میں، جمادی الاخری ۸۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مترجم

محمد عبد القیوم قادری

خادم طلبہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ و خطیب جامع مسجد بلال حنفیہ اہل سنت وجماعت مریدکے ضلع شیخوپورہ۔

✿

اربعین غزنویہ

مصنف : مولوی عبدالحق غزنوی غیر مقلد اہل حدیث

اس کتاب میں مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی کی تفسیر ثنائی کی چالیس غلطیوں کو ظاہر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ تفسیر کفر والحاد سے بھری ہوئی ہے اس کا پڑھنا، چھونا، دیکھنا سب حرام ہے۔ اس کتاب پر تقریباً ۹۰ وہابی و دیگر علماء کے دستخط ہیں۔ تمام نے کہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قیمت : چھ روپے

✿

الفیصلة الحجازیہ

مصنف : مولوی عبدالاحد غیر مقلد وہابی

اس کتاب میں شاہ سعود والد شاہ فیصل کا فتویٰ ہے کہ جس میں اس نے کہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی کافر، ملحد اور زندیق ہے۔ اور دیگر وہابی علماء نے لکھا ہے کہ یہ ابوجہل سے بڑا کافر ہے۔

قیمت : صرف پانچ روپے

✿

مسئلہ رفع الیدین

یہ کتاب کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین کا اردو ترجمہ ہے اور مسئلہ رفع الیدین پر ایک مدلل کتاب ہے۔ تحقیقی اور علمی حاشیہ کے ساتھ اور تتمہ میں غیر مقلدین کے دلائل اور ان کا جواب ہے۔

زیر طبع

✿

جَلَّ جَلَالُہٗ

صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ پ۱۴

پاسبانِ عزتِ اُم الکتاب
از نگاہش خانہ ء باطل خراب

رسالہ مبارکہ

پاسبانِ کنز الایمان

- امیرِ مجاہدِ ملت مولانا عبد الستار خان نیازی مدظلہ العالی
- حضرت صاحبزادہ خواجہ غلام حمید الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف
- مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب امیر جماعت رضائے مصطفےٰ

ناشر

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام

گوجرانوالہ

الجدہ پرنٹرز اردو بازار لاہور

روحانی راحتوں کا خزینہ
روحانی حقائق
از مولانا ابو داؤد محمد صادق
۵-۰۰
الدرر السنیہ
فی الرد
علی الوہابیہ
تالیف عربی: سید احمد بن زینی دحلان
اردو ترجمہ: مولانا محمد حبیب الرحمن بدایونی
۵-۰۰
مسئلہ ندا و حاضر ناظر کی تحقیق
نداءِ یارسول اللہ
از تبرکات: مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۲-۰۰
حق و صداقت کی نشانی
شاہ احمد نورانی
سوانحی خاکہ و مجاہدانہ شان
۷-۵۰
حضرت ملا علی قاری اور
مسلک اہلسنت
از مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی
۳-۰۰
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
بہارِ عقیدت
تضمین بر سلام اعلحضرت
۲-۰۰
ملنے کا پتہ: مکتبہ رضائے مصطفٰے دارالسلام۔ گوجرانوالہ

۷۸۶
۹۲

خواب اور بیداری میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنّف

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت علامہ عبد القیوم قادری رضوی

یہ خواب اور بیداری میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت پر زبردست تحقیقی کتاب ہے اس سے پہلے اور بعد میں اس موضوع پر اتنی زبردست کتاب نہیں لکھی گئی اردو ترجمہ کے ساتھ پہلی دفعہ منظر عام پر آرہی ہے۔ (زیر طبع)

ناشر: المجدد احمد رضا اکیڈمی

العقیدۃ الصحیحہ

فی شرح

حیاۃ الانبیاء

شارح

محمد عباس رضوی

حضرت امام بیہقی، شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق

کتاب حیاۃ الانبیاء، کی اردو زبان میں بے نظیر شرح

جس میں حیاۃ الانبیاء، انبیاء علیہم السلام سے استمداد

اور حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دور و نزدیک

سے درود و سلام سننے کے مسئلہ پر نہایت تفصیلی اور تحقیقی

بحث کی گئی ہے۔ (زیر طبع)

ناشر: المجدد احمد رضا اکیڈمی